حج کا مسافر

ڈاکٹر منصور ملک

وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَا عَ إِلَيْهِ سَبِيْلا

(القرآن)

تمناؤں کی دنیا یوں تو ہر انساں بناتا ہے
مگر پاتا وہی ہے جو یہاں تقدیر لاتا ہے

جملہ حقوق بحق امت اسلام محفوظ

کتاب : حج کا مسافر

مرتب : ڈاکٹر منصور مالک

پی او باکس: 502273 دبئی،

حال مقیم متحدہ عرب امارات و مدینہ منورہ۔

کمپوزنگ : ارشد علی جیلانی

سن اشاعت : جمادی الاول 1430، مئی 2009

ناشر :

نوٹ: واضح ہو کہ یہ کتاب فی سبیل اللہ وقف ہے جو اہل خیر حضرات چاہیں اس کو طبع کرا کر چاہیں تو مناسب قیمت پر فروخت کریں یا پھر مفت تقسیم کر کے دنیا و آخرت میں ثواب کے مستحق ہوں، راقم کی طرف سے اس کے طباعت و اشاعت کی مکمل اجازت ہے۔ نیز جن اہل علم کے نظر میں کوئی خامی نظر آئے تو وہ برائے مہربانی آگاہ فرمائیں تا کہ آئندہ اس کی اصلاح کی جا سکے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس حقیر کاوش کو قبول فرمائے اور اس کے ذریعہ ہماری تمام خطائیں بخش دے۔

(مؤلف)

پیش لفظ

آج ذوالقعدہ کی ۲۳؍ تاریخ ہے۔ اور سن عیسوی کے مطابق ۶؍ فروری ۲۰۰۲ تقریبا دو ہفتے بعد حج کا مبارک دن آنے والا ہے۔ راقم الحروف نے بھی مورخہ ۷؍ فروری بروز جمعرات دبئی سے مدینہ شریف اور پھر وہاں سے حج کی ادائیگی کے لیے بیت اللہ شریف جانے کا مبارک ارادہ کرکھا ہے۔ اللہ سبحان وتعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ پورے اخلاص کے ساتھ حج کے تمام ارکان ومناسک سنت نبوی کے مطابق ادا کرنے کی توفیق وہمت عطا فرمائے۔ اور میرے حج کو حج مبرور کا درجہ عطا فرما دے۔ (آمین)

پھر یہ بھی دلی تمنا ہے کہ زندگی کے باقی ماندہ ایام قرآن وسنت کی تعلیمات کے عین مطابق گزارنے کی توفیق ربانی حاصل ہوجائے۔ ﴿إِنَّ صَلَاتِيْ وَ نُسُكِيْ وَ مَحْيَايَ وَ مَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ کے مصداق ومعیار پر زندگی ہوجائے۔

مغرب کے مرکز لندن کی مشہور عالمی درس گاہ سے اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے، کامیابی سے وکالت کرنے اور یورپی طرز پر زندگی گزارنے کے شوق بھی پورے ہو چکے۔ دنیاوی و مادی زندگی کی تمام آسائشوں اور بلندیوں کے نہایت قریب رہ کر اور زندگی کے تقریبا چالیس سال اس طرز پر گزارنے کے بعد اچانک باطنی ادراک نے جھنجھوڑ کر قلب وذہن کی دنیا ہی بدل دی۔ نفس کی تحریک پر قلب وذہن میں ایک کشمکش کچھ عرصہ تک جاری رہی، کسی غیر مرئی طاقت کی رہنمائی یا رحمت خداوندی نے طبیعت کو ذکر اللہ کی طرف مائل کر دیا۔ جس سے دنیاوی اور مادی رغبتیں کم ہوتی گئیں قرآن وحدیث سے دلچسپی

بڑھتی گئی، صوم وصلوۃ میں لطف پیدا ہونے لگا، عجیب وغریب واقعات ومشاہدات نے تقریبا گزشتہ ۷؍ سال میں دنیا کی رغبت میں مسلسل کمی کی۔ اور پھر دنیا اور دنیا والوں کے دجل کا بھوت دل ودماغ سے بالکل نکل گیا، دنیا کے فلسفہ وعلم کی اہمیت دل ودماغ سے دور ہوگئی اور الہامی علم جو انبیاء کرام کو دیا گیا اور خاص کر خاتم الانبیاء والمرسلین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو قرآن پاک کی صورت میں اور ان کی سنت کی صورت میں عطا فرمایا گیا، اللہ پاک کی خاص الخاص رحمت سے اس کی اہمیت، سچائی اور حقیقت اس ناکارہ کے دل ودماغ پر آشکارہ ہوئی، تو معلوم ہوا کہ یورپ وامریکہ کے فلسفہ وقانون کے علم پر جو دماغ ونفس کے اندر ناز تھا، وہ سب علم حقیقی یعنی قرآن سنت کے علم کے سامنے کج علمی کے دجل کے سوا کچھ نہیں، جب تک علم حقیقی آشکارہ نہ ہوجائے باطنی تسکین نہیں ہوسکتی۔ اور تمام ڈگریوں کے باوجود انسان باطنی طور پر کھوکھلا اور پیاسا ہی رہتا ہے۔ برطانیہ، یورپ اور امریکہ میں راقم کو متعدد اعلیٰ علمی، قانونی اور سیاسی شخصیات سے ملنے اور اٹھنے بیٹھنے کے کئی مواقع ملے، سب کو اندر سے خالی پایا، تیسری دنیا کے اکثر لوگوں کی طرح قلبی بیداری سے پہلے راقم بھی امریکہ ویورپ اور اس کے لوگوں سے بڑا مرعوب تھا، لیکن اب ان کی قرآن وسنت سے لاعلمی یا بے علمی پر ترس کھاتا ہے۔ اللہ پاک کے بھیجے ہوئے انبیاء ومرسلین اور اہل اللہ کے سوا کسی پر نظر نہیں ٹھہرتی، نہ کوئی بڑا لگتا ہے، نہ کسی کا خوف، نہ کسی سے کوئی توقع باقی ہے۔ ایک ہی فکر دامن گیر ہے کہ کس طرح باقی زندگی کے دن مکمل اطاعت خدا ورسول میں گزریں، دنیا کی کسی چیز کا کوئی طمع دل میں باقی نہیں رہا، اللہ پاک کے خاص فضل سے قرآن پاک اور احادیث و فقہ اور دینی علوم سے شناسائی حاصل ہوئی، اور اس کی تحصیل وتسلی دمشق کے جامعہ ابی النور میں خصوصی

تعلیم وتربیت کے دوران ہوئی۔ اللہ تعالیٰ شیخ احمد کفتاروں مفتی اعظم شام، ان کے دوست ورفیق شیخ محمد بشیر البانی مفتی دمشق اور شیخ صلاح الدین کفتارو ابن شیخ احمد کفتارو مدیر العام جامعہ اور اساتذہ وشیوخ کو دنیا وآخرت میں دین حنیف کی بے لوث خدمت پر اجر عظیم عطا فرمائے۔ جنھوں نے اپنی خاص توجہ سے مجھے قرآن وسنت کے علم سے فیض یاب کیا، اللہ کرے اب اسی علم کے ساتھ تعلق خاص ہو جائے، اور زندگی کے شب وروز اسی علم کے تحت مصروف عمل رہیں، گزشتہ چند سالوں سے اللہ پاک نے بار بار عمرے ادا کرنے کی توفیق دی، حج کا ارادہ ہوتا رہا اور موسم حج کے قریب کوئی نہ کوئی رکاوٹ آڑے آتی رہی، گزشتہ سال راقم دمشق میں تھا، اور چند عزیز دوست ملے اور کہنے لگے کہ حج پر جانے کا ارادہ تھا مگر تاخیر ہوگئی اور حج ویزے بند ہوگئے مجھے خیال ہوا کہ کیا اچھا ہوتا اگر پہلے پتہ چلتا تو ان کے ساتھ شامل ہو جاتا یوں ہی دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ اپنے عزیز دوست عبدالرحمٰن حجار کو کہوں کہ وہ شاید اس آخری وقت میں مدد کر سکے، فون پر عبدالرحمٰن حجار سے بات کی عبدالرحمٰن حجار نے کہا کہ وہ رات کو بتائے گا کہ وہ میرے دوستوں اور ان کی والدہ کے لیے حج ویزا کا خصوصی انتظام کرا سکتا ہے یا نہیں، تاہم اس نے مجھے کہا کہ میرے لیے مشکل نہیں۔ بہرحال رات کو فون آیا عبدالرحمٰن حجار نے کہا کہ میرے دوست کل صبح دمشق میں سعودی ایمبسی چلے جائیں۔ انشاء اللہ انھیں ویزا مل جائے گا۔ دوسرے دن وہ سعودی ایمبسی گئے اور خوشی سے واپس آئے انھیں حج کا ویزا مل چکا تھا، انھوں نے گروپ سے رابطہ کیا سب انتظام ہو گیا لیکن میں اقامتی ویزا ہونے کے باعث حج گروپ میں دمشق سے شامل نہیں ہو سکتا تھا اس لیے کہ حاجیوں کا جہاز حاجی ٹرمینل پر لینڈ کرتا ہے جبکہ اقامتی ویزا والے نارمل ٹرمینل پر لینڈ کرتے ہیں۔ شومئ

قسمت میرا ارادہ رہ گیا اور حج سے محروم ہوگیا، اندر ہی اندر ندامت محسوس ہوئی کہ میرا بلاوہ نہیں آیا۔

اس سال ستمبر کے آخر دبئی آیا کیوں کہ مجھے تجدید ویزا کے لیے پہلے دبئی اور پھر سعودی عرب جانا تھا، دبئی میں اچانک میری طبیعت پریشان ہوگئی۔ معمولی سا بازو میں درد محسوس ہوا پسرم جاوید مع فیملی لندن میں تھا، اس نے فون کیا تو اس کو بتایا کہ میری طبیعت پریشان ہے بظاہر کوئی تکلیف نہیں تھی تاہم جاوید نے ایک دوست ڈاکٹر سے مجھے دیکھنے کو کہا ڈاکٹر صاحب نے کچھ زیادہ ہی احتیاط اور دیکھ بھال شروع کر دی اور تقریبا ہر قسم کے فوری ٹیسٹ کرانے کو کہا اس بات سے میں ویسے ہی اور بیماری محسوس کرنے لگا ٹیسٹ دو دن میں مکمل ہوئے اور سب اچھا ہے کی رپورٹ آ گئی۔ مگر مجھے اچھا محسوس نہیں ہوتا تھا میرے ایک دوست عبداللہ سلمی نے مشورہ دیا کہ مجھے بڑے پرائیویٹ ہسپتال میں کسی ماہر ڈاکٹر سے مشورہ کرنا چاہیئے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا ڈاکٹر صاحب نے سات قسم کی گولیاں لکھ دیں وہ رات کو کھائیں، صبح نماز کے لیے اٹھا تو چکر آ گیا اور کھڑا ہونا مشکل ہوگیا، دوسرے ڈاکٹر کے پاس گیا اس نے اور گولیاں لکھ کر دے دیں میرے ساتھ ڈرائیور تھا جو مجھے سہارا دے رہا تھا، گولیاں کوئی پانچ قسم کی تھیں، مجھے کچھ سمجھ نہیں آتا تھا اور چکر کی وجہ سے مزید گولیاں کھانے کو جی نہیں چاہتا تھا۔ بہر حال گھر واپس پہنچا، نماز بیٹھ کر پڑھی نہیں جاتی تھی، سجدہ کرنا محال تھا، بے بس سا ہو کر اللہ سے دعا کی اور فوراً خیال آیا کہ یہ چکر گولیوں سے آتا ہے، دودھ منگوا کر پیا، گھنٹے بھر میں چکر کا افاقہ محسوس کیا تمام گولیاں بند کر دیں اور چکر ختم ہوگیا تاہم پریشانی اور ضعف بدستور تھا، ٹانگوں میں درد بھی، مجھے ویزے کی تجدید کے لیے فوری سعودی عرب سفر کرنا تھا، ہمت نہیں بندھ رہی تھی بہر حال سعودی عرب جدہ پہنچ گیا احرام بھی جہاز میں نہ

باندھ سکا تھا، عمرہ کی بالکل ہمت نہ تھی، بہرحال بغیر احرام جدہ سے روانہ ہوگیا۔ بمشکل مکہ شریف ہوٹل میں پہنچا، سوچا طواف کرلوں پھر کل پرسوں مکہ شریف سے باہر جا کر میقات سے احرام باندھ کر آؤں گا اور عمرہ کرلوں گا، حرم شریف میں داخل ہوا، تو بمشکل نماز ادا کرسکا، طواف کی ہمت ہی نہ تھی لوگوں کا جم غفیر، رمضان شریف میں حج کا سماں کررہا تھا، طبیعت میں ندامت کہ اللہ پاک کے گھر آ کر طواف وعمرہ کی سعادت سے محروم ہوں۔ ٹانگیں اکڑی ہوئی اور جسم درد سے چور چور، آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں، دل سخت اداس اور مکدر، نہ کوئی بیماری، نہ اور کوئی سبب، اچھا بھلا تھا، یہ کیا ہوگیا، تین دن اسی طرح مکہ شریف میں رہ کر مدینہ شریف روانہ ہوگیا، مسجد نبوی کی زیارت، ادائیگی نماز اور روضۂ رسول پر حاضری اور سلام کے علاوہ میرے ویزے کی تجدید بھی مدینہ شریف سے ہی ہونی تھی۔ بہرحال اللہ اللہ کر کے مدینہ شریف پہنچا اور سیدھا ہوٹل چلا گیا اپنے دوست کو بھی اطلاع نہ دی تھی کہ کب پہنچ رہا ہوں ہوٹل سے اپنے دوست عبدالرحمٰن حجار کو فون کر کے بتایا کہ ہوٹل میں پہنچ چکا ہوں وہ ناراض بھی ہوا کہ آمد کے وقت کی اطلاع نہیں دی، وہ تھوڑی سی دیر میں ہوٹل آگیا ملاقات کے بعد کھانے کے لیے باہر لے جانے پر اصرار کرنے لگا میرے تھکاوٹ کے اظہار وآثار دیکھ کر دوسرے دن ملنے کا کہہ کر چلا گیا میں تھوڑی دیر لیٹ گیا اور پھر وضو کر کے ہوٹل سے باہر آیا، مسجد نبوی اور روضہ شریف کے بالکل سامنے ہوٹل واقع تھا تاہم مسجد شریف اور روضہ شریف کے سبز گنبد کو دیکھ کر طبیعت اچھی محسوس ہوئی، واپس آ کر سو گیا، سحری کے وقت اٹھا اور مسجد شریف جانے کے لیے نکلا سامنے ہی ایک رسٹورنٹ پر بیٹھ کر چائے پی اور کچھ کھجوریں کھائیں، مسجد شریف میں داخل ہو کر دوگانہ ادا کیا، زمزم سے سیراب ہوا اور روضہ شریف پر

حاضر ہوا، صلاۃ وسلام پیش کرنے کے بعد نوافل اور قرآن پاک کی تلاوت میں مشغول ہوگیا، تھکن کم ہوگئی اور طبیعت اچھی ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور ارادہ کرلیا کہ اس سال انشاءاللہ حج ضرور کروں گا کیا پتہ صحت اور زندگی کا۔ اللہ تعالیٰ سے بار بار دعا کرتا رہا کہ وہ مجھے حج کی توفیق دے۔ مدینہ شریف دس دن قیام کے بعد واپس عازم مکہ ہوا واپسی پر عبدالرحمٰن حجار نے سید حیدر کو میرے ہمراہ کیا۔ وہ گزشتہ ۲۲/سال سے مدینہ شریف میں مقیم ہے۔ دینی مسائل سے اچھی طرح آگاہ ہے۔ سید حیدر میرے شریک سفر ہوگئے اور میقات ذوالحلیفہ (جو مدینہ شریف سے تقریباً ۸ میل ہے) سے احرام باندھا۔ دوگانہ ادا کیا اور مکہ شریف کی طرف روانہ ہوگئے۔ میری صحت بحال ہوگئی اور بیت اللہ شریف پہنچ کر عمرہ مکمل کیا۔ اور پھر ہوٹل چلا گیا دوسرے دن نماز ظہر حرم شریف میں ادا کرنے کے بعد جدہ آیا افطاری ایک سعودی دوست کے گھر کی اور پھر جدہ سے دبئی ائیر پورٹ پہنچا۔ رات ۷/بجے پسرم جاوید ائیرپورٹ سے گھر لایا۔ وقت تیزی سے گزر گیا اور میں نے اخبار میں پڑھا کہ حج فلائیٹ شروع ہوگئیں ہیں اپنے حج کرنے کا ارادہ یاد آیا اپنے دوست عبدالرحمٰن حجار کو فون کیا اس نے کہا کہ وہ بھی میرے ہمراہ حج کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ اس لیے حج سے دو ہفتے قبل مدینہ شریف پہنچ جاؤں تاکہ ضروری لوازمات طے کرلیے جائیں۔

گزشتہ دس دن حج کے موضوع پر قرآن وحدیث کا خوب مطالعہ کیا تاکہ اللہ پاک کی خاص توفیق سے حج کے ارکان وسنتیں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے صحابہ کے طریقہ سے ادا کرسکوں شاید کہ حج قبول ہوجائے۔ حج مبرور کی جو شرائط اہل العلم نے بیان کی ہیں ان کو پورا کرسکوں خاص کر

اخلاص نیت، مال حلال، اور عاجزی کو ذریعہ بتایا ہے۔

آج کچھ چیزیں لینے سٹور میں گیا۔ راستے میں خیال آیا کہ کل سفر حج پر انشاء اللہ نکل رہا ہوں اور یہ سفر بھی اعلیٰ ترین اور عظیم سفر ہے کیوں کہ حج سے بڑھ کر کوئی سفر نہیں اور حج کا سفر خالص اللہ کے گھر کی طرف سفر ہے۔ کیوں نہ اس سفر کا حال قلمبند کر لیا جائے۔ اگر یہ سفر اللہ اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے طریقوں سے کر لیا جائے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہو جائے تو اس سفر کے مسافر کی قسمت جاگ جائے دنیا اور آخرت سنور جائے۔

سٹور سے ہی قلم اور نوٹ بک خریدی تاکہ ساتھ رکھ لوں اور جب موقع ملے داستان سفر لکھتا جاؤں، کاغذ قلم لیکر واپس گھر آیا تو بہو نادیہ بیٹی نے کہا کہ اور کتاب خرید لائے ہیں، نہیں یہ نوٹ بک ہے۔ جس میں حج کے سفر کے واقعات لکھوں گا۔ نادیہ نے کہا یہ اچھا ہے۔ وہیں بیٹھے بیٹھے خیال آیا کیوں نہ حج کے سفر کا پیش لفظ ابھی لکھ دوں اس طرح کل سفر شروع کرنے کے بعد سلسلہ جاری رہے گا چنانچہ چند سطریں لکھنے بیٹھا تھا، لیکن کچھ باتیں جن کے لکھنے کا کوئی ارادہ نہ تھا خود بخود نوک قلم پر آ کر نوٹ بک کی زینت بن گئیں۔

اے اللہ نہایت عاجزی سے یہ التجا اور دعا کرتا ہوں کہ میری نیت کو سارے حج کے دوران اور بقیہ زندگی میں اپنے لیے خالص کر دے، مجھے حج مبرور کی سعادت سے نواز، میرے اس سفر کو میرے لیے اور سب کے لیے آسان فرما۔

اے بار الہ! مجھے حج حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقے کے مطابق کرنے کی توفیق

دے اور اس کے بعد اپنی بقیہ زندگی بھی انھیں کے طریقے پر گزارنے کی توفیق عطا فرما۔

یا اللہ! میری اس سعی کو قبول فرما، دین کا فہم اور اس پر عمل میرے لیے آسان فرما، آخرت کی کامیابی نصیب فرما، یا اللہ میرے گناہ معاف فرما، میرے والدین کے گناہ معاف فرما اور ان کے درجات بلند فرما، میرے بہن بھائیوں پر فضل فرما۔ یا اللہ مجھے اور میری آل واولاد کو دین حنیف پر قائم رکھ، ہمیں ہر شر اور سوئے قضا سے محفوظ رکھ، دین اور دنیا کی ہر بھلائی اور خیر میں ہمارا حصہ رکھ۔

یا اللہ! مرے دوست واحباب اور عزیز واقارب پر رحم فرما اور انھیں بھی دین ودنیا کی بھلائی عطا فرما۔

یا اللہ! میرے جاوید اور حسن کو نماز قائم کرنے والوں میں سے بنا اور ان کی حفاظت فرما، ان کے ایمان واعمال اور جان ومال کی حفاظت فرما۔

یا اللہ! امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بڑا سخت اور نازک وقت آن پڑا ہے، یا اللہ اس امت کی حفاظت فرما، اس امت کو باہم متحد فرما اور اس کے ایمان میں اضافہ فرما اس کے گناہ معاف فرما اور اس کی نصرت فرما۔

یا اللہ! جن مجاہدین نے اپنی جانوں اور مالوں کو صرف تیرے دین کی سربلندی کے لیے پیش کیا ان کی اس کوشش کو قبول فرما ان کے گناہ اور خطائیں معاف فرما۔

یا اللہ! جو مجاہدین ابتلاء اور دشمنوں کے غلبے میں آ گئے، انھیں صبر اور استقامت عطا فرما ان کے گناہ معاف فرما، انھیں ابتلاء وآزمائش سے جلد نجات دے اور سرخرو فرما۔

یا اللہ ! امت مسلمہ کے دلوں کو جوڑ دے، اور مجاہدین پر اپنی سکینت و نصرت اور رحمت نازل فرما۔

یا اللہ ! مسلمان حکمرانوں کو معاف فرما، انھیں دین حنیف پر ثابت قدم فرما اور مسلمانوں کے دشمنوں پر ان کو غلبہ نصیب فرما۔

یا اللہ ! امت مسلمہ کو دشمنوں، کافروں اور مشرکین کے سامنے ثابت قدم فرما ان کی مدد فرما اور دشمنوں پر غالب فرما۔

یا اللہ ! ساری دنیا کے سلیم الفطرت انسانوں کو دین حنیف میں داخل فرما، اس دین کو مشرق و مغرب شمال و جنوب کے انسانوں کی ہدایت کا ذریعہ بنا۔ آمین

آغاز سفر

اللہ اللہ آخر وہ دن آ ہی گیا، اور راقم الحروف بفضلہٖ تعالیٰ زندگی کے اس عظیم ترین سفر پر روانہ ہو ہی گیا، یوں تو زندگی میں دنیا کے تقریباً تمام معروف ممالک کے سفر کیے، مگر جس سفر کا آج آغاز ہوا اس کے تمام قلبی اور روحانی تاثرات کما حقہ قلمبند کرنا میرے قلم کی استعداد سے باہر ہے۔ جن باطنی محسوسات کا آج گزر ہوا وہ بڑے عجیب ہیں، ان کو محسوس ہی کیا جا سکتا ہے، بیان نہیں کیا جا سکتا۔ ایک مسلمان کی زندگی میں حج کے سفر کی سعادت بے شک بڑے نصیب کی بات ہے۔ بہر حال چند عزیزوں اور احباب سے رخصت ہونے کے بعد پسرم جاوید، عزیزہ نادیہ اور پیارے بیٹے حسن جاوید کے ہمراہ دبئی سے شارجہ ائیر پورٹ پہنچا اور رات کی ڈائیریکٹ فلائیٹ سے مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات ۹،۲۰ بجے پہنچا۔ میرے دوست مجھے لینے کے لیے موجود تھے انھوں نے حرم کے قریب ایک ہوٹل میں پہنچا دیا۔ تقریبا ۲ر گھنٹے اور بیس منٹ کا سفر بہت اچھا گزرا، حرم شریف کے اردگرد مسلمانوں کا جم غفیر ایک عجیب روحانی منظر پیش کر رہا ہے۔ ہر رنگ و نسل کے مسلمان مرد عورت توحید باری تعالیٰ کی رسی کو تھامے ''اَللّٰہُ أَکْبَرُ'' کی آواز سنتے ہی مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف رضائے الٰہی حاصل کرنے اور جبین نیاز سربسجود کرنے کی ایک ہی دھن میں رواں دواں نظر آتے ہیں، ایک اندازے کے مطابق ایک ملین مسلمان اس وقت مدینہ شریف میں موجود ہیں۔ روضہ شریف کے پاس کھڑے ہوکر سلام عرض کرنا ہجوم کے باعث مشکل ہوتا ہے، تاہم روضہ شریف کے سامنے سے گزرتے ہوئے ہی

سلام پیش کیا جاتا ہے۔ محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت ہر رنگ ونسل کا ایک حسین امتزاج ہے۔ نسل انسانی کی ایسی اخوت جو اسے ایک کلمہ ’’ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهُ ‘‘ میں پرو دیتی ہے۔ دین حنیف کی سچائی بھائی چارگی اور حقیقی مساوات کی بے نظیر عملی تصویر ہے۔ جس کی مثال اور کوئی مذہب پیش نہیں کر سکتا۔

مدینہ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر چیز ما سوائے تعلیمات نبوی کے جدید ہے۔ سڑکیں عمارتیں، ٹرانسپورٹ سب آج کے جدید دور کا مکمل رنگ اختیار کر چکی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت کا سارا شہر آج مسجد نبوی میں داخل ہو چکا ہے۔ مسجد نبوی کی توسیع مختلف ادوار میں ہوتی رہی، موجودہ مسجد نبوی کی پیشتر توسیع موجودہ حکمران ملک فہد بن عبد العزیز آل سعود میں ہوئی اور جدید دور کی تمام آسائشوں سے آراستہ یہ عالی شان عمارت دنیا بھر سے ہر رنگ ونسل کے لاکھوں مسلمان زائرین کی روحانی تسکین کرتی ہے۔ فضائی مشاہدے سے ایک بہت بڑا اسفید قلعہ نظر آتا ہے اس کے معیار، اس کی خوبصورتی اور شان کو دوبالا کرتے ہیں۔ ایک وقت میں تقریبا ۵ لاکھ مسلمان مسجد کے اندر نماز ادا کر سکتے ہیں اور چاروں طرف کا وسیع صحن تقریبا ۱۰ / لاکھ نمازیوں کی جگہ فراہم کرتا ہے، مسجد کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک پیدل ۱۵ / منٹ لگتے ہیں۔ رمضان اور حج کے دوران اذان کے بعد جانے والوں کو مسجد کے اندر جگہ نہیں ملتی۔ حتی کے صحن کا کوئی کونہ خالی نہیں رہتا۔

حدیث شریف کے مطابق دجال مکہ شریف اور مدینہ شریف میں داخل نہیں ہو سکے گا۔ مدینہ شریف کے قریبی پہاڑ پر پہنچ کر اپنے ہمرائیوں کو مسجد نبوی دیکھ کر کہے گا کہ یہ سفید قلعہ ’’مسجد احمد‘‘ ہے۔

بخاری کی حدیث کے مطابق مدینہ شریف کے تمام راستوں پر فرشتے پہرہ دے رہے ہوں گے اور دجال داخل نہ ہو سکے گا۔ اسی دوران مدینہ شریف میں زلزلے کے تین جھٹکے محسوس ہوں گے جس کا مقصد ربانی یہ ہوگا کہ برے لوگ اور منافقین مدینہ شریف سے نکل جائیں اسی طرح منافقین مدینہ شریف سے نکل کر دجال سے جاملیں گے اور صرف مومنین ہی مدینہ شریف میں رہ جائیں گے۔

اللہ عزوجل دجال کے فتنہ سے ہم سب کو بچائے۔ آمین۔

فتنوں کا دور شروع ہو چکا ہے، دجال کے ظہور کا وقت بالکل قریب آن لگا ہے۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ فتنہ دجال سے بچنے کے لیے حدیث نبوی کے مطابق روزانہ صبح شامل سورۂ کہف کی پہلی یا آخری دس آیات کی تلاوت کو اپنا معمول بنالیں۔ ہو سکے تو ان آیات کو حفظ کرلیں۔

مدینہ شریف میں شب و روز

مدینہ شریف پہنچ کر حرم شریف کے بالکل سامنے اوبرائے ہوٹل میں قیام کے لیے کمرہ صرف دو دن کے لیے مل سکا تھا اکیلے آدمی کو کمرہ موسم حج میں ملنا تقریبا ناممکن ہوتا ہے۔ کیونکہ تقریبا تمام ہوٹل گروپوں نے پہلے سے بک کر رکھے ہوتے ہیں میں نے اردگرد کے ہوٹلوں سے ۱۵/دن کے لیے کمرہ لینے کی کوشش کی مگر بے سود رہا۔ میرے عزیز سعودی دوست عبدالرحمٰن حجار نے بڑی کوشش کی مگر کوئی صورت نہ بنی، اسی دوران عبدالرحمٰن حجار نے اپنے دفتر کے ملحق ایک اپارٹمینٹ میں میری رہائش کا انتظام کردیا، اور پھر اپنا ڈرائیور بھیج کر مجھے وہاں منتقل کرادیا، یہ انتظام بہت اچھا تھا تمام سہولتیں موجود تھیں اور ان کا آدمی بھی کل وقتی طور پر میری خدمت پر مامور تھا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ میرے دوست کو جزائے خیر دے۔

دو دن بعد وہ خود بھی جدہ سے مدینہ شریف آ گئے اور پھر مقامی حج گروپ میں اپنے ساتھ بلکہ سید حیدر کی بھی بکنگ کرادی، حسب پروگرام ہم نے مدینہ شریف سے ۷ ذوالحجہ یعنی ۱۹/فروری ۲۰۰۲ میں قیام کی سعادت حاصل کی۔ اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مدینہ شریف اور مسجد نبوی سے متعلق تاریخی معلومات کا استفادہ کرنے کا پروگرام بنالیا اور اس طرح ذیل کی سطور میں اپنے مشاہدات و تاثرات رقم کر لیے۔ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت اور ادائیگی نماز اور روضۂ نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر حاضری اور سلام کے فیوض و برکات حاصل کرنی کی سعی ہوئی۔

فریضہ حج کی ادائیگی صرف مکہ میں ہے بیت اللہ کے طواف، صفا و مروہ کی سعی، منیٰ روانگی قیام

اور یوم العرفہ کو میدان عرفات میں ظہر وعصر کی ادائیگی، خطبۂ حج اور پھر مغرب کے بعد مزدلفہ روانہ ہونا اور وہاں پہنچ کر مغرب وعشا قصر وجمع سے باجماعت بڑھنے اور دوسرے روز بعد طلوع شمس قربانی کرنے اور جمرہ عقبہ پر رمی کرنے کے لیے منیٰ روانہ ہونے اور پھر ایام تشریق میں باقی جمرات پر رمی کرنے اور طواف افاضہ اور وداع کرنے پر مکمل ہو جاتا ہے۔

مدینہ شریف کا سفر حج کا جزو یا حصہ نہیں، بلکہ یہ صرف مسجد نبوی کی زیارت اور روضہ رسول پر حاضری وسلام کے لیے ہوتا ہے۔ حج سے پہلے یا بعد مدینہ شریف کا سفر حاجی صاحبان اسی لیے کرتے ہیں کہ پھر سفر کرنے کا موقع ملے نہ ملے یہ سعادت بھی حاصل کر لی جائے۔

مسجد نبوی میں ادائیگی نماز کی بڑی فضیلت ہے۔ اور پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ شریف پر حاضری اور سلام پیش کرنے کی سعادت ہر مسلمان کی بڑی خواہش کی تسکین ہی نہیں بلکہ بڑے فیوض و برکات کا باعث ہے۔ حدیث میں مذکور ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگئی۔ (سنن بیہقی، سنن ابو داؤد) تاہم اس کے آداب کی پابندی نہایت ضروری ہے۔

سب سے اہم طہارت اور وضو کر کے پاک لباس پہن کر، عطر لگا کر مسجد شریف میں داخل ہوں، مسجد میں داخلے کی دعا اور درود شریف دل میں پڑھیں اور دو رکعت ادا کریں، اگر فرض نماز ہو رہی ہو تو پہلے فرض نماز کو ادا کریں، پھر نہایت ادب اور خلوص و محبت کے ساتھ صلاۃ وسلام پڑھتے ہوئے روضہ مبارک کی طرف جائیں۔ باقی لوگوں کا بھی خیال اور اکرام رکھیں۔ اگر رش کم ہو تو روضہ شریف

کے سامنے کھڑا ہو کر صلاۃ وسلام نیچی آواز میں پڑھیں۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ ان کے دونوں اصحاب حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کو بھی سلام کہیں اگر رش ہو تو دوسرے لوگوں کا خیال کرتے ہوئے روضہ مبارک کے سامنے سے گزرتے گزرتے صلاۃ وسلام پیش کرتے ہوئے نکل جائیں۔

مسجد نبوی میں ایک نماز کا ثواب دوسری مساجد ماسوائے بیت اللہ کعبہ شریف اور بیت المقدس شریف کے ایک ہزار نماز کا ثواب ملتا ہے۔ اس طرح دوسری مساجد میں چھ ماہ فرض نمازوں کی ادائیگی مسجد نبوی میں ایک فرض نماز کی ادائیگی کے برابر ہے۔ اور یہ ثواب مسجد نبوی کے کسی بھی حصہ میں ادا کرنے پر ملے گا۔ مسجد نبوی میں چالیس نماز ادا کرنا فرض یا واجب نہیں اور نہ ہی یہ حج یا عمرہ کا حصہ ہے۔ تاہم اس کا ثواب بہت بڑا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کوئی چالیس نمازیں میری مسجد میں ادا کرے گا، وہ عذاب اور منافقت سے بچ جائے گا، یہ حدیث حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے اور اکثر علماء اسے حدیث حسن مانتے ہیں۔ تاہم مسجد نبوی میں ایک نماز کی ادائے گی کا ثواب ایک ہزار گنا والی حدیث حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے۔ اور یہ حدیث متفق علیہ ہے جو بخاری شریف اور مسلم شریف میں درج ہے۔

اسی طرح حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تین مساجد، مسجد حرام، مسجد اقصیٰ اور میری مسجد (مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے علاوہ کسی اور جگہ کے لیے سفر نہ کرو۔ اسے بخاری اور مسلم نے نقل کیا ہے۔ اور یہ حدیث بھی متفق علیہ ہے مذکورہ بالا تینوں مساجد کی عظمت اور فضیلت پر ہر دور کے علماء کا کامل اتفاق اور اجماع رہا ہے۔ ان

میں نماز ادا کرنا بڑے نصیب کی بات ہے۔

مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں داخل ہوتے ہی یہ الفاظ ادا کرنے چاہئیں۔

''بِسمِ اللّٰہِ وَ الصَّلاَ ۃُ وَ السَّلاَمُ عَلیٰ رَسُوْلِ اللّٰہِ'' اور یہ دعا پڑھی جائے ''اللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَ افْتَحْ لِیْ أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ'' مسجد نبوی کے باب البقیع پر سبز رنگ کی تختی پر مذکورہ دعاؤں کے الفاظ کندہ ہیں۔ باب البقیع پر سب سے اوپر قرآن پاک کی یہ آیت بھی کندہ ہے۔ ﴿ **يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَ يَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا** ﴾

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سیدھی سچی باتیں کہو، تمھارے اعمال تمھارے لیے سنوار دے گا اور تمھارے گناہ معاف کر دے گا اور جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی، اس نے بڑی کامیابی حاصل کی۔''

راقم اس آیت کریمہ کو پڑھ کر اس کے الفاظ و معانی پر غور کر کے سوچتا رہا۔ کامیابی کے اس معیار پر صدق دل سے کتنے مسلمان آج کی دنیا میں یقین رکھتے ہیں۔ آیت مبارک کے پڑھنے کی حد تک تو سب پڑھ لیتے ہیں۔ کاش عمل بھی اسی کے مصداق ہو جائے۔ تو امت اسلام آج کی ناکام صورت حال سے نکل آئے۔ اور دنیا و آخرت کی کامیابی حاصل کر لے۔

آج کا مسلمان کامیابی کو بس دنیا کی کامیابی سمجھتا ہے۔ اس لیے کہ وہ ایمان کے باوجود قرآن پاک کی آیات پر یقین محکم نہیں رکھتا۔ قرآنی آیات کو بس تبرکاً پڑھ کر بھلا دیتا ہے۔ اور عمل اس کے بالکل

برعکس کرتا ہے۔ اللہ سب مسلمانوں کو قرآن پاک پر یقین محکم عطا فرمائے اور مسلمانوں کے اعمال کو قرآن وسنت کے تابع کر دے۔

مدینہ شریف بڑا برکت والا شہر ہے یہاں انسان کو سکون ملتا ہے۔ اس کا میلان طبع دین حنیف کی طرف ہو جاتا ہے اس شہر میں ہی رحمت للعالمین ان کے اکثر اہل بیت اور جلیل القدر اصحاب اور شہدائے کرام محو استراحت ہیں۔ بلند پایہ علماء اور اصحاب تقویٰ اولیاء موجود ہیں، جو قرآن وسنت کے تابع زندگیاں گزارنے کی ہر ممکن کوشش میں ہوتے ہیں۔ نہ اپنے علم کے اور نہ ہی پارسائی کے دعوی کرتے ہیں، اذان کی پہلی تکبیر سنتے ہی دوکانوں اور دفتروں کے دروزے بند ہو جاتے ہیں۔ جوان بوڑھے، معزز وغیر معزز، افسر و ماتحت سب مساجد کی طرف چل پڑتے ہیں۔ اقامت صلوٰۃ کا یہ مثالی نظام پورے حرمین شریفین میں ماشاءاللہ عملی طور پر آج تک قائم ہے۔ مکہ شریف اور مدینہ شریف کے حرمین شریفین میں یہ نظام ایک عجیب روحانی منظر پیش کرتا ہے۔ انسانی نسلوں کا بے مثال اجتماع اور مساوات انسانی کا یہ عملی نمونہ اپنی مثال آپ ہے۔

مدینہ شریف کی مسجد نبوی، مسجد قبا، مسجد قبلتین مسجد خندق، جنت البقیع، شہداء بدر واحد اور احد کا پہاڑ زیارت کرتے ہوئے تاریخ اسلامی کے ابتدائی اور مدنی دور کی یاد ایسے تازہ ہو جاتی ہے کہ یہ ۱۴ر صدیاں پرانی نہیں بلکہ آج کل کی بات لگتی ہے۔ ان مقامات کی زیارت بلاشبہ مسلمان کے جذبۂ ایمانی میں ایک درجہ حرارت پیدا کرتی ہے۔ اور اسلام کی سچائی پر یقین کو دوبالا کر دیتی ہے۔ توحید الٰہی اور معرفت الٰہی کے نور سے دلوں کو منور کرتی ہے۔ ایمان رسالت اور محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اور آپ کی سنت طیبہ کو دلوں اور دماغوں میں تازہ کرتی ہے۔ اور قرآن پاک کی تعلیمات کے عملی مظاہر ہر طرح کے شک کو دور کرتی اور مسلمان کے ایمان کو یقین کا رنگ دیتی ہے۔ قرآن پاک اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علمی فہم کو اجاگر کرتی ہے۔ اور سب سے بڑھ کر مسلمان پر آخرت کی حقیقت کو واضح کرتی ہیں۔ غرضیکہ اتنی برکتیں اور فضیلتیں مدینہ شریف کی ہیں کہ انھیں کما حقہ اس مضمون میں احاطہ نہیں کیا جا سکتا دنیاوی فائدے بھی دینی و روحانی فائدوں کی طرح بے شمار ہیں۔ میں نے اکثر دوستوں کی زبانی یہ سنا کہ مدینہ شریف کے ایک ریال کی برکت دوسروں شہروں کے دس ریال کے برابر ہے، امن و امان ہے، رات و دن کے کسی حصہ میں کہیں بھی چلے جاؤ کوئی خطرہ نہیں۔ آزادی کے علمبردار برطانیہ و امریکہ میں ہر لمحے انسان لٹنے کے خوف میں رہتا ہے اور خاص کر رات کے وقت تو زیادہ ہی محتاط ہو کر نکلتا ہے۔ اچانک حملہ کر کے موبائیل فون، عورت کا پرس، مرد سے نقدی چھین لینے کے واقعات معمول کے واقعات یا طرز زندگی کا حصہ بن گئے ہیں۔ گھروں، دفتروں اور دوکانوں کو رات کے وقت توڑ کر لوٹنا، گاڑی کا شیشہ توڑ کر ٹیپ ریکارڈ یا کوئی بھی چیز تو دن کے چوروں کا ہلکا پھلکا شغل خیال کیا جاتا ہے۔ یہ واقعات روزمرہ کا ایسا معمول ہیں کہ ہر کوئی انھیں متوقع سمجھتا ہے۔ یعنی یہ کوئی اچنبھے کی بات نہیں سمجھی جاتی۔ خود راقم الحروف کا لندن میں دفتر گزشتہ ۱۵/سال میں ہر ۶/ماہ بعد لٹتا رہا۔ پولیس کو اطلاع دو تو وہ محض رسمی کاروائی کے طور پر ہوتی ہے۔ اور اکثر پہلی یا دوسری دفعہ لٹنے والے انشورنس کلیم کے ساتھ ثبوت کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ ایک دفعہ انشورنس کلیم کر لیا تو پھر ان کا سالانہ پریمیئر اتنا بڑھ جاتا ہے کہ اکثر چھوٹے کاروباری لوگ انشورنس ہی نہیں کراتے۔ اور دو، تین دفعہ کلیم کر

PVI
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY

لینے کے بعد تو انشورنس کمپنی انشورنس کرنے سے بھی انکار کر دیتی ہے۔ دوکاندار، رسٹورنٹ والے، ٹیکسی والے اپنی جان کا رسک لے کر رات کو کام کرتے ہیں، امریکہ و یورپ کی آزادی در حقیقت گناہ و جرائم کی آزادی ہے۔ جہاں جان و مال اور عزت کسی کی کوئی ضمانت نہیں۔ برطانیہ کے ہوم منسٹر نے دو سال قبل اپنے بیان میں جرائم کی صورت حال پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا تھا کہ آج ہم اپنے گھروں میں ہی قیدی بن کر رہ گئے ہیں کیوں کہ جرائم کی واردات کے باعث لوگ گھروں سے باہر نکلنا غیر محفوظ سمجھتے ہیں حرمین شریفین میں ایسے واقعات کا تصور بھی موجود نہیں۔ امریکہ و یورپ کی آزادی کا تجربہ کرنے کے بعد اور حرمین شریفین کی زیارت کرنے پر راقم حقیقی آزادی اور امن و تحفظ محسوس کرتا ہے۔ رات دن کے کسی حصہ میں گاڑی میں یا پیدل جہاں چلے جاؤ لٹنے یا مار کھانے کے خوف سے آزادی محسوس ہوتی ہے۔ کھانے پینے کی چیزیں اتنی سستی ہیں کہ برطانیہ میں ان کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ زندگی آسان ہے۔ اور پریشر سے آزاد ہے۔ انسانی اقدار اور اخوف کے مشاہدے اکثر ہوتے رہتے ہیں ہمارے عام غریب لوگوں کو بعض شکایتیں رہتی ہیں۔ راقم نے ان کا اچھی طرح تجزیہ کیا تو ان کا سبب یہ معلوم ہوا سب سے پہلے زبان کا مسئلہ ہے۔ پھر لباس و صفائی کا بھی نہایت ادب اور معذرت سے یہ یہ لکھ رہا ہوں کہ ہمارے بھائی گرم ملک میں ہوتے ہوئے بھی اکثر روزانہ ایک مرتبہ بھی نہیں نہاتے۔ پھر اندر کی بنیان وغیرہ بھی روزانہ تبدیل نہیں کرتے۔ ظاہر ہے گرمی سے پسینہ آتا ہے جو کپڑوں میں ہی جذب ہوتا رہتا اور اس کی بد بو نکلتی ہے جو خود محسوس نہیں ہوتی دوسروں کی سخت اذیت کا باعث ہوتی ہے۔ ویسے بھی مشہور ضرب المثل ہے کہ اپنے جس کی بد بو، بد بو نہیں لگتی۔ اوپر سے کپڑے سلوار قمیص کوئی کئی دنوں یا

ہفتوں سے نہ دھلے نہ استری ہوئے ہیں، داڑھی رکھی نہیں بلکہ بڑھی اور سر کے بال الجھے ہوئے انسانی حلیہ اور شخصیت کو بگاڑے دوسروں کے لیے وحشی یا جنگلی یا غیر مہذب قوم کا تاثر پیش کرتی ہے اس میں ہمارے ان غریب حالات کے مارے بھائیوں کا قصور نہیں ہوتا کیوں کہ انھیں اس کا خود نہ تو احساس ہوتا ہے نہ ہی انھیں کوئی احساس دلانے والا ہوتا ہے۔ ہماری حکومت اور سفارت کاروں کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ باہر کی دنیا میں اپنے قومی تشخص کا اچھا اثر پیش کرنے کے لیے ہر باہر جانے والے پاکستانی ورکر یا زائر کی پہلی بار وطن چھوڑے سے پہلے بنیادی تربیت کرے۔ تا کہ وہ اپنی حرکت وسکنات، لباس اور انداز گفتگو ورہن وسہن سے پاکستان کے لیے اچھا تاثر اپنے ارد گرد کے ماحول اور لوگوں پر چھوڑ سکے۔ اس سے نہ تو ہر پاکستانی کی شخصی عزت بلکہ قومی وقار میں زبردست اضافہ ہوگا۔ اور پاکستان کی جو عوامی سطح پر یہ عام پاکستانی سفیر خدمت کرے گا وہ ائیر کنڈیشنڈ دفتر، گھر اور کار میں مقید سفیر نہیں کر سکے گا۔ پاکستان کے یہ عام ورکر ہی پاکستان کا اصل سرمایہ ہے۔ جو اپنی محنت ومزدوری کا ایک ایک پیسہ کما کر بچا کر پاکستان بھیج کر زر مبادلہ کے ذخائر میں اضافہ کرتے ہیں۔ کیوں کہ انھیں نہ تو بیرون ملک اپارٹمنٹ خریدنا ہوتا ہے نہ ہی فارن بنک اکاؤنٹ رکھنا ہوتا ہے۔ لیکن بدقسمتی سے یہ اصل پاکستانی اپنے ہی ملک کی ایمبسی کے دفتر میں بھی داخل نہیں ہوسکتا۔ اگر اسے پاکستانی پاسپورٹ کھو جانے کی صورت میں نیا پاسپورٹ بنانے ایمبسی جانا پڑ جائے تو اسے قانون کے جو جو لیکچر اور چکر پہ چکر دیے جاتے ہیں وہ دیکھ کر یا تو بے چارہ اپنے آپ کو بس مجرم تصور کر کے ایمبسی والوں کی منت خوشامد، خدمت، سفارش کا ہر ہر پاپڑ بیلنے کے بعد یا تو پاکستان کے لیے غیر مخلص ہوتا یا پھر اندر سے باغی ہو جاتا ہے۔ دوسری طرف وہ

لوگ جو باہر جا کر جو کماتے ہیں اس کا ایک پیسہ بھی اپنے ملک نہیں بھیجتے بلکہ اپنے ملک سے بھی لوٹا ہوا سرمایہ باہر لا کر جائیدادیں اور فارن اکاؤنٹ کھولتے ہیں چونکہ وہ پاکستان کے بڑے گھرانوں یا حکومت والوں کے دوست یا رشتہ دار ہوتے ہیں ان کے لیے ٹیلیفون پر ہی پاسپورٹ بن جاتے ہیں۔ اور اگر خود ایمبسی چلے جائے تو انھیں چائے بھی پیش کی جاتی ہے۔

بات مدینے شریف کی لکھ رہا تھا لیکن پہنچ کہیں اور گیا، کیوں کہ وہاں سے متعلق بھی بہت باتیں ہیں کبھی علیٰحدہ موقع ملنے پر تحریر کروں گا۔ لہذا قلم کو واپس مدینہ شریف کی طرف لے جاتا ہوں۔ آج بھی فجر کی نماز کے بعد میرا عزیز دوست عبدالرحمٰن حجار ناشتہ کے لیے باہر لے جانے آ گیا۔ اور ہم دونوں صبح صبح کی ڈرائیو کا مزہ لیتے مدینہ شریف یعنی حرم شریف کے مضافات کی جدید بستی میں چلے گئے۔

چائے قہوہ کا دور ناشتہ پر چلتا رہا اور ہم عربی و انگریزی میں دینی اور عالمی موضوعات پر ایک دوسرے کی معلومات سے مستفید ہوتے رہیں۔ ہماری گفتگو عربی اور انگریزی میں اس لیے ہوتی ہے کہ میں عربی اور عبدالرحمٰن حجار کی انگریزی کا لیول کچھ ملتا جلتا ہے۔ اس طرح ہم دونوں زبانوں کے اختلاط سے اپنا نقطۂ نظر ایک دوسرے تک پہنچاتے ہیں۔ اور ہماری محفلیں اور مصروفیات و عبادات دن رات کے اکثر حصے کی رفاقت بنی رہتی ہیں۔

آج سے تقریبا پانچ سال قبل مجھے پہلی مرتبہ مدینے شریف سے اچانک عبدالرحمٰن حجار کا فون صبح صبح دفتر پہنچتے ہی لندن میں موصول ہوا۔ اس نے اپنا تعارف کرایا، میرے ایک دوسرے سعودی وکیل دوست ڈاکٹر جابر نادر کے حوالے سے۔ مجھے تو اگر وہ کوئی حوالہ بھی نہ دیتا تب بھی مدینے شریف سے اس

کا خود فون کرنا ہی کافی تھا بلکہ میرا احساس تھا کہ میری کیا خوش نصیبی کہ آج کام شروع کرنے سے پہلے ہی مدینے شریف سے فون آیا، فون رکھتے ہی درود شریف پڑھا، دن بھر خوش رہا اس طرح عبدالرحمٰن حجار اور میرا اسی دن سے قلبی تعلق ہو گیا۔ چند ماہ بعد میں چند دن کے لیے عمرہ کرنے مکہ شریف گیا، عمرہ سے فارغ ہو کر جمعرات کے دن ایک کشمیری دوست کے بھائی یعقوب کے ہمراہ مدینے شریف رات کو پہنچا، جمعہ مسجد نبوی میں ادا کیا، صبح کی نماز بھی حرم شریف میں ادا کی اور روضۂ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حاضری دی، صلاۃ وسلام پیش کیا، اور پھر ہوٹل چلے گئے، دوپہر کے کھانے کے بعد ہوٹل سے عبدالرحمٰن کے دفتر واقع مدینے شریف فون کیا، جمعہ کی وجہ سے بند تھا، فون پر ہی پیغام چھوڑ دیا کہ میں اس ہوٹل میں مقیم ہوں، اور ہفتہ کے روز فجر کی نماز حرم نبوی میں ادا کرنے کے بعد تقریبا ۹/ بجے واپسی کا پروگرام ہے۔ میں نے لندن سے روانگی پر عبدالرحمٰن حجار کو اطلاع اس لیے نہ دی تھی کہ میری اس سے صرف فون پر بات چیت ہوتی ہے، گو میرے دل میں اس کے لیے خلوص و محبت کے جذبات پہلے ہی فون پر پیدا ہو گئے تھے۔ لندن رہتے ہوئے کچھ انگریزی کلچر کا اثر پڑ ہی جاتا ہے خاص کر جب اٹھنا بیٹھنا کام کاج اور زیادہ وقت انگریزوں کے ساتھ گزرے، یعنی دوسروں سے اپنے آپ کو فاصلے پر رکھنا اور کسی سے مہمان نوازی کی توقع نہ رکھنا، نہ کسی کو فوری دوست بنانا بس کاروباری تعلق اور زبانی حد تک خوش اخلاقی کا مظاہرہ کر دینا اور اگر وہی شخص دوبارہ نظر آ جائے تو آنکھ نہ ملانا جب تک اچھی جان پہچان یا کوئی مفاد مقصد نہ ہو۔ وغیرہ وغیرہ۔

ہفتہ کے روز ہم سامان وغیرہ تیار کر کے تقریبا ۸:۳۰ بجے ہوٹل سے باہر نکلے تو باہر سے مسجد

نبوی شریف کے میناروں اور روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی الوداعی زیارت سے دلی تسکین کر لی جائے، ہم واپس ہوٹل پہنچے، ہوٹل منیجر اور سٹاف مجھے ڈھونڈ رہے تھے، میرا بڑا اہم فون یعنی عبدالرحمٰن حجار کا فون ہے۔ دعا سلام کے بعد اس نے بڑی گرم جوشی کا اظہار کیا اور کہا کہ وہ آدھ گھنٹے میں میرے ہوٹل آ رہا ہے۔ میں نے منیجر کی مدد سے اسے بتایا کہ ہماری گاڑی والا باہر انتظار کر رہا ہے اور میری فلائیٹ بھی بک ہے لہذا لندن ضروری پہنچنا ہے۔ وہ بڑا رنجیدہ ہو گیا میں نے وعدہ کیا جلد پھر آؤں گا اور اسے مطلع کر کے آؤں گا، بہرحال وقت گزرتا گیا میں مصروفت کے باعث پھر جلد باوجود خواہش کے حرمین شریف نہ آ سکا، اچانک ایک دن عبدالرحمٰن حجار کا فون آیا کہ وہ ۲ بجے آکسفورڈ سٹریٹ کے پاس ایک ہوٹل کی لابی میں ہوگا اگر ہو سکے تو میں اسے مل لوں۔ میں اسے ملنے ہوٹل پہنچا اس طرح ہماری پہلی بالمشافہ ملاقات ہوگئی میں نے اسے لنچ پر لے جانا چاہا لیکن اس نے کہا کہ ایک بجے دن اس کی ملاقات عرب برٹش چیمبر آف کامرس لندن کے سکریٹری جنرل عبدالکریم مدرس سے ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ میں بھی اس کے ساتھ جاؤں چنانچہ ہم وہاں پہنچے تو عبدالرحمٰن حجار کا عبدالکریم مدرس نے بڑے اکرام سے استقبال کیا اور رسمی گفتگو کے بعد نہایت پر تکلف لنچ کرایا جس کا خصوصی اہتمام کیا گیا تھا۔ وہاں سے نکلے تو عبدالرحمٰن حجار نے بتایا کہ اس کی فیملی بھی اس کے ہمراہ برائیٹن میں ٹھہری ہے اس لیے اسے مغرب سے پہلے برائیٹن واپس پہنچنا ہے۔ وہ چند دن بعد پھر لندن آنے کی کوشش کرے گا اگر میں برائیٹن آ سکا تو اچھا ہوگا میں چاہنے کے باوجود برائیٹن مصروفیات کے باعث نہ جا سکا۔ میرا شوق مدینہ شریف میں رہنے کے لیے بڑھتا گیا مگر میں لندن میں وکالت میں پھنسا ہوا کیسے نکلوں، ایک دن فون پر

ہی عبدالرحمٰن حجار کو دینی و روحانی جذبات کے جوش میں کہا کہ وہ اگر مجھے مدینے شریف میں رہائش اختیار کرنے سے متعلق قانونی معلومات فراہم کر سکے، اس نے مجھے فیکس کے ذریعہ اپنے پاسپورٹ کی کاپی مانگی چند ہی دن بعد ایک رجسٹرڈ خط عبدالرحمٰن حجار کی طرف سے موصول ہوا جس میں میرا اور عزیزم جاوید کا اقامہ تھا اور ساتھ ہی ہدایت کہ سعودی ایمبسی میں اپنے پاسپورٹ کے ساتھ اسے لیکر چلا جاؤں تو وہ پاسپورٹ سٹمپ لگا دیں گے، میں مصروفیات میں آج کل کرتا رہا اس طرح ۴/ ماہ گزر گئے۔ عبد الرحمٰن حجار نے بذریعہ فیکس مجھے مطلع کیا کہ اگر میں نے ۶/ ماہ کے اندر سٹمپ نہ کرائی تو اسے دوبارہ میرا اقامہ بنانا پڑے گا میں فون پر معذرت کی اور کہا کہ انشاءاللہ میں اگلے ہفتے خود ایمبسی جاؤں گا عبدالرحمٰن حجار نے پھر فون کر کے مجھے بتایا کہ ایمبسی میں فلاں افسر کو اس نمبر پر فون کر کے اس کے پاس چلا جاؤں، اس طرح ویزا اسٹمپ کروا کر عازم حرمین شریفین ہوا۔ جدہ ائیر پورٹ پر عبدالرحمٰن حجار مجھے لینے آیا، پھر مجھے عمرے کے لیے مکہ شریف لے گیا، اس طرح اب ہر ۶ ماہ میں مجھے لازمی حرمین شریفین میں داخل ہونا چاہیئے کیوں کہ اقامہ کی یہ لازمی شرط ہے، جب بھی حرمین شریفین آیا عبدالرحمٰن حجار اگرہ جدہ موجود ہوا مجھے لینے آتا ہے۔ وہ نہ ہو تو اس کا بھائی علی حجار یا خود آیئے گا یا ڈرائیور بھیجے گا اور ہر طرح اکرام کرے گا اور مدینے شریف تو عبدالرحمٰن حجار کا آبائی شہر ہے اس کے والد شیخ بکری مدنی حجار بڑی جہاں دیدیہ شخصیت ہیں۔ انگریزی کے علاوہ اردو بھی بول لیتے ہیں اور مدینے شریف کی اہم شخصیات میں سے ہیں بلدیہ مدینہ شریف کے رئیس بھی رہ چکے ہیں، ہر بار میری پر تکلف دعوت کرتے ہیں اس طرح عبدالرحمٰن حجار کے تقریبا تمام خاندان کے لوگ میرے ساتھ بڑے اکرام اور شفقت سے پیش آتے ہیں۔

ان کا خلوص اور محبت اور مہمان نوازی مثالی ہے اور ہمارا تعلق کسی قسم کے مادی یا مالی مفاد کی وابستگی سے آزاد ہے۔ اللہ پاک ان سب کو اس کا اجر عظیم عطا فرمائے، اور مجھے بھی ان کے ساتھ ایسا ہی معاملہ رکھنے کی توفیق دے۔

حج سے تقریبا ایک ماہ قبل میں عبدالرحمٰن حجار کو فون کیا کہ انشاءاللہ اس بار حج کا ارادہ ہے۔ اور خیال ہے کہ دبئی سے حج گروپ میں شامل ہو جاؤں، میرے اقامے کے حوالے سے اگر اس کے کسی خط کی ضرورت ہو تو وہ بھیج دے، دو گھنٹے بعد اس کا فون آیا اور کہا کہ میں حج سے دو ہفتے قبل مدینے شریف آجاؤں، وہ میرے ساتھ حج کرے گا دل سے اس کے لیے بڑی دعا نکلی، ڈائریکٹ فلائیٹ سے سیدھا مدینے شریف پہنچا، دو دن بعد ہی ہم دونوں نے تیاری کر لی اور اس نے اپنے دفتری ملازم سید حیدر علی کو کہا کہ کیا وہ حج بدل کرنا چاہیں گے۔ وہ تو بس تیار بیٹھے تھے عبدالرحمٰن حجار نے بتایا کہ اس کی ایک گھریلو خادمہ جو حج نہ کر سکی تھی وفات پا گئی ہے اس لیے وہ چاہتا ہے کہ وہ اپنے مرحومہ خادمہ کی طرف سے کسی کو حج بدل پر بھیجے۔ چنانچہ ہم تینوں نے ایک مقامی حج گروپ جو عبدالرحمٰن کے جاننے والے ہیں کے ہمراہ پروگرام طے کر دیا۔ عبدالرحمٰن کا بھی اور میرا بھی پہلا حج ہے۔ اللہ پاک قبول فرمائے۔ اللہ پاک عبد الرحمٰن حجار اس کے والدین اس کے بیوی بچوں بہن بھائیوں اور باقی خاندان کے افراد کو دین و دنیا میں مزید ترقی اور سربلندی عطا فرمائے۔

کل یعنی ۱۶ر فروری ۲۰۰۲ کو بھی صبح ۷:۳۰ بجے مجھے ناشتے اور ڈرائیو پر لے گیا پھر اپنے ایک دفتر میں میرے ساتھ رہا، اور اپنے ایک مؤکل کی نہایت شاندار فیکٹری دکھانے مدینہ شریف سے ۱۵ کلو

میٹر باہر صناعیہ کے علاقہ میں لے گیا، پھر واپس دفتر آئے اور مجھے بتائے بغیر لنچ دفتر میں منگوا لیا، ظہر کی نماز پڑھ کر ہم دفتر پہنچے تو ایک امریکی نومسلم یحییٰ جس کا چند دن قبل عبدالرحمٰن حجار نے ہی تعارف کرایا تھا دفتر کے دروازے پر آیا جو مجھے ایک اور دوست سے ملانے لے جانا چاہتا ہے۔ اور میں نے وعدہ کر لیا تھا میں عبدالرحمٰن حجار کو بتایا کہ میں اور یحییٰ اس کے کسی دوست کو ملنے جا رہے ہیں اس نے ہمیں جانے دیا لیکن تکلف کر گیا اور یہ نہیں بتایا کہ وہ میرے لیے پہلے ہی کھانے کا انتظام کروا چکا ہے۔ کیوں کہ وہ ہمارے کسی پروگرام میں حائل ہونا پسند نہیں کرتا اسے اندازہ ہو چکا ہے کہ جس دن سے یحییٰ کا تعارف اس نے مجھ سے کروایا ہے یحییٰ جو اس کے دفتر کے بالکل سامنے مقیم ہے مجھے نماز کے بعد بھی تھوڑی دیر گفتگو میں روک لیتا ہے۔ یحییٰ نے عبدالرحمٰن حجار کے تعارف کرانے کے ساتھ ہی میرے ساتھ گفتگو شروع کر دی اور مسجد سے دفتر ہمارے ساتھ آ گیا، عبدالرحمٰن حجار نے جانا تھا وہ ہمارے لیے چائے وغیرہ کے لیے سید حیدر کو کہہ کر چلا گیا، یحییٰ نے مجھے پہلی بات یہ کہی کہ لندن کا کام چھوڑ کر گھر جائداد بیچ کر فوراً مدینے شریف رہائش اختیار کر لوں، یہاں جو کچھ ہے وہ کہیں نہیں ہے میں جواباً کہا کہ انشاءاللہ اس کا ارادہ کر چکا ہوں۔ تھوڑے دنوں بعد ہی ہمارے خیالات اور بقیہ زندگی کے شب و روز خالص اسلامی اور دینی تعلیمات یعنی قرآن و سنت کے تابع گزارنے کی قلبی خواہش اور ذہنی ہم آہنگی ہماری رفاقت اور قربت کا باعث بنی۔ جیسے دو بھائی ہوں، تعلق اللہ کے مقناطیس سے مشرق و مغرب کے دو شخص ایک ساتھ جڑ جاتے ہیں اور اسی طرح عربی و عجمی کا فرق دور ہو جاتا ہے۔

عبدالرحمٰن حجار عام طور پر ظہر کی نماز اور کھانے کے بعد گھر چلا جاتا ہے عرب رواج اور نبی صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے مطابق یہ دن کے آرام کا وقت ہے۔ جسے ’’قیلولہ‘‘ کہتے ہیں، عرب مسلمانوں نے جب اسپین پر اسلامی تاریخی حکومت قائم کی اس وقت سے دوپہر کے کھانے کے بعد قیلولہ کی جو روایت ڈالی وہ آج بھی موجود ہے اور غیر مسلم سپین کے کلچر کا حصہ بن چکی ہے۔ اسے ’’سیاسٹہ‘‘ کہتے ہیں اس طرح معمول کے مطابق وہ مغرب کے وقت واپس آتا ہے اور پھر مسجد میں یا بعد میں اس کے دفتر میں ملتے ہیں۔

میں اور یحییٰ دوست کو ملنے کے بعد عصر سے تھوڑی دیر پہلے آ گئے دفتر کے باہر یحییٰ مجھے چھوڑ کر چلا گیا اندر آیا تو سید حیدر نے بتایا کہ عبدالرحمٰن حجار نے آپ کے لیے خاص کھانا منگوایا تھا، آپ یحییٰ کے ساتھ چل پڑے وہ آپ کو تکلف میں روک نہ سکا اور خود افسردہ ہو کر چلا گیا کھانا پڑا ہے مجھے یہ سن کر بہت دکھ ہوا، سوچا کہ فون پر اس غلطی فہمی پر معذرت کروں وہ قریب دو ہفتے سے میری مہمان داری کر رہا ہے یہی سوچ رہا تھا کہ آج وہ عصر کے وقت ہی آ گیا اور سیدھا میرے کمرے میں آ کر میرے بغل گیر ہو کر عرب روج کے تحت بوسہ وغیرہ لیکر بیٹھ گیا، بجائے ناراضگی کے وہ زیادہ خوش اور کچھ جذباتی نظر آیا اور فوراً بولا سبحان اللہ آج ہی ایک حدیث پڑھ کر آیا ہوں جس کا مفہوم یہ ہے کہ قیامت یعنی یوم حساب کے دن صرف اللہ کے لیے آپس میں محبت والوں کو اللہ پاک اپنے عرش عظیم کے سایہ میں جگہ دے گا۔ اور یہ میرا اور تیرا تعلق ہے۔ انشاء اللہ مبروک۔ اور اٹھ کر پھر مجھے گلے لگا لیا ہم دونوں بڑے جذباتی ہو کر الحمد اللہ کہہ کر اللہ پاک کا شکر کرنے لگے۔ چنانچہ حدیث پاک کا مفہوم ہے۔

جو دو انسان آپس میں اللہ کے لیے محبت کریں گے وہ اللہ پاک کے عرش کے سایہ میں

ہوں گے جس دن کوئی سایہ نہ ہوگا۔ (صحیح البخاری، کتاب الزکاۃ، باب الصدقہ بالیمین، ۱۳۲۸)

آج پانچ سال بعد مدینہ شریف سے دو دن قبل دونوں کے اکٹھے حج پر روانہ ہونے سے پہلے عبدالرحمٰن حجار کا ہمارے باہمی تعلق کو حدیث کی روشنی میں بیان پر میں اللہ پاک کا ہر ہر لمحہ شکر ادا کرنا چاہتا ہوں کہ اس نے اپنے خاص احسان و فضل سے مادیت کے اس انتہائی دور میں بھی اخلاص اور للّٰہیت والے تعلق کو ہم دونوں کا مقدر فرمایا، اللہ پاک ہمارے اس باہمی خلوص و محبت کو تاحیات برقرار رکھے اس میں برکت ڈالے، اس کو بری نظر اور سوء قضا سے بچائے رکھے ارو ہمارے اس تعلق کو ہماری اولادوں میں منتقل فرمائے۔ آمین۔

نماز، عصر، مغرب اور پھر عشاء بھی ساتھ میں مسجد میں ادا کیں، عبدالرحمٰن حجار کو زکام تھا اپنے ڈاکٹر کے پاس جانا چاہتا تھا، لیکن مجھے بھی اکیلا نہیں چھوڑنا چاہتا تھا۔ اپنے ڈاکٹر محمد ابراہیم زلّی کے نہایت معیاری کلینک میں ساتھ لے گیا، ڈاکٹر صاحب نے فوراً اندر اس کے خاص دفتر میں بلا لیا، بڑے اخلاق و اکرام سے پیش آئے ڈاکٹر صاحب سعودی تھے مگر ڈاڑھی مونچھ نہ تھی مجھے ان کا چہرہ بڑا نورانی لگا اور ایک کشش سے محسوس ہوئی، فارغ ہو کر جب کلینک سے واپس آئے تب بھی ڈاکٹر صاحب نے بڑے اکرام سے رخصت کیا، راستے میں عبدالرحمٰن حجار سے میں پوچھا یہ ڈاکٹر صاحب کون ہیں کہنے لگا؟ کیوں، میں نے کہا مجھے اس شخصیت میں کوئی خاص نیکی کا اثر محسوس ہوا، اس کا دل اللہ پاک کی طرف ہے۔ بڑا صالح شخص محسوس ہوا عبدالرحمٰن حجار نے کہا اس کا بھائی ولی اللہ ہے۔ انشاءاللہ اس سے کسی موقع پر ملاؤں گا یہ حجاز مقدس کا بڑا امتاز خانوادہ ہے۔ بہر حال رات تقریبا ۱۰:۳۰ بجے اس نے

مجھے خدا حافظ کہا۔ اور میں پھر گھر میں رک گیا حسب معمول ۱۱/ بجے سونا چاہتا تھا، مگر سید حیدر کے ساتھ بات چیت اور کھانے پینے میں تاخیر ہوگئی، تاہم ۱/ بجے سوگیا اور پھر صبح کی اذان پر اٹھ گیا۔ ۷/ بجے صبح عبدالرحمٰن حجار آگیا اور ہم ناشتہ کے لیے نکل گئے آج یعنی ۱۸/ فروری کو ناشتہ کے لیے ایک رسٹورنٹ میں گئے وہاں جو ناشتہ خاص ہوتا ہے وہ ابھی تیار نہ تھا، ہم باہر نکل کر دوسری جگہ جانے لگے تو ایک تازہ دودھ کی دوکان نظر آئی، عبدالرحمٰن حجار نے بتایا یہاں لوگ تازہ دودھ صبح صبح پیتے ہیں، اور یہ بہت اچھا ہے اگر پسند کرو تو دودھ لے لیتے ہیں۔ اور دوسرے رسٹورنٹ پر چلتے ہیں وہاں کچھ رش تھا، چنانچہ فیصلہ کیا کہ ناشتہ ٹیک آوے کر لیتے ہیں اور دفتر میں چل کر دونوں ناشتہ کر لیتے ہیں۔ اس طرح ناشتہ وغیرہ سے ہم تقریبا ۹/ بجے فارغ ہوئے عبدالرحمٰن حجار نے کہا کہ وہ بھی گھر جا کر ریسٹ کرتا ہے۔ میں بھی آج مکمل ریسٹ کرلوں تاکہ کل ہم نے حج کے سفر پر نکلنا ہے۔ تو اس کے لیے تازہ دم ہو جائیں اور اپنی ضروریات کی چیزیں، احرام وغیرہ سب کی تنظیم کرلیں، میں آرام کرنے سے قبل چند سطور اس سفر نامہ کی لکھنا چاہیں اور ایسا بیٹھا کہ ظہر کی اذان ہوگئی، جلدی وضو کیا حیدر باہر انتظار میں تھا، مسجد چلے گئے نماز کے بعد یحییٰ ملا اور گفتگو کرتے ہوئے میرے ہمراہ آگیا حیدر نے لنچ کا انتظام کر رکھا تھا، یحییٰ کو بھی دعوت دی مگر وہ کھانے پر تیار نہ ہوا میں نے اس کی موجودگی میں اکیلے کھانا مناسب نہ سمجھا، پھر اس نے اصرار کیا کہ میں کھانا کھالوں وہ روزے سے ہے، بہر حال کھانا کھایا اور ہماری دینی باتیں چلتی رہیں اور عصر کی اذان ہوگئی، نماز مسجد میں ادا کی واپسی پر میں نے یحییٰ سے کہا وہ اب گھر چلا جائے تاکہ اس کی فیملی کو فکر نہ رہے اور میں کچھ آرام کرلوں، ہماری پھر ملاقات مغرب کی نماز پر ہوگی، میں نے عصر کے بعد

آرام کرنے کے بجائے غسل کرنا چاہا اور سوچا کہ عشاء کی نماز حرم میں ادا کرنے جاؤں گا، میں بلاناغہ صبح کی نماز اور ناشتہ وغیرہ سے فارغ ہوکر غسل کرتا ہوں پھر دو رکعت ادا کرتا ہوں اور کچھ ذکر، استغفار اور دعائیں وغیرہ۔ پھر لباس حسب ضرورت تبدیل کر کے کام کے لیے مستعد ہو جاتا ہوں، مگر آج غسل بہت تاخیر سے ہوا، مغرب کی نماز کے بعد یحیٰی نے کہا کہ وہ مجھے تھوڑی دیر بعد حرم شریف لے جانا چاہتا ہے میرا ارادہ تو تھا ہی دونوں چل پڑے اور حرم پہنچ گئے آج حرم میں نماز کی ادائیگی بہت آسان تھی اس لے کے ۹۰٪ قافلے آج مدینہ شریف سے مکہ شریف روانہ ہوگئے اچھا موقع ملا کل مدینہ شریف سے مکہ شریف یعنی حج کے لیے جانے کا آخری دن ہے۔ اچھی نماز ادا ہوئی، نوافل وغیرہ، درود شریف اور دعائیں اچھی طرح کر کے واپس پہنچے، عبدالرحمٰن حجار موجود تھا ہمارے حج کے قافلے میں شامل ہونے اور سفر حج کی ضروری کاغذات و کارڈ وغیرہ حیدر لایا، اور طے ہوا کل یعنی ۱۹ر فروری کو صلاۃ العصر کے بعد انشاءاللہ سفر حج کے لیے میقات کی طرف روانہ ہوجائیں گے۔ غسل، احرام سب گھر پر مکمل کر لیں گے تاکہ رش سے بچ سکیں اور میقات سے حج افراد کی نیت کر کے منیٰ روانہ ہوجائیں گے وہاں خیمے میں سامان وغیرہ رکھ کر رات گئے یا علی الصبح حرم شریف جا کر طواف کریں گے اور پھر بیت اللہ شریف سے ۲۰ر فروری کو ظہر سے پہلے منیٰ پہنچ کر ظہر کی نماز قصر باجماعت ادا کریں گے اسی طرح عصر، مغرب اور عشاء بھی وہیں پڑھیں گے۔ عصر اور عشاء قصر ادا ہوگی، دوسرے روز یعنی ۲۱ر فروری ۹ر ذوالحجہ کو فجر کی نماز ادا کر کے سورج طلوع ہونے کے بعد میدان عرفات کی طرف تلبیہ و تکبیرات کہتے ہوئے چل پڑیں گے۔ ظہر اور عصر قصر و جمع باجماعت ادا کی جائے گی اور حج کا خطبہ ہوگا، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

''الحج عرفة'' وقوف عرفات سورج غروب ہونے تک رہے گا۔ اس دوران ذکر وتسبیحات مسنونہ اور دعائیں مانگی جائیں گی، پھر نماز مغرب پڑھے بغیر عرفات سے تلبیہ وتکبیرات کہتے ہوئے مزدلفہ کی طرح روانہ ہو جائیں گے اور وہاں پہنچ کر مغرب اور عشاء کی نمازیں ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ باجماعت ادا کی جائیں گی، عشاء کی نماز قصر ہوگی پھر مسنون یہ ہے کہ فجر کی نماز میں وہیں رکا جائے اور فجر کی نماز کے بعد مشعر الحرام کی طرف ذکر واستغفار ودعائیں مانگی جائیں اور پھر منی کی طرف واپسی ہو، وہاں سے ۷؍ کنکریاں اٹھا کر پاس رکھ لی جائیں اور طلوع آفتاب کے بعد جمرۃ العقبہ (بڑا شیطان) پر رمی کریں۔ یعنی ایک ایک کر سات کنکریاں ماریں، قربانی وغیرہ کریں، بال کٹوائیں اور احرام کھول دیں بال قصر بھی کروانے جائز ہیں، اس کے بعد ایام تشریق سے فارغ ہو کر واپس منی جانا ہوتا ہے۔ اکثر وقت ذکر الٰہی اور عبادت میں مشغول رہنا چاہیئے اور روزانہ بعد از زوال ۲۱؍ کنکریاں یعنی سات کنکریاں تینوں جمعرات پر مارنی ہوتی ہیں۔ کل ۶۳؍ کنکریاں جو جمرۃ العقبہ پر پہلے ماری گئیں سات کنکریاں کے علاوہ ہیں، سب ملا کر ۷۰؍ کنکریاں مارنی ضروری ہے۔ کمزور عورتوں، بچوں اور مریضوں بوڑھوں کی جانب سے ان کا مقرر کردہ نائب بھی کنکریاں مار سکتا ہے۔ مجبوریٔ امر میں ایام تشریق کے پہلے دو دن منیٰ میں گزار کر چلے جانے کی رخصت ہے۔ تاہم سنت ۳؍ دن قیام منیٰ ہی ہے۔ رات کو روزانہ طواف وزیارت کعبہ کے لیے جانا اور رات کا قیام منیٰ میں کرنا ضروری ہے۔ منیٰ میں نمازیں قصر کر کے مسجد خیف میں ادا کرنی چاہئیں۔ یہی سنت الانبیاء ہے۔ ایک روایت کے مطابق ۷۰؍ انبیاء نے مسجد خیف میں نماز ادا کی، منی کعبہ شریف سے قریب ہی واقع ہے یہ احتیاط لازمی ہے کہ وادی

محسّر (عذاب اصحاب فیل کے مقام) سے تیزی کے ساتھ گزر جائیں وہاں ہرگز نہ رکیں۔

ارکان وسنن حج وعمرہ کا خیال کرنا اور پوری توجہ وخشوع اور صبر واخلاص کا دامن سارے سفر اور حج کی تکمیل تک نہ چھوڑنا چاہیئے۔ رش کے مواقع پر خاص احتیاط، برداشت کرنا اور جلد بازی سے باز رہنا ضروری ہے صرف ضروری سامان رکھنا چاہیے۔

ایام تشریق کے واپس ملک جانے سے قبل طواف وداع کرنا ضروری ہے۔

مذکورہ بالا صفحات میں اجمالی طور پر ارکان حج وسنن کا تذکرہ کیا گیا ہے تاہم مستند باتیں حج و عمرہ کے بارے میں علیٰحدہ مکمل مضمون جو آگئے آرہا ہے، اس میں درج کی جائیں گی اور کوشش کی جائے گی کہ نہایت سادہ انداز میں وہ تمام ضروری امور ترتیب کے ساتھ درج کر دیے جائیں، جو ایک عام حج یا عمرہ کرنے والے کی مکمل مگر آسان طریقہ سے راہنمائی کے لیے کافی ہوں۔

مکہ کی طرف روانگی

الحمد للہ آج ۱۹؍فروری ۲۰۰۲ ذوالحجہ کی ۷؍تاریخ ہے۔ اللہ پاک کے کرم واحسان سے صلاۃ الفجر مع یحییٰ حرم مدنی شریف میں ادا کی۔ اور روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب صلاۃ وسلام کے بعد مسجد شریف میں تفصیلی دعائیں کر کے واپس گھر آئے۔ صلاۃ الشروق کے نفل ادا کیے، آرام کیا اور ۱۱؍ بجے دن اٹھ کر صلاۃ الضحیٰ کے بعد زندگی کے اہم ترین اور مقدس ترین سفر کی حقیقی اور حتمی تیاری شروع کی۔ حسب پروگرام آج نماز عصر کے بعد ہمارا قافلۂ حج مدینہ شریف سے سوئے بیت اللہ شریف چل پڑا۔ عجیب جذبات واحساسات کا اظہار جسم وروح سے ہو رہا ہے۔ قلب وذہن اور جسم وروح میں ایک عجیب اتفاق واتحاد ہو گیا ہے۔ جس کی کیفیت بیان کی طاقت نہیں رکھتی یہ صرف محسوس کی جا سکتی ہے۔ کوئی فکر دامن گیر نہیں ماسوائے اسکے اللہ سبحانہ تعالیٰ کی بارگاہ اعلیٰ میں مقام عرفات میں جس حاضری کے لیے یہ سفر ہے۔ اس کے تمام پروٹوکول اور تقاضے جیسے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امت مسلمہ کے لیے قرآنی اور الہامی علم سے طے کیے ہیں ان میں ذرا بھی کمی وبیشی نہ ہو جائے۔

حسب پروگرام عصر کی نماز مقامی مسجد میں ادا کی اور گھر آ کر دوبارہ خاص غسل کیا، ناخن کاٹے، تمام غیر ضروری بال صاف کیے، مسواک کیا، ایک خاص خوشبو جس میں عنبر اور روضۂ رسول کی خاک ملی ہوئی وہ کسی نے عبدالرحمٰن حجار کو دی تھی اور اس نے مجھے بھی استعمال کے لیے دے رکھی تھی استعمال کی، پھر گھر سے ہی احرام باندھا اور ڈرائیور مجھے عبدالرحمٰن حجار اور سید حیدر علی کو لیکر مدینہ شریف سے حج کے

لیے جانے والے قافلے ''الغبان'' کے اسٹینڈ پر چھوڑ کر گیا، ہم ائیر کنڈیشنڈ بس میں مع باقی حاجیوں کے سوار ہو گئے ہمارے قافلے میں بسیں شامل تھیں، ہر بس میں ۵۰/مسافر تھے، بس کا آدھا حصہ عورتوں کے لیے مختص اور پردے سے الگ کیا ہوا تھا، ان خواتین کے محرم مردوں کے حصہ میں سوار تھے، اور میرے اور سید حیدر علی کے سوا سارے ہی مدینہ شریف کے عرب مسلم تھے، اس طرح ہمارا قافلہ مدینہ شریف کی میقات ذوالحلیفہ سے حج اور احرام حج افراد کی نیت کرتے ہوئے تلبیہ یعنی '' لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ ... '' کہتا ہوا حرم مکی کی طرف چل پڑا، اور رات گئے ۳/بجے حرم مکی شریف میں ادائیگی عمرہ کے لیے داخل ہوا۔ عمرہ کی ادائیگی کے بعد فجر کی نماز کا وقت ہو گیا اور اس طرح فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد ہم منی کے وقوف اول کے لیے منی میں اپنے قافلے کی خیمہ بستی میں پہنچے ہر طرح لاکھوں کی تعداد میں خیمہ بستیوں کا عجیب روحانی اور دلکش منظر تھا میرا اور عبدالرحمٰن حجار کا یہ تجربہ نہ تھا کہ اور لوگوں کے ساتھ ٹینٹ روم اور حمام وغیرہ مشترکہ استعمال کریں، ٹینٹ کا کمرہ جو قافلہ کے حساب سے تقریباً VIP تھا جس میں ۱۰/افراد نے Share کرنا تھا میں تھوڑا سا سوچ میں پڑ گیا اور دل ہی دل میں دعا کی یا اللہ مجھے صبر کے ساتھ اس نئی صورت حال میں ایڈجسٹ ہونے کی ہمت دے۔ ہمارے قافلہ کا کمپنی مالک یونس ابو عبداللہ جو مدینہ شریف کا تھا، ہمارے پاس آیا، اور مجھے کہنے لگا کیا تم اس انتظام سے خوش ہو، میں نے جواب دیا، الحمدللہ مگر میں یہ توقع نہ کر رہا تھا کہ ہمیں ۱۰/افراد کے ساتھ ایک ہی ٹینٹ کمرہ میں سونا پڑے گا، میرے لیے یہ زندگی کا پہلا اور مشکل ترین مرحلہ ہوگا، ساتھ ہی میں نے یہ تجویز پیش کر دی کہ اگر اسے اعتراض نہ ہوا تو ٹینٹ سے ملحقہ چھوٹی سی خالی جگہ کے اوپر کھلے آسمان کے نیچے میں اپنا گدا بیڈ لگا

لوں۔ اللہ پاک نے میری پہلی ہی دعا فوراً سن لی، اس نے کہا کہ وہ میری مشکل سمجھتا ہے لیکن یہاں توجہ کے دوران اسی طرح کے ماحول میں عجز و فقر اور زہد کے ساتھ رہنا پڑتا ہے۔ خیر تمھارے اور عبدالرحمٰن حجار کے لیے میں ایک اضافی ٹینٹ لگوا دیتا ہوں۔ ہم نے اللہ کا شکر ادا کیا اور اس طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ہمیں اس چھوٹی سی تکلیف اور آزمائش سے بچا لیا، ہم بڑے خوش ہوئے اور منیٰ میں ہمارا وقوف اول و آخر نہایت اطمینان بخش رہا، ظہر سے لیکر اگلے دن یعنی یوم عرفہ کی فجر کی نماز تک ہمارا وقوف منیٰ میں ۳؍ ملین سے زائد حجاج کے ساتھ تھا، اور فجر کے بعد یعنی طلوع شمس کے ساتھ ہی عرفات کی طرف کوچ اور ظہر سے قبل وہاں پہنچ کر ظہر وعصر کی نمازیں قصر وجمع کے اصول کے مطابق امام صاحب کی اقتداء میں ادا کرنا اور خطبۂ حج سننا، اور پھر غروب آفتاب تک وقوف کے بعد بغیر مغرب کی نماز ادا کیے مزدلفہ کی طرف کوچ تھا، اور تمام حاجیوں کو ایک ہی انداز میں کوچ کرنا ہوتا ہے۔ اس طرح چند کلومیٹر کا یہ فاصلہ لاکھوں کاروں اور تقریبا ۶۰؍ ہزار بسوں کے ریلے میں ۵ سے ۷ گھنٹے میں مزدلفہ میں پہنچا اور کھلے آسمان تلے ۳،۴ ملین حاجیوں نے ڈیرے لگائے اور وہیں مغرب اور عشا جمع و تاخیر کے ساتھ متفرق جماعتوں میں ادا کی۔ اور پھر فجر کی نماز کی ادائیگی اور ذکر و دعاؤں کے ساتھ طلوع آفتاب کی شعاعیں دیکھتے ہی واپس منیٰ کی طرف کوچ شروع ہوگیا، جہاں پہنچ کر بڑے شیطان کو ۷؍ کنکریاں مارنی سب پر واجب ہوتی ہے۔ صرف معذوروں کی طرف سے نیابت کے اصول کے تحت ان کے عزیز کنکریاں مار سکتے ہیں۔ اور تمام حاجیوں کو طلوع آفتاب سے غروب آفتاب یا رات تک مارنی ہوتی ہے۔ اور جن پر قربانی واجب ہے وہ قربانی کرتے ہیں، غرضیکہ کنکریاں مارنے سے پہلے احرام نہیں کھولا جا سکتا، یہی عید کا دن

بھی ہوتا ہے۔ احرام کھولنے سے پہلے سر کے بال شیو کرانا، افضل حکم اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پسندیدہ سنت ہے، حج کا لازمی جزو ہے۔ تاہم شیو کی بجائے بال کتروائے بھی جا سکتے ہیں۔ جو سارے سر کتروانے یا چھوٹے کرانے ضروری ہیں۔ کچھ لوگ سر کے چند بال کتروا کر مطمئن ہو جاتے ہیں جو غلط فہمی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بال حلق کروانے والوں کے لے دو مرتبہ مغفرت فرمائی۔ اس لیے سر کا ٹنڈ کروانا افضل اور بڑے اجر کا کام ہے۔ تاہم سر کے بالوں کے مکمل قصر سے بھی ادائیگی ہو جاتی ہے۔ مگر اجر کم ہے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے لوگوں کے لیے صرف ایک مرتبہ دعائے مغفرت کی۔

کنکریاں مارنے کا مرحلہ بہت مشکل ہوتا ہے۔ ہجوم اور جوش وخروش اور کچھ لوگوں کی اپنی غلطی اور ناسمجھی میں دھکا بازی اور ہجوم کے رخ کے خلاف گزرنے سے حادثات یعنی کچلے جانے یا زخمی ہو جانے کے واقعات ہو جاتے ہیں۔ لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ مختلف زبانوں میں اعلانات اور ہدایات کو وہ لوگ نظر انداز کر دیتے ہیں ۴،۳ ملین کا ہجوم ایک چھوٹے سے ستون جمرۃ العقبہ محدود وقت میں رمی کرنے کے لیے بے تاب اور نفسی نفسی کے عالم میں ہوتا ہے۔ پولیس اور سول ڈیفنس کا عملہ اور گاڑیاں اایمرجنسی صورت حال سے فوری نمٹنے کے لیے چاک وچوبند رہتے ہیں لیکن انھیں سختی سے ہدایات ہوتی ہیں کہ کسی حاجی سے سختی یا درشتگی سے نہیں پیش آنا ہے، بلکہ صرف ان کی خدمت اور حفاظت کے لیے موجود رہنا ہے۔ اللہ پاک کے مہمانوں سے احترام واکرام سے پیش آنا ضروری ہے۔ راقم الحروف نے پولیس اور دیگر ایجنسیوں کو مختلف مواقع پر نہایت معاون اور مددگار پایا، اور دوسرے انتظامات اور سہولتیں

بھی قابل قدر پائیں، غسل خانے، شفا خانے، اور ٹرانسپورٹ، کھانے پینے کی اشیاء، سستی اور فروانی سے دستیاب پائیں، عوامی ٹیلیفون، عارضی کرنسی کی تبدیلی کے مصرف وغیرہ سب موجود پائے۔ حکومت کے انتظامات بہت اچھے ہیں، اگر کوئی مشکل آتی ہے تو وہ خود حاجیوں کی تعلیم و تربیت اور معاملات کی کمی کے باعث ہوتی ہے۔ میرے خیال کے مطابق تمام ممالک کے علماء اور حج معلمین کا یہ بنیادی فرض ہے کہ وہ حاجیوں کو ارکان حج، واجبات اور سنن کی ادائیگی کے طریقہ سے زیادہ دوران حج کیسے Behave کیا جائے آنے اور جانے کے راستوں اور وقت کی پابندی اور اپنے گروپ کے ساتھ رہنے، صبر کرنے، جلد بازی نہ کرنے وغیرہ خاص تعلیم و تربیت کا حج سے پہلے لازمی اور خصوصی اہتمام کریں، تو اس سے مناسک کی ادائیگی سب کے لیے آسان ہو جائے گی۔ حاجیوں کی نیت اور خلوص میں کوئی کمی نہیں ہوتی ہے۔ بس تھوڑے مختصر و محدود وقت میں مناسک کی ادائیگی کی تعلیمات میں کمی ہوتی ہے۔

الحمد للہ! اس بار نہ تو ہمیں ذاتی طور پر کوئی تلخ تجربہ ہوا نہ ہی دوسروں سے متعلق کسی حادثہ یا مشکل صورت حال کی کوئی اطلاع ملی، ہماری کوشش یہ رہی کہ جب بھی رش اور مشکل والا مرحلہ آیا، تو دل ہی دل میں اللہ کی مدد اور آسانی کی دعا کی، تو فوراً ہی ہر موقع پر دعا مستجاب ہوتی پائی اور لمحہ بہ لمحہ ایک عجیب سکون و راحت قلب و ذہن اور روح و جسم میں پائی، نہ کوئی کوفت نہ ہی پریشانی نہ ہی بے چینی، نہ ہی فکر اور نہ ہی کوئی مشکل پیش آئی۔ ایک باطنی خوشی سارے حج کے دوران محسوس ہوتی رہی جس کا زندگی بھر تمام مادی آسائشوں کے باوجود تجربہ تو کیا تصور بھی نہ ہوا تھا حج کے تمام ساتھی ماسوائے عبدالرحمٰن حجار کے غیر اور اجنبی تھے، لیکن ایسا محسوس ہوا کہ غیروں میں نہیں بلکہ اپنوں میں ہوں، نہ کوئی نسلی، نہ کوئی

لسانی اور نہ ہی کوئی قومی یا ثقافتی فرق آڑے آیا، ۱۶/سال کی عمر سے لیکر تقریبا ۶۰ سال تک کے لوگوں نے نہایت اخلاص و اکرام کا مظاہرہ کیا۔ اللہ پاک سب کو جزائے خیر دے۔

جب ہم ۱۰/ذوالحجہ کو بڑے شیطان کو ۷/کنکریاں مارنے گئے تب تک میں تصور بھی نہ کیا تھا کہ سر کے بال شیو یعنی ٹنڈ کروادوں گا خیال تھا کہ بس شرط پوری کرنے کے لیے معمولی سے بال ذرا ذرا چھوٹے کروادوں گا اور اس طرح احرام کی پابندی سے رہائی مل جائیں گی، جب اللہ پاک کا کرم ہونا ہو تو سوچ شیطانی وسوسوں کی بجائے رحمانی حکمت سے خیالوں میں پاکیزگی آجاتی ہے۔ جب جمرۃ العقبہ کے پاس پہلی رمی کے لیے ساتھ کنکریاں مارنے پہنچے تو اپنے آپ کو اچانک جذبۂ ایمانی سے سرشار پایا، ایک عجیب جوش تھا، اللہ اکبر کہہ کر جب پہلی کنکری ماری تو باطنی احساسات کا بھی انوکھا عالم تھا، پوری سوچ رب کائنات کی توحید میں وحید ہوگئی، اور اتباع سنت کی غلامی، آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب، زبان استغفار میں مصروف اور دل و دماغ میں جذبۂ ایمان اور اتباع و رضا کا کامل اتحاد لیے تھوڑی دور ہم سب حجام کے سامنے بیٹھ گئے حجام نے مجھے اتنا پوچھا حلق یا قصر، ایک ہی اچانک اور بے ساختہ و بے ارادہ جواب دیا حلق، جمرۃ العقبہ سے حجام کے سٹال پر پہنچنے تک دل و دماغ میں ایک انقلاب آچکا تھا، اور یہ خیال دل و دماغ پر سوار ہوگیا کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ تو اپنے پیارے بیٹے اسماعیل کو اللہ تعالیٰ کی رضا اور اطاعت و خوشنودی کے لیے قربان کر دینے سے گریز نہ کیا اور ہم اسی سنت ابراہیمی کی پیروی حج کے لیے لَبَّیْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّیْكَ کہتے ہوئے یہاں تک پہنچے ہیں تو بالوں کی قربانی بھی پیش کرنے سے پس و پیش کر کے چند بالوں کی تقصیر پر مطمئن ہو جائیں، تو پھر یہ کیسا حج کیسی قربانی، جب کہ نفس کا بت ٹوٹا ہی

نہیں ۔ میرے ہمراہی دوست میرا سر ٹنڈ دیکھ کر حیرت زدہ تھے وہ سمجھتے کہ مجھے واپس لندن جانا ہے اور لندن کے وکیل کے لیے سر ٹنڈ کرا دینا کافی مشکل مرحلہ ہے۔ اس میں شک نہیں کہ قرآن کے فرمان کے مطابق بالوں کو صاف کر دینا یا کتروا دینا دونوں صورتیں قابل قبول ہیں گو کہ افضل عمل تنڈ کروانا ہی ہے کیوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود بھی ایسا ہی کیا اور ٹنڈ کروانے والوں کی مغفرت کے لیے تین بار دعا کی اور قصر کروانے والوں کے لیے ایک بار۔ صحابہؓ کرام اور سلف صالحین کا عمل بھی حلق کروانا ہی رہا۔ آج ہم مغرب کے اثر میں ہیں اس لیے اکثر بجائے اس کے کہ اللہ ورسول کا ہم سے کیا تقاضا ہے ہم یہ سوچتے ہیں کہ لوگ کیا کہیں گے۔ چنانچہ اکثر لوگوں کو دیکھا کہ وہ قصر بھی چند بال کاٹ دینے کو سمجھتے ہیں جو بڑی غلط فہمی اور خطا ہے۔ قصر پورے سر کے بال چھوٹے کروانے کو کہتے ہیں۔ بہر حال ہم سب خوش تھے، کہ حج کا اہم ترین مرحلہ بفضلہٖ تعالیٰ مکمل ہوا۔ اور اب احرام کی پابندی باقی نہیں رہی۔ ہم سب اللہ پاک کا شکر ادا کرتے ہوئے اور ایک دوسرے کو مبروک کہتے ہوئے اپنے خیمے کی طرف چل پڑے۔ تاکہ غسل کر کے احرام تبدیل کریں۔ عام کپڑے پہنیں خوشبو لگائیں آج کے دن جو خوشی ملی، اس کا تصور مادی تعیّشات سے نہیں کیا جا سکتا، یہ خوشی روحانی، باطنی، قلبی، ذہنی، نفسانی اور جسمانی سکون اور راحت و فرحت کا حسین ترین امتزاج ہے۔ یہ خوشی حقیقی خوشی ہے جس کا تجربہ ومشاہدہ دنیا کے مال و دولت اولاد و جائداد، عزت وشہرت یا دنیاوی کامیابیوں پر نہیں ہوا تھا۔ آج حج کی اہمیت، اس کا مفہوم اور فائدہ سمجھ میں آیا بلاشبہ حج کے بعد انسان کی نئی ولادت یعنی روحانی ولادت ہے۔ اور انسان اگر حج کے دوران حاصل ہونے والی تربیت کو حج کے بعد کی زندگی میں بھی لاگو کر سکے تو یہ حقیقی نجات وعظمت کا باعث بن جائے۔

حج کا مسافر جان مال لیکر دل و دماغ اور نفس سے تکبر و ریا کے سارے بت توڑ کر، سفر کی صعوبتیں جھیل کر، گھر بار، اولاد، کاروبار آرام و راحت چھوڑ کر، مادی دنیا سے الگ ہو کر جب اللہ پاک کی بارگاہ عظیم میں حاضر ہوتا ہے تو نفسا نفسی کے عالم میں ایک ہی دھن یعنی اللہ تعالیٰ کامل رضا کے حصول میں محو نظر آتا ہے۔ اور کوشش کرتا ہے کہ حج کا کوئی رکن، واجب یا سنت اس سے چھوٹ نہ جائے، دو بغیر سلے کپڑوں میں ملبوس، ننگے سر، ننگے پاؤں یعنی معمولی سی چپل پہنے، نہ شیو کر سکے، نہ ناخن کاٹ سکے نہ خوشبو لگا سکے (حتی کہ صابن بھی بغیر خوشبو والا) اس فقیرانہ حال میں ہر شاہ و گدا، آقا و غلام لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ پکارتا ہوا حقیقی بادشاہ کے حضور عجز و انکساری اور فقر و زہد کی تصویر بنے حاضر ہے اور حقیقی عالم گیر اخوت و مساوات کے بے مثال اجتماع کا عظیم روحانی منظر پیش کرتا ہے۔

جب رمی کرنے یعنی شیطانوں پر کنکریاں مارنے حاجی جاتے ہیں تو ان کے اندر ایک ایک نادیدنی جوش و خروش اچانک پیدا ہو جاتا ہے اور یہ احساس اعصاب پر سوار ہو جاتا ہے کہ وہ نسل انسانی کے ازلی دشمن پر حملہ آور ہو رہے ہیں۔ رمی کرنے کا یہ سلسلہ ۱۰/ذوالحجہ سے شروع ہو کر مزید تین دن ایام تشریق تک جاری رہتا ہے۔ یوم العرفہ سے مغرب کے بعد وقوف مزدلفہ کے لیے کوچ ہوتی ہے۔ رات کھلے آسمان تلے گزار کر نماز فجر کی ادائیگی اور طلوع آفتاب کے فوراً بعد تسبیحات مشعر الحرام میں دعاؤں کے بعد واپسی منی کا رخ ہوتا ہے۔ تا کہ بڑے شیطان یعنی جمرۃ العقبہ پر کنکریاں ماری جائیں، قربانی کی جائے اور عید منائی جائے۔ احرام کی پابندی سے آزادی حاصل کی جائے وغیرہ جمرۃ العقبہ (بڑے شیطان) کو پہلے ۷/کنکریاں ماری جاتی ہیں، پھر اگلے تین دنوں میں روزانہ چھوٹے شیطانوں سے

شروع کر کے بڑے شیطان یعنی ہر کو ایک ۷، ۷ کنکریاں ماری جائیں، تاہم قرآنی حکم کے مطابق جلدی جانے والے حاجی آخری تین دنوں میں پہلے دو تین رمی کرنے کے بعد جا سکتے ہیں۔ بہر حال سنت نبوی ایام تشریق کے تینوں دن رمی کرنی چاہیئے۔ اور پھر مغرب سے پہلے مکہ شریف چلے جانا چاہیئے۔ اور طواف افاضہ اور وداع اکٹھی نیت کے ساتھ ایک ساتھ کر کے گھروں کو روانہ ہو جانا چاہیئے۔ حج کے تمام ارکان میں رکن اعظم یوم العرفہ کا وقوف ۹ ی/ ذوالحجہ کو ظہر وعصر کی قصر وجمع نماز اور خطبہ حج سے ادائیگی ہوتی ہے۔ اکثر لوگ جنھوں نے حج نہیں کیا ہوتا وہ یوم العرفہ کا خطبہ ٹیلیویژن پر سن کر سمجھتے ہیں کہ حج ہو گیا۔ بے شک حج کا اہم ترین اور بڑا رکن اسی دن ادا ہوتا لیکن باقی مناسک ۴/ روز بعد مکمل طور پر ادا ہوتے ہیں۔

حج کے ۵، ۶ دن حاجی کی توجہ خالصتاً اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی وحدہ لاشریک لہ ذات ہوتی ہے۔ اسے نہ دنیا کی فکر، نہ اپنے حلیہ کی فکر، نہ آرام کی فکر نہ لذیذ کھانوں کی فکر، نہ دفتر دوکان کی فکر، نہ مال واولاد کی فکر، نہ لباس کی فکر، اگر فکر ہے تو ارکان حج اور واجبات حج کی ادائیگی سنت نبوی کی مطابق کرنے کی، نیند اور تھکاوٹ روحانی وباطنی خوشی اور قوت کے نیچے ایسی دب جاتی ہے کہ خیمے میں معمولی سے بستر پر گھنٹہ آدھ گنٹھہ سو کر تازہ دم محسوس ہوتا ہے۔ اعلیٰ اور آرام دہ بستروں اور غالیچوں کا عادی زمین پر معمولی سے بچھونے پر پڑا بہت خوش اور آرام دہ محسوس کرتا ہے۔ حج زہد اور جہاد بالنفس کی بہترین تربیت کرتا ہے، صبر و یقین پیدا کرتا ہے توحید الٰہی میں وحید کرتا ہے سنت نبوی پر سختی سے بغیر افراط و تفریط کے عمل سکھاتا ہے۔ حج کی عبادت اللہ تعالیٰ کی مکمل اطاعت بطریق سنت خیر الانام کا علمی و عملی نمونہ ہے۔ ادائیگی واجبات میں ذرا خطا ہو گئی تو کہیں روزہ سے اور کہیں صدقہ سے کفارہ کا تقاضہ کیا جاتا ہے۔ مساوات

انسانی کی لازوال مثال حج کے دوران پیش ہوتی ہے۔ ایک ہی صف میں محمود وایاز، عرب وعجم، حاکم و محکوم اپنے رب العالمین کے حضور کھڑے نظر آتے ہیں، ایک ہی لباس اور ایک ہی طرز عبادت اور ایک ہی طرح کی طرز رہائش حتی کے ایک ہی فکر اور مقصد دامن گیر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کی تعمیل بطریقۂ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جائے۔ تاکہ نجات اخروی کے مستحق ہوسکیں۔

حج کے دوران عالم نفسانفسی کے باجود اخلاق واخلاص باہمی اکرام واحترام کے مظاہرے جگہ جگہ نظر آتے ہیں، ضیوف الرحمٰن کے الفاظ اکثر سننے میں آتے ہیں، عام طور پر مشہور ہے کہ سعودی پولیس والے بڑے اکھڑ ہوتے ہیں اور کوئی بات نہیں سنتے لیکن حج کے دوران پولیس والوں کو عام حجاج کے ساتھ اکرام واخلاق سے پیش آتے دیکھا۔ اسی طرح سول ڈیفنس، طبی عملے اور دیگر ڈیوٹی پر موجود سب کو ایکسا ہی پایا، جمرات کی رمی کی غرض سے عام حاجی ارد گرد کا راستہ تک بلاک کر دیتے ہیں، کچھ اپنے مصلے اور بستر چٹائیاں بچھا کر ڈیرے ڈال لیتے ہیں، مگر پولیس والے کسی حاجی کو نہ زبردستی اٹھاتے ہیں نہ کچھ کہتے ہیں بلکہ مسلسل مختلف زبانوں میں لاؤڈ اسپیکر پر حجاج سے اپیلس کرتے ہیں کہ اپنی اور دوسروں کی سہولت کے لیے راستے بلاک نہ کریں، اکثر حاجی اپیلوں کے باوجود اپنی اپنی جگہوں پر ڈٹے رہتے ہیں اور اس طرح رمی کے وقت رش بڑھا دیتے ہیں۔ جو حادثات کا باعث بنتا ہے اللہ کے فضل سے اس بار کوئی خاص ناخوشگوار واقعہ پیش نہیں آیا۔ اگر اپنے اپنے ممالک میں آئمہ اور خطباء حضرات حج کے مسائل اور ارکان کی ادائیگی کے طریقوں کے ساتھ ساتھ ان عمومی مسائل اور معاملات کی طرف بھی حج کرنے والوں کو خاص طور پر متوجہ کرتے رہیں بلکہ انھیں خاص تعلیم وتربیت دیں، تو اس سے نہ صرف

حجاج کو خود آسانی رہے گی بلکہ دوسروں ہمراہی حاجیوں کا بھی بھلا ہوگا۔

حج کا اجتماع جو مختلف مناسک کی ادائیگی کے لیے بیت اللہ شریف سے شروع ہوتا ہے منیٰ کے پہلے وقوف، عرفات کا اجتماع اور وقوف، مزدلفہ میں رات کا وقوف، اور پھر منی میں ۴، ۳ دن وقوف اور جمرات کی رمی اور پھر ایام تشریق کے بعد واپس بیت اللہ شریف کے طواف افاضہ اور وداع تک مختلف جگہوں اور شکلوں میں رہتا ہے۔ اس کی مثال دنیا کا کوئی اور اجتماع یا کوئی اور مذہب پیش نہیں کر سکتا۔ دنیا بھر کی مختلف قوموں، زبانوں اور رنگوں پر مشتمل نسل انسانی کا ایسا اجتماع جو سب کو ایک خدائے وحدہ لاشریک لہ کے سامنے پیش کرتا ہے۔ یہ اجتماع حج کہلاتا ہے اور یہ اسی حج کا اعجاز ہے کہ ۴، ۳ ملین کا بیک وقت اجتماع انتہائی امن وسکون اور عبادت و ریاضت میں گزر جاتا ہے۔ ہر کوئی رضائے الٰہی کے حصول میں مگن اور مطمئن نظر آتا ہے۔ ذکر و استغفار میں مشغول، دعاء والتجاء میں مصروف ہر حاجی کی یہ تمنا ہوتی ہے کہ اس کا حج مقبول یعنی مبرور ہو۔ جس کی جزا جنت کے سوا نہیں۔ اے اللہ پاک سب کا حج قبول فرما۔ آمین۔

حج کے دوران حکومت کے حاجیوں کی خدمت وسہولت کے انتظامات قابل تحسین ہیں۔ امن و امان، حاجیوں کی حفاظت، طبی و ایمرجنسی سہولتیں، کھانے پینے کی مفت اہل خیر کے تحفے، ٹرانسپورٹ کا نظام صفائی اور عوامی حمامات وغیرہ ماشاءاللہ سب لائق تعریف ہیں۔ فائر پروف خیمے بستیاں جو منیٰ میں ۴، ۵ روز ۳، ۴ ملین حاجیوں کو قیام گاہ فراہم کرتی ہیں۔ اور میلوں مسافت پر پھیلی ہوئی ہیں نہایت منظّم نظام کا حصہ ہیں۔ یہ بستیاں بھی اپنی مثال آپ ہیں۔ نہایت صاف ستھری خیمہ گاہیں ایک منفرد اور دلکش

منظر پیش کرتی ہیں۔ منیٰ میں یہ منظر ہر سال حج کے موقع پر تقریباً ۶/دن ۲ سے ۴ملین حجاج کے قیام سے تازہ ہوتا ہے۔ اور دنیا کے اختتام تک اللہ پاک کے حکم سے ایسا ہی ہوتا رہے گا حتیٰ کہ عرفات میں یوم محشر قائم ہوگا اور وہ دن نفسی نفسی کا ہوگا جس دن مال و اولاد نہیں بلکہ صرف قلب سلیم فائدہ مند ہوگا۔

یوم عرفہ کو نماز ظہر و عصر اور خطبہ حج کے بعد مغرب یعنی غروب آفتاب تک عرفات میں وقوف کرنا ہوتا ہے۔ جو اکثر وقت ذکر، استغفار اور دعاؤں میں گزرتا ہے۔ اور کئی حاجیوں سے علیک سلیک کرنے کا بھی موقع ہوتا ہے گو کہ یہ بھی دنیاوی گپ شپ کے لیے نہیں بلکہ باہمی تعارف اور کچھ دینی امور حج پر تبادلۂ خیال اور معلومات کی درستگی کا باعث ہوتی ہے۔ اس طرح مسائل حج سمجھنے اور سنت کے مطابق عمل کرنے میں کافی مدد ملتی ہے۔

حج کے عملی تجربے کے بعد خیال ہوا کہ آئندہ حج کا ارادہ رکھنے والے بہن بھائیوں کو یہ عرض کی جائے کہ وہ حج پر جانے سے قبل حج سے متعلق مسائل یعنی ارکان حج، واجبات حج اور سنن حج کا اچھی طرح مطالعہ کریں تاکہ مناسک کی ادائیگی میں کوئی کوتاہی یا خطا نہ ہو جائے۔ اللہ پاک نے اپنے خاص کرم سے ہمیں مناسک حج کی ادائیگی کی توفیق عطا فرمائی اور اسی کے کرم سے یوم عرفہ اور مزدلفہ کے وقوف اور ادائیگی مناسک کے بعد ایام تشریق کے تینوں دن بھی منیٰ میں قیام وقوف کا موقع ملا۔ اور الحمد للہ نہایت اطمینان سے تمام مناسک سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطاق ادا کرنے کے بعد بیت اللہ شریف پہنچے اور طواف افاضہ اور وداع سے فارغ ہوئے۔ اللہ پاک کا شکر ادا کیا اور پھر واپس اپنے گھروں کو چلے، ہم چونکہ مدینے شریف سے بطور مقیم حج کے لیے نکلے تھے، اس لیے واپس مدینے

شریف ہی جانا تھا، چنانچہ اپنے گروپ کے ہمراہ مدینے شریف پہنچے۔

دوسرے دن میرے دوست عبد الرحمٰن حجار کے والدین نے ہمارے لیے خاص دعوت کا انتظام کیا، اللہ پاک انھیں جزائے خیر دے۔ میرا تقریبا ایک ماہ عبدالرحمٰن حجار کے ساتھ گزر گیا ہر روز ہمارے باہمی خلوص اور محبت میں اضافہ ہی ہوتا گیا اس بار مدینہ شریف اور اس کے مضافات اور عمومی زندگی کے مطالعہ و مشاہدہ کا موقع ملا، اور دل بھی خوب لگا، یہ ایک ماہ زندگی کا بہترین مہینہ تھا۔ بہت سکون اور حقیقی خوشی ملی اس ایک ماہ میں حج کے ۶؍دن تو ذہنی، قلبی اور روحانی مسرتوں اور جسمانی راحت وسکون کا ایک بے مثال خزانہ تھا۔ اتنی خوشی اور طمانیت زندگی میں کبھی محسوس نہیں ہوئی تھی، حج کی سعادت اور فضیلت کا ایک حسین ترین تجربہ اور احساس جس کا تصور نہیں کیا جا سکتا، یہ صرف حقیقی عمل یعنی حج کرنے سے ہی محسوس کیا جا سکتا ہے۔ حج مسلمانوں کے لیے اللہ پاک کی خاص نعمت ہے اور وہ اس کے ذریعہ اپنے بندوں کے گناہوں اور لغزشوں کو معاف فرماتا ہے۔ اسی لیے حدیث شریف میں ہے کہ حج مقبول کی جزا جنت کے سوا نہیں ہے۔ اور یہ بھی کہ حج کے بعد اللہ کے بندے کی حیثیت گویا نئی پیدائش کی ہوتی ہے اور وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہوتا ہے جیسے بچہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کے وقت ہوتا ہے۔

اللہ پاک حج کے بعد اپنی خاص توفیق سے اپنے بندوں کو نیکی اور تقویٰ والی زندگی عطا فرمائے۔ اور تمام مسلمانوں کو اپنی زندگی میں یہ سعادت نصیب فرمائے۔ اور جو بھی حج پر جائے اسے مناسک حج سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔، کیوں کہ

صرف حج نہیں بلکہ مقبول کی سعادت حاصل ہو تب بات بنتی ہیں۔ اور حج مقبول صرف سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق مناسک کی ادائیگی سے ادا ہوتا ہے، کیوں کہ مشرکین بھی اسلام سے قبل حج کرتے تھے، مگر وہ مناسک کی ادائیگی میں شرک و بدعت اور ہوائے نفس سے کام لیتے تھے ان کے لیے حج ایک میلے کی حیثیت رکھتا تھا۔ اور شعر و شاعری کے مقابلے کرتے تھے تاہم حج کے دوران قتل و فساد اور خون خرابے سے باز رہتے تھے۔

حج سنت ابراہیمی ہے۔ لیکن حج کے مناسک کی صحیح ادائیگی کی تعلیم سنت محمدی سے ہمیں ملی ہے اس لیے سنت محمدی کے مطابق مناسک حج کی ادائیگی ضروری ہے۔ اس لیے کہ حضرت جبریل علیہ السلام کے ذریعہ سے ان مناسک کی ادائیگی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سکھائی گئی اور مشرکین کی طرف سے داخل کی گئی توہمات اور رسوم و شرک و بدعت سے مناسک حج کو پاک کر کے خالص سنت ابراہیمی کی تعلیمات اللہ پاک نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمائی اور خود آپ نے اپنے صحابہ کو حج کی ادائیگی کے مناسک عملی طور پر سکھائے اور اسی طرز پر ان کی ادائیگی قیامت تک جاری رہے گی اور حج مقبول صرف اسی طریقہ یعنی سنت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق ادائیگی سے ہی ہوگا۔ اس لیے کوشش یہ ہونی چاہیے کہ تمام ارکان، واجبات نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقہ کے مطابق ادا کیے جائیں۔ تا کہ حج مقبول ہو کر جزائے جنت کا باعث بنے۔

آج کا دور امت مسلمہ کے لیے بڑا نازک دور ہے، یہ دور فتنوں کا دور ہے، اس میں ایمان کو بچانے کے لیے بڑی احتیاط کی ضرورت ہے۔ یہ ابتلاء و آزمائش کا دور ہے اس میں ایمان پر قائم رہنا اور

حق کا ساتھ دینا کانٹوں پر چلنے کے برابر ہے یہ دجال کے فتنے اور دجل کا دور ہے توبہ واستغفار کثرت سے کرنے اور دجال کے فتنہ سے بچنے کے لیے دعا گو رہنا چاہیئے ۔

اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ ۔

احادیث شریفہ کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ظہور دجال میں زیادہ وقت باقی نہیں ۔ ہر چند کے ان باتوں اور صحیح وقت کا علم اللہ پاک کے سوا کسی کے پاس نہیں ، تاہم کچھ علامات احادیث کے ذریعہ بتائی گئی ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ دجال کے فتنۂ عظیم کا وقت بہت قریب آ چکا ہے ۔ اور روئے عالم میں مسلمان کے لیے مشکل ترین وقت آن لگا ہے ۔ اس میں دجال کے فتنہ اور ٹریپ سے بچنے کے لیے بہت احتیاط کی ضرورت ہے اور وہ صرف اللہ پاک کی رحمت سے ہی ممکن ہے ۔ لہذا ہم سب کو اسی کی طرف رجوع کرنا چاہیئے ۔ دجال کی طاقت اور معجزات کے سامنے عام مسلمان بے بس نظر آئے گا اور اس طرح اکثریت اس کے دجل و فریب میں مبتلا ہو کر اس کے پیچھے لگ جائے گی اور اس میں اپنی عافیت سمجھے گی ۔ حالاں کہ یہ اس کی ابدی بربادی ہوگی ۔ دجالی قوتوں کا غلبہ کمزور ایمان والوں کو اپنے گھیرے میں اس طرح لے لے گا کہ وہ اس سے فرار کا کوئی رستہ نہیں پائیں گے ۔ بلکہ اس کے ساتھ چلنے کو عقل وحکمت اور مصلحت ودانائی سمجھ بیٹھیں گے ۔ اور دجال کے مخالفوں کو نا سمجھ اور کوتاہ اندیش کہیں گے لیکن ایمان والے اس وقتی آزمائش اور صعوبت کو اللہ کی توفیق سے برداشت کریں گے اور دجال کے فریب میں پھنسنے سے بچ سکیں گے ۔ دجال کو یہ قوت حاصل ہوگی کہ کسی کو مار کر زندہ کر دے ۔ اس کے پاس دنیا کی قوت اور خزانے ہوں گے مشرق ومغرب جائے گا ایسے ایسے معجزات دکھائے گا کہ دنیا متأثر

ہوگی اور خدائی کا دعویٰ کرے گا اس کو سب مان لیں گے مگر ایمان والے انکار کریں گے اور انھیں سخت اذیت دے گا اللہ کی توفیق سے ہی ایمان والے صبر و استقامت سے سب ظلم برداشت کریں گے ۔ حضرت امام مہدی کا ظہور اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ایمان والوں کو اپنے جھنڈے تلے جمع کرنے کے بعد فتنۂ دجال سے بامر ربانی نجات دلائے گا۔

اکثر علامات صغریٰ ظاہر ہو چکی ہیں، اب آخری علامات قبل ظہور مہدی اور خروج دجال کا ظہور قریب آن لگا ہے۔

آج جو فتنے ظاہر ہو رہے ہیں اور جو فتنے کر رہے ہیں وہ اپنے آپ کو امن اور صلح کے پیغمبر ظاہر کرتے ہیں ملاحظہ ہو سورۂ بقر آیت ۱۱: ﴿وَ إِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُونَ وَ لٰكِنْ لَّا يَشْعُرُونَ﴾

”اور جب ان سے کہا جائے زمین میں فساد مت پھیلاؤ، تو کہتے ہیں ہم تو امن پسند ہیں۔ ہاں، ہاں! وہی لوگ فسادی ہیں، مگر انھیں کچھ احساس نہیں۔“

دجال کا خاصہ بھی یہی ہوگا کہ وہ چیزوں اور باتوں سے دھوکہ دے گا جس کو وہ اچھا کہے گا، وہ بری ہوگی اور جو وہ آگ دکھائے گا وہ گلزار ہوگی، اور جو گل زار دکھائے گا وہ نظر گل زار آئے گی لیکن در حقیقت وہ آگ ہوگی اس طرح ظاہری معجزات اور طاقت دیکھ کر اکثر لوگ اس کے دھوکے میں پھنس جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کے دھوکے سے بچائے اور ایمان پر صبر و استقامت عطا فرمائے۔

حج کے دوران حاجی جن باطنی مشاہدات اور ظاہری تجربات سے گزرتا ہے ان سے اس کا

ایمان یقین محکم میں بدل جاتا ہے اور اس کے تمام شکوک اور اشکال خود بخود دور ہو جاتے ہیں جن تجلیات ربانی کا احساس وادراک حج کے دوران ہوتا ہے ان کے اظہار و بیان کی طاقت نہیں ہوتی اندر ہی اندر انسان کے فہم و عقل اور قلب و روح کو ایسی ایمانی اور روحانی تسکین ملتی ہے جسے صرف محسوس کیا جا سکتا ہے ان احساسات و مشاہدات کو مخفی ہی رہنا چاہیے مبادا ان کے اظہار سے کہیں دعویٰ پارسائی، ریا کاری بن کر ساری سعادت کو غارت کر دے۔ ایک حاجی کو یہ درجہ صرف اس کے اخلاص، عاجزی اور غیر مشروط اطاعت کے باعث ملتا ہے کہ وہ سب کچھ ترک کر کے اللہ وحدہ لاشریک لہ کی کبریائی کا اعلان کرتا ہے " لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَ النِّعْمَةَ لَكَ وَ الْمُلْكُ لَا شَرِيْكَ لَكَ " کی صدا لگاتا ہوا۔ شعائر اللہ کا مشاہدہ کرتا ہوا دنیا کی ہر چیز سے بے فکر اپنے مالک کے رو برو حاضری کی دھن میں بیت اللہ شریف کی زیارت و طواف، صفا اور مروہ کی سعی کے بعد منیٰ اور پھر عرفات اور مزدلفہ کی وادیوں میں رضائے الٰہی ڈھونڈتا پھرتا ہے اور دیوانہ وار مناسک کی ادائیگی میں لگا رہتا ہے۔ اور چھ دن اس حالت میں بسر کرتا ہے کہ نہ آرام کا خیال، نہ کسی مادی فائدے کا سوال نہ ہی کھانے کی فکر بس ایک ہی فکر کہ مالک کی اطاعت و رضا کی منزلیں ادا ہو جائیں اور حج مقبول ہو جائے۔

حج کے دوران سب سے اہم درس یہ ملا کہ مسلمان کے ہر عمل کی بنیاد حکم الٰہی کی اطاعت یعنی قرآن پاک پر بطریقۂ سنت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہونی ازبس ضروری ہے۔ اللہ پاک کے ہاں صرف وہ عمل مقبول ہے۔ جو قرآن و سنت کے معیار پر پورا اترتا ہو نہ کہ ذاتی خواہش یا رائے کے معیار پر، قرآن و سنت کا جو عملی نمونہ اللہ کے رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چھوڑا اور جس کا عمل

جماعت صحابہ نے جاری رکھا اور فقہائے اربعہ نے خاص توفیق ربانی سے جن امور کی تشریح و تعبیر قرآن و سنت کی روشنی میں کردی وہی معیار عمل ہے۔ سلف و صالحین کے عمل کو چھوڑ کر ہوائے نفس کے تحت نئے نئے طریقے نکالنا اور لاحاصل فضول بحثوں میں امت کو الجھانا اور تقسیم کرنا صریح ضلالت و گمراہی ہے۔ اہل سنت والجماعت کا مسلک یہی رہا ہے۔ یعنی قرآن پاک کے احکامات پر عمل نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت پر عمل اور جماعت صحابہ کا عمل ہی مقبول ہے۔ اور یہی معیار حق ہے جس کی تصدیق و تائید تمام فقہاء اور علمائے حق نے کی ہے۔ وہ علماء جنھوں نے اس معیار سے ہٹ کرک اپنی آراء سے نئے نئے مسلک اور طریقے جاری کیے وہ سب مردود اور غیر مقبول ہیں۔ قبل از اسلام عرب حالاں کہ طواف و سعی بھی کرتے تھے، عرفات میں بھی جاتے تھے، مگر ان کے جانے کا طریقہ اور شعائر و مناسک کی ادائیگی اپنے ہوائے نفس کے تحت تھی۔

حج وہی مقبول اور مبرور ہے جس کے ارکان واجبات اس طریقہ پر ادا کیے جائیں جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اختیار کیا، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے برخلاف مناسک حج کی ادائیگی مردود ٹھہرے گی۔

یہ دور طرح طرح کے فتنوں کا ہے، دین حنیف وہی ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے مطابق ہے، نماز وہی مقبول ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقہ پر ادا کی جائے۔ حدیث شریف ہے۔ ''صَلُّوْا کَمَا رَأَیْتُمُوْنِیْ أُصَلِّیْ '' یعنی نماز ایسے ادا کرو جیسے مجھے ادا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ (سنن دارقطنی، کتاب الصلاۃ، باب فی ذکر الامر بالاذان، حدیث نمبر ۹۱۷)

چنانچہ صحابہ کرام نے نماز سے لیکر ہر ہر عمل کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقہ پر ادا کر کے ہمارے لیے عمل کو آسان کر دیا اور اس طرح فقہائے اربعہ یعنی علمائے سلف نے خیر القرون میں قرآن و سنت کی تعلیمات اور صحابہ کے عمل کو چن چن کر جمع کر دیا اور جو بھی مقبول و معروف صورتیں اور طریقے تھے ان کو نہایت اخلاص اور دیانت داری سے رقم کر دیا۔ اور ہماری راہنمائی کے لیے اصول و قواعد مرتب کر دیے تا کہ ہم اپنے اعمال میں غلطی کے ارتکاب یا ہوائے نفس کے شکار ہونے سے بچ جائیں۔ اور بعد میں آنے والے فتنوں سے بچ جائیں اور ہدایت کے راستے پر قائم رہیں تا کہ ہمارے اعمال مقبول ہوں۔

ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہر خطبے میں یہ الفاظ فرمائے ہیں: ''خَیْرُ الْحَدِیْثِ کَلَامُ اللّٰہِ وَ خَیْرُ الْھَدْیِ ھَدْیُ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰہِ۔'' سب سے اچھا کلام اللہ کا کلام ہے اور سب سے اچھا طریقہ محمد رسول اللہ کا طریقہ ہے۔

جہاں تک فقہاء کرام کا تعلق ہے انھوں نے اولاً ان مسائل شریعت جن کے متعلق واضح نصوص قرآن وحدیث موجود ہیں ان کی تشریح فرمائی۔ ثانیاً وہ مسائل جو اسلامی سلطنت کی وسعت اور مختلف تہذیب وتمدن کے افراد اور اقوام کے قبول اسلام سے پیدا ہوتے ہیں اور جن کے متعلق قرآن و حدیث میں واضح نصوص موجود نہ تھیں۔ ان کو قرآن وسنت اور عمل صحابہ کی روشنی میں فقیہانہ انداز میں حل کیا۔ تدوین فقہ کا کام اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص توفیق سے فقہائے اربعہ کے ذریعہ امت اسلام کے لیے کرا دیا ۱۴ صدیاں گزرنے کے باوجود فقہائے اربعہ علم کے اس ارفع مقام پر آج بھی کھڑے ہیں جس کی خاک کو بھی آج کے بڑے سے بڑے علماء نہیں پہنچ سکتے۔ فقہائے اربعہ پر پوری امت کا اجماع ہو گیا

اور یہ اجماع امت سب کے لیے حجت کا باعث بن گیا۔

یوم عرفہ کو ظہر و عصر کی قصر و جمع و تقدیم یعنی ظہر اور عصر کے دو دو فرض جماعت کے ساتھ علیٰحدہ علیٰحدہ اقامت کے ساتھ ادا کرنے کے بعد غروب آفتاب تک وقوف کے دوران استغفار اور ذکر و تسبیحات اور دعاؤں میں ہر کوئی مصروف و مشغول رہتا ہے۔ میں اپنے خیمے سے باہر تسبیح پر استغفار کر رہا تھا کہ تین سعودی نو جوان میرے پاس آئے دعا و سلام کے بعد میرے ہاتھ میں تسبیح دیکھ کر اسے بدعت کہا کہ ہاتھ کی انگلیوں پر ذکر و استغفار کرو کیوں کہ قیامت کے دن انگلیوں کے پوروں پر ذکر الٰہی کا نور چمکے گا، میں نے اس موضوع پر ایک حدیث پڑھی تھی اور فرض نماز کے بعد اکثر ذکر و تسبیحات دائیں ہاتھ کی انگلیوں کے پوروں پر کرتا ہوں اور لمبے اذکار تسبیح پر اور یہ جائز ہے۔ اس لیے کہ صحابہ کبھی کنکروں اور کبھی کھجور کی گھٹلیوں پر ایسا کرتے تھے۔ اسی دوران میری ملاقات مدینہ منورہ کے شیخ علیان سے ہوگئی انھوں نے بھی بتایا تسبیح کا استعمال کثرت ذکر کے لیے جائز ہے یہ بدعت کے زمرہ میں نہیں آتی۔ اصول حدیث پر مزید بحث کرتے ہوئے انھوں نے کہا کہ ذاتی خواہش کے مقابلے میں کمزور حدیث کو ترجیح دینے کا مسلک بہتر ہے۔ تاہم وہ معاملات جو قرآن و سنت کی نصوص سے واضح نہ ہوں ان کے متعلق فقہائے امت کی مسلسل اور اجتماعی رائے پر عمل ضروری ہے۔ سلف صالحین کے عمل کو مدنظر رکھنا بہتر ہے ۔ ہر مسلمان کی نیت صرف عمل مقبول کی ہونی چاہیئے اور فکر کرنی چاہیئے کہ اس کا عمل قرآن و سنت کے معیار پر پورا اترے۔

منیٰ میں اسلامی یونیورسٹی مدینہ منورہ کے ڈاکٹر سعود الخلف سے بھی ملاقات رہی۔ انھوں نے

بھی ظہور مہدی اور نزول عیسیٰ (علیہ السلام) کے متعلق کھل کر بات کی۔ اور اسے عقیدۂ اہل سنت و الجماعت قرار دیا۔

منیٰ میں عبداللہ جیلانی سے بھی ملاقات ہوئی۔ وہ مدینہ شریف میں قیام پذیر ہیں اور شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے ہیں۔ میرے ساتھ گفتگو کرتے ہوئے کہنے لگے کہ انڈیا پاکستان کے لوگ شیخ عبدالقادر جیلانی کے نام پر ان کی تعلیمات کے برعکس بعض تصرفات کرتے ہیں، تاہم ان کی شیخ سے محبت قابل قدر ہے۔ کاش لوگ ان کی کتابیں پڑھیں اور غلط باتوں سے بچیں اور بدعات کو شیخ عبدالقادر جیلانی سے منسوب نہ کریں ہمارے گروپ میں میرے سوا سارے مدینہ شریف کے تھے جو میرے ساتھ بڑے اکرام سے پیش آتے رہے۔ ہر ایک کی کوشش رہی کہ مجھے کوئی تکلیف نہ ہو ہم سب کی کہ خواہش تھی کہ حج کے مناسک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے عین مطابق ادا ہوں تاکہ حج مقبول ہو سکے۔ ایام تشریق میں آخری دن جلدی والے لوگوں کے لیے چھوٹ ہے۔ مگر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سارے دن منیٰ میں قیام فرمایا۔ اور یہ سنت ہے افضل یہی ہے کہ سنت نبوی کے مطابق سارے ایام تشریق منیٰ میں ہی گزارے جائیں اور ایک دن کے لیے جلدی نہ کریں۔ اس کا اجرو ثواب بہت زیادہ ہے اور اس طرح حج کی کوئی سنت باقی نہیں رہتی۔ چنانچہ ہمارے گروپ کے سب لوگ آخری دن تک منیٰ میں قیام پذیر رہے اور پھر طواف افاضہ و وداع کے لیے روانہ ہوئے۔ طواف افاضہ اور وداع کی ادائیگی پر دل مطمئن تھا کہ حج کے تمام ارکان واجبات اور سنن ادا کرنے کی اللہ پاک نے توفیق عطا فرمائی۔ اللہ پاک کا شکر ادا کیا، کہ اس نے اپنے خاص فضل سے حج کی ادائیگی کی توفیق دی۔

جس طرح اسلام ایک آفاقی مذہب ہے جو تمام جن وانس کے لیے ہے، چاہے وہ جس ملک میں ہوں، یا جس نسل ورنگ کے ہوں، نبیٔ برحق حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی خاص قوم یا خطے کے لیے نہیں بلکہ پوری انسانیت کے لیے پیغام حق دے کر بھیجے گئے، یہ پیغام حق نہایت سادہ مگر بلیغ ہے، جو انسان کو خدائے واحد لاشریک لہ کے سوا تمام معبودوں سے آزاد کر کے ایک خدا کو ماننے اور بلا شرکت غیرے اس کی عبادت کرنے اور اسی کے سامنے جھکنے اور اسی سے مانگنے والوں کی ایک امت میں پرو دیتا ہے۔ جہاں سب کو برابری اور مساوات کا درجہ ملتا ہے اور ہر ایک کو برابر موقع ملتا ہے کہ وہ خدائے واحد لاشریک لہ کے سوا کسی سے نہ ڈرے اور جتنا ڈرے وہ صرف خدا سے ڈرے اور نیکی وتقویٰ کی روش اختیار کرے، کیوں کہ اللہ پاک کے ہاں اگر کوئی معزز ہوسکتا ہے تو وہ صرف نیکی وتقویٰ کو اختیار کر کے ہوسکتا ہے۔ نیک اعمال اور عبادت اپنی ہوائے نفس اور خواہش کے تحت نہیں بلکہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت اور طریقہ پر کرنے سے اللہ پاک کے ہاں کامیابی اور عزت کا حقدار ہوگا۔ حج کے دوران اسلام کی عالمگیریت اور آفاقیت اور حقیقی مساوات کے مظاہرے عملی طور پر نظر آتے ہیں۔ کوئی اور مذہب اور نظریہ اس کی نذیر اور مثال پیش نہیں کرسکتا۔ نہ ہی حج کے سفر جیسی کوئی اور مثل مل سکتی ہے۔ حج کا سفر خاص اللہ کی رضا حاصل کرنے اور اطاعت کرنے کا سفر ہے۔ یہ سفر بڑی برکتوں اور رحمتوں کا سفر ہے اور اس سفر کے مسافر کی بڑی سعادت ہے اور بڑے نصیب کی بات ہے۔

یہاں محسوس ہوا کہ حج کی ادائیگی کے طریقہ کو باقاعدہ ترتیب سے لکھ دیا جائے تاکہ قارئین میں سے جنھوں نے حج کی سعادت ابھی حاصل نہیں کی اور اب ایسا کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں ان کو

طریقۂ حج کے سمجھنے میں مدد مل سکے۔ گو کہ گزشتہ صفحات میں اس کا تذکرہ موجود ہے۔

ذیل میں ڈاکٹر انصرام علی صاحب کا مرتبہ خاکہ پیش کر رہا ہوں:

حج کا پہلا دن ۸/ذی الحجہ	حج کا دوسرا دن ۹/ذی الحجہ	حج کا تیسرا دن ۱۰/ذی الحجہ	حج کا چوتھا دن ۱۱/ذی الحجہ	حج کا پانچواں دن ۱۳/ذی الحجہ	حج کا چھٹا دن ۱۴/ذی الحجہ
مکہ سے منیٰ کو روانگی	فجر کی نماز منیٰ میں ادا کر کے عرفات کو روانگی	مزدلفہ میں فجر کی نماز کے بعد منیٰ کو روانگی	منیٰ میں رمی کرنا زوال کے بعد سے	منیٰ میں رمی کرنا زوال کے بعد سے	منیٰ میں رمی کرنا زوال کے بعد سے
منیٰ میں آج کے دن	ظہر کی نماز عرفات میں پڑھنی ہے	پہلے	پہلے	پہلے	پہلے
ظہر	وقوف عرفات	بڑے شیطان کو رمی	چھوٹے شیطان کی	چھوٹے شیطان کی	چھوٹے شیطان کی
عصر	عصر کی نماز عرفات میں پڑھنی ہے	پھر	پھر	پھر	پھر
مغرب	مغرب کے وقت مغرب کی نماز پڑھے بغیر مزدلفہ کو روانگی	قربانی کرنا	درمیانے شیطان کی	درمیانے شیطان کی	درمیانے شیطان کی

عشاء پڑھنی ہے	مغرب اور عشاء کی نمازیں عشاء کے وقت مزدلفہ میں ادا کرنی ہیں۔	پھر	پھر بڑے شیطان کی	پھر	پھر
رات میں قیام	رات مزدلفہ میں قیام کرنا ہے۔	سر کے بال منڈانا یا کترانا	رمی کرنا ہے	بڑے شیطان کی	بڑے شیطان کی
		پھر	طواف زیارت اگر کل نہیں کیا تھا تو آج کرلیں	رمیٰ کرنا	رمیٰ کرنا
		طواف زیارت کو مکہ جانا	رات منیٰ میں قیام	طواف زیارت اگر نہیں کیا تھا تو آج مغرب سے پہلے ضرور کرلیں۔	طواف زیارت اگر نہیں کیا تھا تو آج مغرب سے پہلے ضرور کرلیں۔
		رات منیٰ میں قیام		۱۲رذی الحجہ کو اگر قیام کا ارادہ ہے تو کنکریاں زوال سے پہلے ماری جا سکتی ہیں۔	

طریقۂ حج

حج ادا کرنے کے تین طریقے ہیں: جنھیں حج تمتع، حج قیران، اور افراد کے نام دیے گئے ہیں۔

حج تمتع: یہ حج ان کے لیے ہے جو حج سے کم از کم دس دن پہلے بیت اللہ شریف میں داخل ہونے کا ارادہ رکھتے ہوں اور حج کے ارادہ سے سفر پر نکلے ہوں ایسے لوگوں کو میقات سے احرام پہن کر عمرہ کی نیت کرنی چاہیئے اور عمرہ کرنے کے بعد احرام اتار دیں اور پھر ۸/ ذوالحجہ کو احرام حج کی نیت سے باندھ لیں، حج تمتع کرنے والوں کے لیے قربانی کرنا واجب ہے۔ باقی سارا طریقہ ایک جیسا ہے۔

حج قیران: اس میں احرام عمرہ اور حج دونوں کی نیت سے باندھا جائے گا اور حج کی تکمیل کے بعد احرام کھولا جائے گا، اس میں قربانی ضروری ہے اس کے لیے سعی صرف ایک ہے، چاہے پہلے طواف یا آخر میں طواف وداع کے ساتھ کر لے۔

حج افراد: اس میں احرام صرف حج کی نیت سے باندھا جاتا ہے اور طواف وسعی کے بعد ۸/ ذو الحجہ کو ظہر سے قبل منیٰ پہنچنا اور پھر حج کے تمام مناسک ادا کرنا، اور طواف افاضہ و وداع ایک ساتھ کرنا اس کا احرام جمرۃ العقبہ یعنی پہلے روز بڑے شیطان کو کنکر مارنے کے بعد سر کے بال کتروانے یا کٹوانے کے بعد کھولا جائے گا۔ قربانی واجب نہیں۔

عمرہ کا طریقہ

میقات پر پہنچ کر یا اگر میقات کے قریب قیام ہوا تو سب سے پہلے غسل کیا جائے، غیر ضروری بال اور ناخن وغیرہ کاٹ لیے جائیں، خوشبو ہو سکے تو لگائی جائے، پھر مرد احرام باندھ لیں، عورتیں، اپنے باپردہ لباس میں رہیں، اور عمرہ کی نیت کر لی جائے اور پھر تلبیہ کہیں ” لَبَّیْكَ اللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَ النِّعْمَةَ لَكَ وَ الْمُلْكُ لَا شَرِیْكَ لَكَ “ مرد ان کلمات کو بلند آواز سے کہیں اور عورتیں آہستہ آواز میں۔ اس طرح یہ تلبیہ کہتے رہیں اور درمیان میں دوران سفر استغفار اور ذکر الٰہی میں مشغول رہیں۔ غیر ضروری گپ شپ سے پرہیز رکھیں، مکہ مکرمہ پہنچ کر اگر وضو کی ضرورت ہو تو کر لیں اور پھر سب سے پہلے کعبہ شریف کا سات چکروں کا طواف کریں۔ طواف کا ہر چکر حجر اسود کے سامنے جہاں جگہ ملے پٹی سے ” بِسْمِ اللّٰہِ، اللّٰہُ أَکْبَرُ “ سے شروع کریں اور ہر چکر وہیں ختم کریں۔ طواف کے چکر کے دوران ذکر و تسبیحات اور دعائیں کرتے رہیں۔ پوری توجہ اللہ پاک کی طرف رکھیں اور ہر چکر کے اختتام پر یہ دعا پڑھیں۔ ﴿رَبَّنَا آتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةٌ وَّ فِی الْآخِرَةِ حَسَنَةٌ وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾ حجر اسود کو آج کل بوسہ دینا بہت مشکل ہے اس لیے ہاتھ سے اشارہ ہی کر لیں، دوسروں کا خیال رکھیں اور دھکم پیل سے اجتناب کریں، جب سات چکر مکمل کر لیں تو مقام ابراہیم ﴿وَ إِذْ جَعَلْنَا الْبَیْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَ أَمْنًا وَّ اتَّخَذُوْا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِیْمَ مُصَلًّی وَ عَهِدْنَا إِلٰی إِبْرَاهِیْمَ وَ إِسْمَاعِیْلَ أَنْ طَهِّرَا بَیْتِیَ لِلطَّآئِفِیْنَ وَ الْعَاكِفِیْنَ وَ الرُّكَّعِ

السُّجُوْدِ ﴾ ''اور جب ہم اس گھر کو (کعبہ) لوگوں کے لیے مرجع اور امان بنایا اور مقام ابراہیم کو نماز گاہ بناؤ اور ہم نے ابراہیم و اسماعیل کو تاکید کر دی ہے کہ میرا گھر طواف والوں اور اعتکاف والوں اور رکوع و سجود والوں کے لیے خوب ستھرا کر دو'' یا جہاں بھی جگہ مل سکے دو رکعت ادا کریں۔ اس کے بعد سعی کرنے کے لیے صفا پہاڑی پر جائیں اور قبلہ رخ ہو کر اللہ کی ثناء کے ساتھ دونوں ہاتھ اٹھا کر تین بار اللہ اکبر کہیں اور دعا کریں اپنی دعا کو تین بار دہرائیں کہ یہ سنت طریقہ ہے اور یہ تین بار پڑھیں:

''لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَ لَهُ الْحَمْدُ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ صَدَقَ وَعْدَهٗ وَ نَصَرَ عَبْدَهٗ وَ هَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهٗ'' رش کی صورت میں ایک بار ہی پڑھ لیں۔

پھر سعی شروع کریں۔ یعنی صفا سے مروہ کی طرف چلیں درمیان میں سبز لائٹوں کے درمیان دوڑیں، اور یہ الفاظ کہیں ﴿إِنَّ الصَّفَا وَ الْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ ...﴾ مروہ پہاڑی پر پہنچ کر اللہ کی حمد و ثناء بیان کریں اور تکبیر کہیں۔ اور پھر صفا کی طرف چل پڑھیں، سبز لائٹوں کے درمیان دوڑیں، اس طرح دونوں طرف کے کل سات چکر مکمل کریں جو مروہ پر مکمل ہوں گے۔ ذکر، تسبیحات اور دعائیں مانگیں اور پھر سر کے بال منڈوا یا کتروا لیں، اور احرام اتار کر عام کپڑے پہن لیں، عورتیں سر کے کسی حصہ سے معمولی سے بال کاٹ لیں، اس طرح عمرہ مکمل ہو گیا۔

مکہ شریف میں قیام کے دوران طواف جب بھی چاہیں کرتے رہیں، طواف کعبہ شریف کے سات چکر مکمل کرنے سے ہو جاتا ہے۔

طواف کعبہ کے چکروں کے دوران مختلف دعائیں اور تسبیحات جو یاد ہوں کرتے رہیں۔

حج تمتع کا طریقہ

جو لوگ حج سے پہلے مکہ شریف میں داخل ہوئے اور انھوں نے عمرہ کر لیا تھا اور ان کی نیت حج تمتع کی تھی تو ان پر حج یوم نحر کو قربانی ضروری ہوگی۔ اگر اس کی استطاعت نہیں رکھتے تو چاہیئے کہ یوم عرفہ سے پہلے تین روزے رکھ لیں اور سات روزے بعد میں اپنے وطن پہنچنے پر رکھیں اور ایسا کرنا واجب ہے۔

حج تمتع کی نیت والے ۸/ذوالحجہ کو دوبارہ احرام باندھ کر حج کی نیت کر کے طواف وسعی کر کے منی کی طرف روانہ ہو جائیں اور ظہر کی نماز سے لیکر ۹/ذوالحجہ کی فجر کی نماز تک منیٰ میں قیام کرنا اور طلوع آفتاب تک ذکر الٰہی میں مشغول رہنا، ظہر عصر اور عشاء کی نمازیں قصر کرنا، ۹/ذوالحجہ کو طلوع آفتاب کے بعد تلبیہ کہتے ہوئے عرفات کی طرف سفر کرنا اور وادیٔ عرفات میں ظہر وعصر کی نمازیں امام صاحب کی اقتداء میں قصر وجمع تقدیم کے طریقہ پر ادا کرنا، خطبہ سننا اور غروب آفتاب تک عرفات میں وقوف کرنا اور ذکر الٰہی میں مصروف رہنا یوم العرفہ حج کا رکن اعظم ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اَلْحَجُّ عَرَفَةٌ یعنی عرفہ ہی حج ہے۔ ''لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰـهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ، لَهُ الْمُلْكُ وَ لَهُ الْحَمْدُ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ'' کا ذکر کرنا افضل ہے غروب آفتاب کے بعد نماز مغرب پڑھے بغیر مزدلفہ کی طرف تکبیرات اور تلبیہ کہتے ہوئے کوچ کرنا اور وادی مزدلفہ پہنچ کر مغرب اور عشاء کی

نماز قصر وجمع تاخیر کے اصول کے تحت باجماعت ادا کر کے کھلے آسماں تلے رہنا اور فجر کی نماز وہاں ادا کرنا اور مشعر الحرام پر ذکر ﴿فَإِذَا أَفَضْتُمْ مِنْ عَرَفَاتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ﴾ (سورۃ البقرۃ:۱۹۸) ”تو جب عرفات سے پلٹو، تو اللہ کا ذکر کرو مشعر حرام کے پاس“ ودعا کے بعد واپس منیٰ کی طرف جانا، منیٰ پہنچ کر وہاں ایام تشریق کے دوران منیٰ میں ہی وقوف وقیام کرنا، منیٰ پہنچ کر جمرۃ العقبہ یعنی بڑے شیطان کو سات کنکریاں مارنا یا رمی کرنا یہ رمی طلوع آفتاب کے بعد سے لیکر غروب آفتاب یا آدھی رات تک کی جاسکتی ہے۔ وادی محسر یا مقام عذاب اصحاب فیل سے تیزی سے گزر جانا اسی دن کو یوم نحر یا قربانی کرنے کا دن بھی کہتے ہیں۔ جن پر قربانی واجب ہو وہ قربانی کریں، بال منڈوا کر یا کتروا کر احرام کھول لیں اور عید منائیں۔ عام کپڑے پہن لیں اگر چاہیں تو کعبہ شریف جا کر طواف افاضہ کریں۔ ﴿فَإِذَا قَضَيْتُمْ مَنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ آبَائَكُمْ أَوْ أَشَدَّ ذِكْرًا فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ.﴾ ”پھر جب تم اپنے حج کے مناسک پورے کر چکو، تو اللہ کا ذکر کرو جیسے اپنے باپ دادا کا ذکر کرتے تھے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ تو جو کوئی یوں کہتا ہے اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں دے، اور آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں۔“ لیکن رات منیٰ میں ہی گزارنی ہوگی، ایام تشریق تین ہیں۔ ان تینوں دنوں میں منیٰ میں قیام کرنا ضروری ہے اور ہر روز زوال کے بعد تینوں شیطانوں کو ۷،۷ کنکریاں ماری جائیں پہلے چھوٹے شیطان سے شروع کر کے آخر میں بڑے شیطان کو کنکر ماریں اور کنکریاں مارنے سے پہلے تکبیرات کہیں کل ۷۰؍کنکریاں مارنی ضروری ہیں دو چھوٹے شیطانوں کو ایام تشریق یعنی تین روز روزانہ ۷،۷

کنکریاں مارنی ہیں۔ بوڑھے، کمزور بیمار اور عورتیں جو معذور ہوں، وہ کیل کے ذریعہ کنکریاں مار سکتے ہیں اور وہ لوگ جو کسی مجبوری کے باعث جانے کی جلدی میں ہوں وہ دو دن ایام تشریق کے منیٰ میں قیام اور رمی سے فارغ ہو کر جا سکتے ہیں لیکن افضل اور سنت نبوی تیسرے روز کے قیام کے بعد رمی سے فارغ ہو کر جانا ہے۔ اور جب بھی جائیں مغرب سے پہلے منیٰ سے نکلنا ضروری ہے۔ ورنہ منیٰ میں قیام ضروری ہے۔ اس طرح منیٰ کے قیام اور رمی سے فارغ ہو کر بیت اللہ شریف جانا، اور طواف افاضہ اور وداع مکمل کرنے کے بعد گھروں یا وطن کو لوٹنا چاہیئے۔ طواف افاضہ اور وداع ایک ساتھ نیت کر کے ایک ہی بار میں کیے جا سکتے ہیں، طواف افاضہ اور وداع کے بعد کعبہ شریف کی زیارت اور اللہ پاک کا شکر ادا کرنا، دعائیں مانگنا، زمزم پینا سب مستحب ہے۔

دوران عرفہ اگر ہو سکے تو مسجد نمرہ کے اندر بھی جائیں اور دو نفل ادا کریں، لیکن رش کے باعث زحمت نہ اٹھائیں اسی طرح اگر ہو سکے تو مسجد الخیف میں بھی جائیں جو منیٰ میں ہے مگر بے حد رش رہتا ہے اس لیے اپنی اور دوسرے لوگوں کی سہولت کا خیال رکھیں۔

دوران حج کوشش رکھیں کہ ذکر الٰہی، استغفار، تسبیحات تلبیہ اور تکبیرات میں وقت گزرے، دنیاوی گفتگو اور گپ شپ سے اجتناب کریں، اللہ سے گناہوں کی معافی مانگیں اور جو دین و دنیا کی حاجتیں اور ضرورتیں وہ مانگیں اپنے والدین اور عزیز و اقارب مرحومین کی مغفرت کے لیے دعائیں مانگیں اور اللہ پاک کی طرف توجہ رکھیں، اور باوضو رہیں اور دوسروں کو ایذا یا تکلیف نہ دیں صبر اور اخلاق اور دوسروں حاجیوں کے اکرام و امداد کو اپنا شعار بنائے رہیں۔

مناسک حج کی ادائیگی کے بعد شدت اور کثرت سے ذکر کریں اور دعائیں مانگیں۔ البقرہ ۲۰۰۔ ﴿فَإِذَا قَضَیْتُم مَنَاسِکَکُمْ فَاذْکُرُوا اللّٰهَ کَذِکْرِکُمْ آبَائَکُمْ أَوْ أَشَدُّ ذِکْرًا﴾

بقرہ آیت ۱۹۷: ﴿فَمَنْ فَرَضَ فِیْهِنَّ الْحَجَّ فَلاَ رَفَثَ وَ لاَ فُسُوْقَ وَ لاَ جِدَالَ فِی الْحَجِّ وَ مَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ فَإِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ.﴾ ''تو جو کوئی حج کی نیت کرے تو نہ کوئی فحش کلامی کرے اور نہ کوئی گناہ اور نہ کسی سے جھگڑا حج کے وقت تک اور تم جو کچھ بھی بھلائی کرو اللہ اسے خوب جانتا ہے۔''

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مسجد الحرام یعنی کعبہ شریف میں ایک نماز کی ادائیگی ایک لاکھ نماز کی ادائیگی سے افضل ہے۔ اور میری مسجد یعنی مسجد نبوی میں ایک نماز کی ادائیگی دوسری جگہ ایک ہزار نماز سے افضل ہے۔ (ابن ماجہ و مسند احمد)

زیارت مدینہ منورہ

حج کے فریضہ سے فراغت کے بعد یا حج کی ادائے گی سے پہلے وقت کی مناسبت کے مطابق مدینہ منورہ کا سفر اس نیت سے کے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر اطہر کی زیارت اور صلاۃ و سلام کے لیے اور آپ کی مسجد میں نماز کی ادائیگی کے لیے حاضری بڑی سعادت اور خیر و برکت کا باعث ہے۔ یہ سفر مسنون ہے مسجد نبوی میں ایک نماز کا ثواب مسجد بیت الحرام کے علاوہ باقی مساجد کے ہزاروں نماز سے افضل ہے۔ اس کا مسنون طریقہ یہ ہے۔

مسجد نبوی میں داخل ہوتے وقت پہلے دایاں پاؤں اندر رکھیں اور یہ دعا پڑھیں: ’’ بِسْمِ اللّٰہِ وَ الصَّلَاۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ‘‘ پھر ’’ اللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ ‘‘

مسجد نبوی شریف میں داخل ہو کر سب سے پہلے دو رکعت تحیۃ المسجد کی نیت سے ادا کریں، کوشش کریں کہ ریاض الجنہ میں دو رکعت ادا کریں اگر وہ جگہ نہ ہو تو جہاں بھی جگہ ملے دو رکعت ادا کریں پھر روضہ قبر نبوی شریف پر حاضر ہو کر نہایت ادب و احترام سے قبر شریف کی طرف رخ کر کے کھڑے ہو جائیں اور دھیمی آواز سے ’’السَّلَامُ عَلَیْكَ أَیُّھَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ ‘‘ پھر کوئی بھی مسنون صلاۃ و سلام دھیمی آواز میں پڑھیں اور اچھا ہے کہ یہ بھی کہیں ’’اللّٰھُمَّ آتِ سَیِّدَنَا مُحَمَّدٍ الْوَسِیْلَۃَ وَ الْفَضِیْلَۃَ وَ ابْعَثْہُ الْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ الَّذِیْ وَعَدْتَہٗ ، اللّٰھُمَّ اجْزِہٗ عَنْ أُمَّتِہٖ أَفْضَلَ الْجَزَاءِ ‘‘ پھر حضرت ابوبکر صدیق کی قبر پر ’’ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا أَبَا بَکْرٍ وَرَحْمَۃُ اللّٰہ وَ

بَرَکَاتُہٗ'' اور اسی طریقہ سے حضرت عمر فاروق کی قبر مبارک پر بھی سلام کریں۔ ''السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَرَحْمَةُ اللهِ وَ بَرَكَاتُهٗ'' اس کے بعد قبلہ رو ہو کر اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجات اور مرادیں مانگیں، دعائیں کریں۔

مسجد نبوی شریف اور قبر مبارک پر حاضری کے وقت ادب واحترام کا دامن ہرگز نہ چھوڑیں، اور نہ ہی اپنی آواز اونچی کریں کیوں کہ اللہ پاک نے اس کا سختی سے حکم دیا ہے ذراسی کوتاہی یا گستاخی تمام اعمال کی غارت کا باعث ہوسکتی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پردہ فرمانے کے بعد بھی آپ کی وہی تعظیم وتوقیر اور ادب واحترام واجب ہے جو آپ کی حیات ظاہری میں تھا، قرآن میں سورۂ حجرات کی آیات ۲ تا ۴ ملاحظہ ہوں۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَ أَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ. إِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ أُوْلٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَّأَجْرٌ عَظِيْمٌ. إِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ.﴾

''اے ایمان والو! نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی آواز سے اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اور نہ یہی بلند آواز سے ان کی بارگاہ میں باتیں کرو جس طرح تم ایک دوسرے سے چلا کر بات کرتے ہو۔ مبادا تمھارے اعمال ہی سلب کر لیے جائیں اور تمھیں اس کا احساس تک نہ ہو۔ بے شک جو لوگ اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے سامنے اپنی آوازیں نیچی رکھتے ہیں، ان کے دل اللہ تعالیٰ نے تقویٰ

کے لیے آزمالیا ہے۔ انہیں کے لیے مغفرت اور اجر عظیم ہے۔ بلاشبہ جو لوگ آپ کو حجروں کے پیچھے سے بلاتے ہیں، اکثر لوگ بے عقل ہیں۔‘‘

مدینہ منورہ میں موجودگی میں نمازیں مسجد نبوی شریف میں جماعت کے ساتھ ادا کریں، اور جتنا وقت بھی ہو سکے وہاں گزاریں نوافل ادا کریں، قرآن پاک کی تلاوت کریں، ذکر الٰہی اور درود شریف پڑھتے رہیں اس کے علاوہ اگر ہو سکتے تو ۴۰ر نمازیں وہاں ادا کریں تا کہ زیادہ سے زیادہ ثواب حاصل کر سکیں۔ اگر ایسا کر لیں تو بہتر ہے، ہو سکتا ہے یہ ثواب آپ کی زندگی بھر کی نمازوں کا نعم البدل ہو جائے، لیکن اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ انسان فرض نمازیں پڑھے ہی نہ اور سمجھے کہ وہ جا کر ۴۰ نمازیں مسجد نبوی میں پڑھ لے گا، ایسا سمجھنا جہالت ہے۔

اس کے علاوہ وضو کر کے مسجد قبا جائیں اور نوافل ادا کریں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود بھی ایسا کیا اور امت کو بھی اس کی ترغیب دی۔ اس مسجد کا بھی بڑا اہم مقام ہے۔

اہل البقیع کی قبور کی زیارت کریں، جن میں اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت امام حسن، حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر صحابہ کرام کی قبور شامل ہیں، پھر شہدائے احد اور حضرت حمزہ کی قبروں کی زیارت کریں کیوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی ایسا ہی کیا اور اپنے صحابہ کو بھی ایسا کرنے کی تعلیم دی اور فرمایا کہ جب ان قبور کی زیارت کرو تو یہ کہو ’’ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَ الْمُسْلِمِينَ ، وَ إِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ نَسْأَلُ اللّٰهَ

لَنَا وَ لَكُمُ الْعَافِيَةَ ۔ (مسلم)

ان کے علاوہ مسجد قبلتین اور مسجد خندق کی زیارت کرنے سے اسلام کے اولین ایام کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ مدینہ منورہ آج ایک جدید شہر بن چکا ہے جہاں فائیو سٹار ہوٹل، ماڈرن شاپنگ سینٹر اور تقریباً تمام عالمی طور پر معروف سٹورز کی برانچیں موجود ہیں۔ راقم ذاتی طور پر ان تمام جدید دنیاوی اور مغربی انداز کی مدینہ منورہ میں موجودگی کے حق میں نہیں۔ لیکن آج کی مسلمان اکثرت اس کو ترقی اور سہولت کا نام دے کر اسے لائق تحسین سمجھتی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت کا سارا مدینہ طیبہ آج مسجد نبوی میں داخل ہو چکا ہے۔ اور شاہ فہد کے توسیعی پروگرام کے تحت مسجد نبوی کو ایک شاندار جدید اور بڑی وسیع و عریض عمارت میں منتقل کیا جا چکا ہے۔ جس کی تزئین و آرائش اور ماڈرن سہولتوں پر بے پناہ دولت خرچ کی جا چکی ہے۔ غسل خانوں، صفائی اور ائیر کنڈیشن کا قابل تعریف نظام قائم ہے۔ وسیع و عریض پارکنگ، عورتوں کے لیے علیحدہ وسیع ایریا اور آب زمزم کی فراہمی اور زائرین و نمازیوں کی سہولت اور خدمت میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی گئی ہے۔ لیکن تکلیف دہ بات یہ ہے کہ مسجد نبوی شریف کے اردگرد بڑے بڑے ہوٹل قائم ہونے سے عام غریب زائرین پر بہت بڑا مالی بوجھ پڑ گیا۔ راقم پہلی مرتبہ ۱۹۷۹ میں مکہ شریف اور مدینہ شریف گیا تو رات بسر کرنے کے لیے عام سا کمرہ ۲۰،۱۰ ریال میں مل جاتا تھا جبکہ آج کی ہوٹل ۵۰۰ ریال سے ۲۰۰۰ ریال ایک رات کے وصول کرتے ہیں کیا ہی اچھا ہوتا اگر سعودی حکومت مکہ شریف اور مدینہ شریف کے اردگرد کی تمام عمارتوں کو وقف بنا کر حاجیوں اور زائرین کو سستی رہائش فراہم کرتی، آج کے ہوٹل کے مالک عالمی شہرت کے بڑے ہوٹلوں سے فرنچائز حاصل

کر کے حاجیوں اور زائرین سے امریکہ اور یورپ کے ریٹ وصول نہ کرتے۔ ان ہوٹلوں کے اندر رسٹورنٹ بھی بہت بڑے بڑے بل حاجیوں اور زائرین سے وصول کر رہے ہیں، ہماری سعودی حکومت سے درخواست ہے کہ وہ اس صورت سے نپٹنے کے لیے کوئی نئی پالیسی بنائے اور ان تمام ہوٹلوں کو وقف بنا دے۔

مکہ شریف میں انٹر کنٹینینٹل ہوٹل کی بلڈنگ کعبہ شریف سے بھی اونچی کر دی گئی ہے ارد گرد کے لالچی ہوٹل والوں کی بلند بلڈنگوں کے باعث کعبہ شریف اب باہر سے نظر ہی نہیں آتا۔ اس کے برعکس کعبہ شریف سے یہ ہوٹل اور ان کے سائن بورڈ نظر آتے ہیں۔ اس صورت حال کا بھی سعودی حکومت کو نوٹس لینا چاہیے۔ سعودی حکومت کے قابل تعریف اقدامات اور خدمات پر ہوٹل والوں نے کاروباری اور مالی لالچ میں پانی پھیرنے کی کوشش کی ہے۔

بلاشبہ حج کے انتظامات، حرمین شریفین کی شاندار توسیع و تزئین و آرائش اور عوامی سہولتوں وضو خانوں، غسل خانوں، صفائی، پینے کے لیے آب زمزم کی بکثرت فراہمی، قرآن پاک کے بکثرت نسخوں کی فراہمی، سیکورٹی اور ائیر کنڈیشن نظام جیسے اقدامات اور خدمات قابل تحسین و تعریف ہیں، سیکورٹی والوں کے لیے اگر متبادل اسلامی یونیفارم کا انتظام بھی کر دیا جائے تو اس سے بھی دنیا بھر سے آئے ہوئے زائرین اور حاجیوں پر اچھا اثر پڑے گا مغربی طرز کی پتلون، بوشرٹ اور ٹوپی میں ملبوس سیکورٹی یا پولیس والے حرمین شریفین میں ڈیوٹی کے لیے سعودی مسلمان سیکورٹی فورس سے زیادہ مسلمان مخالف پولیس سیکورٹی فورس کا تاثر دیتی ہے۔ اگر یہ خاص فورس عام سعودی طرز کا خاص طور پر اس مقصد کے لیے ڈائزین کیا گیا سبز رنگ کا لباس یا کسی بھی اور رنگ کا لباس پہنیں تو اس سے وہ عام زائرین پر زیادہ

بہتر اثر چھوڑ سکیں گے۔

مسجد نبوی شریف اس وقت قریب کی پہاڑیوں یا فضا سے ایک سفید رنگ کا بہت بڑا قلعہ نظر آتی ہے۔ مدینہ منورہ کی حدود تقریبا ۱۰ رکلومیٹرک ہے اور کوئی غیر مسلم مدینہ منورہ کی حدود میں داخل نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح حرم مکی کی حدود میں بھی کوئی غیر مسلم داخل نہیں ہوسکتا۔ سعودی حکومت نے ان حدود کا باقاعدہ تعین کر کے مسلم ور غیر مسلم راستوں کو حرمین شریفین سے الگ کر دیا ہے۔ اور اسکے واضح بڑے بڑے بورڈ حدود کے آغاز سے قبل ہی آویزاں ہیں۔

ایک حدیث کے مطابق دجال حرمین شریفین میں داخل نہیں ہو سکے گا۔ جب مدینہ شریف کا رخ کرے گا تو حدود حرم سے باہر ایک پہاڑی پر سے دجال مسجد نبوی کو دیکھ کر کہے گا کہ وہ سفید قلعہ ''مسجد احمد'' ہے۔

حرمین شریف سے بڑھ کر امن اور احترام، برکت وفضیلت والا روئے زمین پر اور کوئی خطہ نہیں جہاں بیت المقدس کی فضیلت اور برکت بھی مسلمہ ہے۔ اوران تین مقدس مقامات کا سفر بڑی سعادت و برکت کا باعث ہے۔ بیت المقدس اس وقت یہودیوں کے قبضہ میں ہے۔ جس کی آزادی کے لیے فلسطین کے مسلمان گزشتہ ۶۰ رسال سے جانی قربانیاں دے رہے ہیں۔ آج مسلمانوں کے ۵۷ مما لک ہیں۔ لیکن وہ ایک اسرائیل کے سامنے بے بس ہیں۔ مسلمانوں کی اس بے بسی کی پیش گوئی نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث سے واضح ہے۔ آخری زمانے کی علامات میں سے یہ بھی ایک علامت ہے۔ قیامت کے وقت کا حتمی علم اللہ پاک کی ذات کے سوا کسی کو نہیں، تاہم بعض علامات

صغریٰ اور علامات کبریٰ کا ذکر صحیح احادیث سے ملتا ہے اور ان کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ علامات صغریٰ ظاہر ہو چکی ہیں۔ اور علامات کبریٰ کا ظہور بہت قریب آ لگا ہے۔ عراقی جنگ اور عراق کے عالمی حصار اور حالیہ افغانستان میں رونما ہونے والے واقعات اور پوری دنیا اور امریکہ کے خوف سے مسلمان حکمرانوں کا امریکی قیادت میں اتحاد بھی اسی سلسلہ کی کڑیاں ہیں آج امریکی قیادت میں مسلم و غیر مسلم حکومتیں مٹھی بھر راسخ العقیدہ مسلمان مجاہدوں کے خلاف بغیر کسی ثبوت کے صف آراء ہیں۔ اور امریکہ نے طاقت کا وہ استعمال کیا ہے جو اس کے اپنے قانون کے مطابق بھی جرم ہے یہ بات معجزہ سے کم نہیں کہ امریکہ کے کئی سالوں کی دن رات کی انتہائی طاقت ور اور ظالمانہ بمباری کے باوجود وہ ان مجاہدوں کے ایمان و یقین میں کوئی لغزش نہیں پیدا کر سکی، امریکہ اور اس کے اتحادی تمام قومی اور بین الاقوامی قوانین اور جنگی کنونشنز کی کھلی خلاف ورزیاں کر کے افغانستان سے قیدی بنائے گئے ان مجاہدوں کو انتہائی غیر انسانی طریقے سے حیوانوں کی طرح ہاتھ پاؤں باندھ کر اور آنکھوں پر پٹیاں باندھ کر جہازوں میں ڈال کر ۱۸ر گھنٹے کے سفر کے بعد ایک دور دراز کیوبا کے ساحل پر واقع ایکسرے کیمپ میں جانوروں کی طرح بند کر دیا، وہاں پہنچ کر ان بے بس اور مظلوم مجاہدوں نے کسی کمزوری کا اظہار نہیں کیا۔ بلکہ پہلی بات یہ پوچھی کہ مشرق کس طرف ہے تا کہ وہ نماز ادا کر سکیں امریکہ کے غیر انسانی اور غیر قانونی سلوک پر خود امریکہ کے ہی کچھ غیر مسلم اٹھ کھڑے ہوئے اور انھوں نے ان مظلوم مجاہدوں کے حق میں آواز اٹھائی اور پھر اس آواز میں یورپی بھی شامل ہو گئے، مگر کسی مسلم حکمراں کو ان مسلمانوں کے حق میں ایک لفظ بھی کہنے کی توفیق نہیں ہوئی۔ اللہ کے یہ مجاہد تمام ظلم اور سختیاں نہایت صبر و استقامت سے جھیل رہے

ہیں اس لیے کہ ان کا مقصد صرف اللہ پاک کی رضا ہے اور وہ اپنی جانین اور مال اللہ کو دے چکے ہیں ان کا مقصد اللہ کے لے جینا اور مرنا ہے۔ راہ خدا میں شہادت ان کا مقصود ہے دنیا کی زندگی ان کے لیے اللہ پاک کی اطاعت کے بغیر عبث اور فضول ہے۔ یقیناً یہ وہ اللہ کے بندے ہیں جن کے دلوں پر اللہ اپنی سکنیت نازل فرماتا ہے۔ آج امریکی اور تمام غیر مسلم ان کی جرأت اور استقامت پر حیرت زدہ ہیں۔ اور ان سے اب بھی خوف زدہ ہیں۔ راقم نہ تو کسی طالبان سے واقف ہے نہ شیخ اسامہ یا ملا عمر سے واقف ہے۔ کئی برسوں سے پاکستان بھی نہیں گیا ان دونوں مجاہدوں کے نام برٹش اور امریکی میڈیا سے سنے اور اسی میڈیا کی تصویر کشی بلکہ ان مجاہدوں اور ان کے ساتھیوں کی کردار کشی ہی مغربی اور امریکی میڈیا سے سنتا اور دیکھتا رہا۔ حتی کہ ۱۱ ستمبر ۲۰۰۱ کے امریکی مرکز پر حملے اور اس کے بعد کے واقعات نے ایک عام عقل سلیم رکھنے والے کی طرح حالات و واقعات کے تجزیہ پر مجبور ہو گیا۔ ایک وکیل بغیر کسی ثبوت کے موقف سے اتفاق نہیں کر سکتا، چنانچہ راقم ایک قانونی دماغ کے ساتھ امریکی الزامات اور موقف کو سنتا رہا اور پھر ان کا یہ موقف کہ انھیں شیخ اسامہ بن لادن پر شبہ ہے کہ یہ سارا اس کا کرایا ہے۔ راقم نے قانون میں یہ پڑھ رکھا تھا کہ شک کا فائدہ ملزم کو ملتا ہے اور کوئی شخص شک کی بنیاد پر عدالت میں ٹرائل کے لیے نہیں بھیجا جا سکتا۔ اسی اصول پر برطانیہ کی عدالتیں IRA والوں کو بڑے بڑے الزامات اور سنگین مقدمات میں سے بری کرتی رہیں، حتی بعض کیسوں میں جہاں سزا ہو گئی تھی نظر ثانی کر کے سزا یافتہ لوگوں کو نہ صرف بری کیا گیا بلکہ غیر قانونی حراست میں رہنے کا بھاری معاوضہ بھی دیا گیا۔ اور اس طرح انصاف و قانون کی لاج رکھی گئی ان حالات میں راقم اور تقریباً ۹۰ فیصد مسلمانوں اور ۷۰ فیصد غیر

مسلموں کو صرف شبہ کی بنیاد پر ایک شخص کو پناہ دینے پر پورے ملک پر طاقت ور بموں سے حملہ کر کے ہزاروں بے گناہ سویلین کو قتل کرنا اوران کے گھر بار تباہ کر دینا کسی اصول وقانون اور انصاف کے مطابق نظر نہ آیا۔ افغانستان کے حکمران ثبوت مانگتے ہی رہے کہ ان کی حکومت بزور طاقت ختم کر دی گئی ٦/ ماہ گزرنے کے باوجود طالبان اور مجاہدین کے در بدر ہو جانے اور انڈر گراؤنڈ چلے جانے کے باوجود امریکہ کوئی اخلاقی یا قانونی جواز فراہم نہیں کر سکا، وہ بے پناہ طاقت کے نشے میں مدہوش ہے اور دنیا اس کے خوف میں خاموشی میں سلامتی سمجھتی ہے۔ حکومتیں اپنی خیر منانے میں امریکہ کے سامنے بے بس ہیں، کسی کو جرأت نہیں کہ امریکہ کو ٹوک سکے، صرف چند انفرادی آوازیں چند باضمیر لوگوں کی دبی دبی ہیں جن کو نہ میڈیا اہمیت دیتا ہے اور نہ عالمی ضمیر۔ عالمی ضمیر پر جس طرح کی برف پڑی ہے یہ انسانی تاریخ کا ایک تازیانہ یا ٹریجڈی ہے۔ انسانی تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ جب بھی کوئی طاقت بدمست ہو کر ظلم کو اپنا معمول بنالے تو پھر ربانی طاقت حرکت میں آتی ہے۔ نمرود نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ہاتھ پاؤں باندھ کر آگ میں پھینک دیا تھا، وہ تو معجزہ ربانی سے بچ گئے مگر نمرود اپنے آخری انجام سے نہ بچ سکا، فرعون نے تو اپنی طاقت کو حضرت موسیٰ سے بچانے کے لیے تمام بچے قتل کرا دیے مگر طاقت ربانی نے اسی کے ہاتھوں حضرت موسیٰ کی پرورش کرائی، موسیٰ تو بچ گئے مگر خدائی طاقت کا دعوے دار فرعون اپنی ساری طاقت کے باوجود نہ بچ سکا۔

آج دنیا بھر میں مسلمان کے خون سے ہولی کھیلی جا رہی ہے لیکن مسلمان کے خلاف امریکہ کو کوئی دہشت گرنظر نہیں آتا۔ اسرائیلی شیرون نہتے فلسطینیوں کو مہاجر کیمپوں پر F16 سے حملے کر کے

روزانہ قتل کر رہا ہے، ان کی بستیاں بل ڈوز کر رہا ہے۔ مگر امریکہ کو وہاں بھی کوئی ظلم نظر نہیں آتا، بلکہ اسے مکمل سپورٹ فراہم کر رہا ہے پاکستان کی تقریبا تمام مذہبی تنظیموں کو امریکہ نے دہشت گرد قرار دے کر پاکستان کی ملٹری حکومت سے انھیں کرش کروا دیا ہے لیکن انڈیا میں ہندو دہشت گرد اور نسل پرست نازی تنظیموں کی طرف سے مسلمانوں کے قتل عام پر بالکل خاموش ہے۔ گجرات کی حالیہ مسلم کش مہم پر امریکہ کو کوئی دہشت گرد نظر نہیں آتا۔ امریکہ اپنی اس طرح کی پالیسی سے مسلمانوں کو سزا دے سکتا ہے مگر خود بھی اس ظالمانہ پالیسی کے انجام سے نہیں بچ سکتا۔ ایک وقت تھا جب سلطنت روما کے سامنے کوئی پر نہیں مار سکتا تھا، پھر فارس کی طاقت بھی بڑے عروج پر رہی، خود برٹش ایمپائر کی وسیع و عریض طاقت کا یہ عالم تھا کہ اس کی سلطنت سے سورج کبھی غروب نہیں ہوتا تھا اور اب سورج مکمل طور پر طلوع نہیں ہوتا، امریکہ خود برطانیہ کے خلاف جنگ آزادی میں مصروف تھا، جنگ عظیم دوم کے بعد دنیا کی چودھراہٹ برطانیہ نے قرضے تلے دب کر امریکہ کے حوالے کی۔ ۱۲؍سال قبل تک روس سے امریکہ خطرہ محسوس کرتا تھا آج روس ٹکڑے ٹکڑے ہو چکا ہے امریکی طاقت کے نشے میں اتنے مدہوش نہ ہوں اور یہ سوچیں کہ دنیا کی طاقتوں سے بالاتر طاقت عالم اخفاء میں موجود ہے جس کے سامنے بڑی بڑی طاقتیں بے بس ہوتی رہیں، اس لیے امریکہ انسانی حقوق اور اخلاقی اقدار کو مزید پامال کرنا چھوڑ دے ورنہ اپنے منطقی انجام سے جلد دوچار ہوگا، ہاتھی نے چیونٹی پر حملہ کر کے اسے بے در کر دیا مگر اسے ختم نہیں کر سکا امریکہ کا افغانستان پر حملہ ہاتھی کا چیونٹی پر حملہ تھا جس پر کسی خوش منانے یا فخر کرنے کا کوئی موقع نہیں، امریکہ نے طاقت کے جوش اور غصے میں انسانی، اخلاقی اور قانونی اقدار کو پامال کر کے دنیا کو بے بس اور بے چین کر

دیا ہے۔ آج دنیا میں امریکہ مظلوم نہیں ظالم بن کر ابھرا ہے۔ ۱۱ ستمبر کی ہمدردی امریکہ کے خلاف دنیا بھر میں نفرت میں بدل چکی ہے امریکی خوف میں دنیا کی حکومتیں خاموش ہیں۔ میڈیا اس کے کنٹرول میں ہے۔ اور امریکی دھمکی کے سامنے کسی کو کھڑا ہونے کا حوصلہ نہیں۔ اس سے یہ نتیجہ اخذ کرنا کہ دنیا امریکہ کے ساتھ ہے محض خود فریبی ہے۔ اس لیے کہ امریکہ نے کسی کو یہ چانس ہی نہیں دیا بلکہ کہا کہ یا آپ ہمارے ساتھ ہیں یا نہیں اگر ہمارے ساتھ نہیں تو ہمارے دشمن ہیں یا دوست یا دشمن تیسرا چوائس دنیا کے کسی ملک کے پاس نہیں اگر ہمارے ساتھ نہیں تو ہم حملہ کریں گے، ہر کسی نے یس سر کرنے میں ہی عافیت سمجھی، اب امریکہ یہ کیفیت کب تک برقرار رکھ سکتا ہے۔ ظاہر ہے سال دو سال سے زیادہ یہ دھمکی نہیں چل سکتی۔ وقت بدلتا ہے حالات بدلتے ہیں مفادات بدلتے ہیں دوست اور دشمن بدلتے ہیں، ظلم اور ظالم ہمشیہ نہیں رہ سکتے۔

بات آخری زمانے کی علامات کی ہو رہی تھی امریکی رویہ بھی آخری علامات میں سے ہی نظر آتا ہے۔ اس لیے جب دجال کا ظہور ہوگا تو جو طاقت اور کنٹرول اس کے پاس ہوگا امریکہ تو اس کا عشر عشیر بھی نہیں۔ پھر بھی امریکی طاقت کی دہشت نے بادشاہوں اور آمروں اور فوجی حکمرانوں تک کو بھی صرف ایک دھمکی سے ہم نوا بننے پر مجبور کر دیا کیا حال ہوگا دجال کی طاقت و دہشت کے سامنے اس کے پاس تو انسان کو گمراہ کرنے کے لیے معجزات بھی ہوں گے، دنیا بھر کے خزانے اس کے ساتھ ہوں گے شاید یہی وجہ ہوگی کہ انسانوں اور مسلمانوں کی اکثریت اس کو اپنا رب مان لے گی، تو تھوڑے سے ایمان والے ہوں گے جو بھی اس کی توفیق سے ہی دجالی طاقت سے ٹکرا سکیں گے اور اپنا ایمان بچا سکیں گے۔ تمام

واقعات وحالات کے مطابق دجال کا ظہور قریب آن لگا ہے اور ابھی جو کچھ ہو رہا ہے یہ اس کا ریہرسل معلوم ہوتا ہے اللہ پاک ہمیں فتنۂ دجال سے بچائے اور ایمانی قوت اور استقامت عطا فرمائے حق اور اہل حق کے ساتھ رکھے اور جب امام مہدی ظاہر ہوں تو دجال کے مقابلہ میں ان کے ساتھ ہوں اور جب نزول سیدنا عیسیٰ (علیہ السلام) ہو تو بھی انہیں کے ہمراہ ہوں، کیوں کہ نجات و ہدایت صرف اللہ کے گروہ کے ساتھ ہوگی نہ کہ دجال کے گروہ کے ساتھ۔ دجال کا غلبہ اور طاقت وقتی اور عارضی ہوگی اور اس کی طاغوتی قوت کا ساتھ دینے والے نامراد اور ناکام ہوں گے۔ حق ضرور غالب آئے گا۔ اور وہ نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق حضرت امام مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قیادت میں ساری دنیا پر حق غالب آئے گا۔ دجالی طاقتیں اپنے برے انجام کو ضرور پہنچ کر رہیں گی وقت مصائب اور مظالم اور طاغوتی قوتوں کے غلبہ و طاقت کے ذریعہ بھی اہل حق کو اللہ پاک آزماتے ہیں کہ یہ اپنے ایمان میں پکے ہیں یا لغزش کھانے والے۔ دراصل یہی طریقہ روز اول سے خدا تعالیٰ نے مختلف امتوں کے ایمان اور صدق و عمل کی آزمائش کے لیے رکھا تا کہ کھوٹا کھرا نکھر کر سامنے آجائے دنیا کی زندگی انسان کے لیے اللہ تعالیٰ کا امتحان اور آزمائش ہے سورۂ ملک کی ابتدائی آیات میں اللہ پاک نے اس کا کھل کر بیان فرمایا۔ اللہ پاک اپنی خاص توفیق سے ہمیں ہر آزمائش سے بچائے اور صبر و استقامت عطا فرمائے۔

مسجد نبوی کی چند دلچسپ اور خاص باتیں

ریاض الجنہ :

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''بَیْــنَ بَیْتِــیْ وَ مِـنْـبَرِیْ رَوْضَۃٌ مِنْ رِیَـاضِ الْجَنَّۃِ''

میرے گھر اور منبر کے درمیان کی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ یہ حدیث بخاری اور مسلم میں درج ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب الجمعہ، ابواب تقصیر الصلاۃ، حدیث نمبر ۱۱۵۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے مطابق نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان کی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور میرا ممبر حوض کوثر کے منہ پر ہے۔

اس سے ریاض الجنہ کی اہمیت وفضیلت اور برکت ثابت ہوتی ہے۔ اس لیے ہر زائر کو چاہیئے کہ بغیر دھکم پیل کے، ادب واحترام مسجد نبوی اور باقی نمازیوں اور حاضرین کا خیال رکھتے ہوئے مسجد شریف کے اس مقدس ترین حصہ میں نوافل ادا کریں توبہ استغفار کریں ذکر الٰہی کریں قرآن پاک کی تلاوت کریں درود شریف پڑھیں اللہ سے دعائیں مانگیں۔

ریاض الجنہ کا حصہ الگ رنگ کے کارپیٹ سے نمایاں کیا گیا اس وقت اس کا رقبہ ۲۲/میٹر لمبا اور ۱۵/میٹر چوڑا ہے۔

صفہ:

یہ حصہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت مسجد نبوی کے شمالی طرف ایک چبوترا سا تھا جو مسجد کے باہر تھا، اوران چند مہاجروں کے رہنے کے لیے استعمال ہوتا تھا جنھیں کوئی رہائش نہ مل سکی، ہجرت کے دوسرے سال قبلہ کی تبدیلی یعنی بیت المقدس سے کعبہ شریف کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرنے کے حکم کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس چبوترے پر عارضی سی چھت ڈلوائی، اس کی وجہ سے اس کا نام صفہ پڑا، اس کے مسکینوں کی تعداد بڑھنے لگی کیوں کہ مہاجرین اور کچھ دوسرے لوگ بھی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک رہ کر اسلام کی تعلیمات سیکھنا چاہتے تھے۔ اس طرح ایک وقت میں ۷۰ مسلمان یہاں مقیم رہتے تھے ان، کو اصحاب صفہ کہا جاتا ہے اور تقریبا ۶۰۰،۷۰۰ تک مسلمان مختلف اوقات میں یہاں مقیم رہ کر دین سیکھتے رہے، اسی لیے اس کو اسلام کی پہلی اقامتی یونیورسٹی بھی کہا جاتا ہے۔ اسلام میں حصول دین کی بڑی فضیلت ہے۔

سطوہ حنانہ :

حنانہ ستون یا سطوہ اس جگہ پر ہے جب بہت ابتدائی دنوں میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھجور کے ایک درخت سے سہارا لیکر خطبہ فرمایا کرتے تھے۔ بعد میں مسلمانوں کی تعداد بڑھنے پر صحابہ نے آپ کے لیے ممبر بنایا۔ پہلے جمعہ کے دن جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس نئے ممبر پر تشریف فرما

ہوئے تو کھجور کے درخت نے رونا شروع کیا، یہاں تک کہ مسجد میں موجود صحابہ نے اس کی آہ و بکا سنی اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ممبر سے نیچے اترے اور درخت کے پاس جا کر اپنے ہاتھ سے اسے پکڑا تو درخت خاموش ہوا۔ بعد میں حضرت عثمان کے دور خلافت میں جب مسجد نبوی شریف کی توسیع شروع ہوئی تو ابی بن کعب اسے اپنے گھر لے گئے، ایک دوسری روایت کے مطابق اسے اس جگہ دفن کر دیا گیا جہاں سطوہ حنانہ ہے۔ واللہ اعلم۔ تاہم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات میں سے آپ کا یہ معجزہ ہے۔ اس سطوہ کو سطوہ مصحف بھی کہا جاتا ہے۔ کیوں کہ جب حجاج نے قرآن پاک کے نسخے بنوا کر بڑے شہروں میں بھیجوائے تو وہ مصحف اسی سطوہ کے پاس صندوق میں ڈال کر رکھا گیا تھا۔

سطوہ عائشہ :

یہ ستون بھی ریاض الجنہ میں ہے۔ یہ حجرۂ مبارکہ جس میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آرام فرما ہیں، اس سے تیسرے نمبر پر ہے۔ اور آپ کے ممبر مبارک سے بھی تیسرے نمبر پر ہے۔ اسی جگہ پر مکے شریف کے مہاجرین آ کر جمع ہوتے تھے۔ اس لیے سطوہ مہاجرین بھی کہلاتا ہے۔ حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری مسجد میں ایک جگہ ایسی ہے کہ اگر اسکی فضیلت لوگوں کو معلوم ہو جائے تو وہ قرعہ ڈال ڈال کر وہاں نماز ادا کریں، صحابہ کرام نے بعض سے سیدہ عائشہ سے وہ جگہ معلوم کرنا چاہی مگر آپ نے نہ بتائی بعد میں کسی نے دیکھا کہ ان کے بھتیجے عبداللہ بن زبیر ان کے پاس کھڑے ہوئے اور پھر اس جگہ نماز پڑھنی شروع کی اس سے خیال ہوا کہ حضرت عائشہ نے عبد

اللہ بن زبیر کو وہ جگہ بتائی جہاں وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود بھی تبدیلی قبلہ کے بعد اسی جگہ سے فرض نماز پڑھائی۔ حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت زبیر، حضرت عبداللہ بن زبیر اور حضرت عامر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی اسی جگہ نماز پڑھتے تھے اس لیے یہ باور کیا جاتا ہے کہ یہ جگہ نمازوں اور دعاؤں کی قبولیت کا خاص مقام ہے۔

سطوہ ابو البابہ :

اسے سطوہ توبہ بھی کہتے ہیں۔ ابولبابہ کی توبہ اسی مقام پر قبول ہوئی۔ یہ بھی ریاض الجنہ میں ہے اور مشہور ہے کہ یہ وہ مقام ہے جہاں ابولبابہ کی توبہ قبول ہوئی تھی، ایک اور روایت کے مطابق محمد بن کعب نے بیان کیا کہ اسی جگہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عموماً نفل نماز ادا کرتے تھے، یہاں زائرین صلاۃ التوبہ اور نوافل ادا کرتے ہیں، امام ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں اس واقعہ کی تفصیل اس طرح لکھی ہے۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہودی قبیلہ بنو قریظہ کو معاہدہ کی خلاف ورزی اور بدعہدی کی وجہ سے محاصرہ کر لیا اور فرمایا کہ یہودی ثالث کا فیصلہ قبول کر لیں اور اس کے لیے سعد بن معاذ ثالث مقرر ہوئے محاصرہ کو اکیس دن گزر گئے تھے یہودیوں کی درخواست پر سعد بن معاذ کی جگہ ابولبابہ ثالث مقرر ہوئے ان کی اپنی جائداد اور فیملی کے افراد جو یہودی تھے، بنو قریظہ کے علاقہ میں تھے، اس لیے یہودی ان سے بہتر سلوک کی توقع رکھتے تھے۔ جب بنی قریظہ کے یہودیوں نے ان سے پوچھا کہ ان کا کیا بنے گا تو انھوں نے یہودیوں کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا راز بتا دیا جس کا انھیں بعد میں احساس ندامت

ہوا۔ اور اپنے آپ کو ندامت اور احساس گناہ کی وجہ سے مسجد نبوی کے باہر ستون سے باندھ لیا اور کہا کہ جب تک ان کی توبہ قبول نہیں ہوگی وہ اپنے آپ کو نہ کھولیں گے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب اطلاع ہوئی تو فرمایا کہ وہ سیدھا میرے پاس آ جاتا تو میں نے اس کے لیے معافی کی دعا کی ہوتی مگر اب یہ معاملہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے پاس ہے اور اللہ تعالیٰ سے ہی معافی کے فیصلے کا انتظار کرے۔ چنانچہ سات دن بعد فجر کے وقت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وحی موصول ہوئی کہ ابولبابہ کی توبہ قبول ہوگئی ہے ابولبابہ کو اطلاع ہوئی تو انھوں نے خواہش ظاہر کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انھیں کھولیں۔ چنانچہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے نماز فجر کے وقت ابولبابہ کو کھولا۔

یہ واقعہ ہمیں یہ سبق دیتا ہے کہ دین کے معاملے میں مسلمانوں کے بھروسہ اور اعتماد کو توڑنا سخت گناہ ہے اور ایسے گناہ کی توبہ کے لیے صحابیٔ رسول کو کتنی تکلیف اور ندامت اٹھانا پڑی۔

سطوة السرير Bed Column :

یہ وہ مقام ہے جہاں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعتکاف کے دوران اپنا بستر مبارک بچھاتے تھے، حضرت عمر بھی اعتکاف کے دوران اپنا بستر اسی مقام پر بچھاتے تھے۔ امام مالک اکثر اسی مقام پر بیٹھا کرتے تھے۔

سطوہ الحرس Gaurd Column :

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر کا دروازہ اسی طرف کھلتا تھا، جہاں سے نکل کر نبی صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد نبوی کے ریاض الجنہ میں تشریف فرماتے تھے۔ اسی جگہ حضرت علی، حضرت عباس اور دیگر صحابہ کرام نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بطور سیکورٹی گارڈ وقتاً فوقتاً ڈیوٹی انجام دیتے تھے۔ حتی کہ یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔ ﴿وَ اللّٰہُ یَعۡصِمُکَ مِنَ النَّاسِ﴾ ترجمہ: اللہ سبحانہ وتعالیٰ آپ کی حفاظت تمام انسانوں سے فرمائے گا۔ اس مقام پر بعض صحابہ اور دیگر کئی اہم حکمران شخصیات نماز ادا فرمایا کرتی تھیں، حضرت عائشہ کے مطابق مذکورہ بالا آیت کے نزول کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیکورٹی گارڈ کا نظام ختم فرمادیا۔

سطوۃ الوفود Delegate Column :

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس مقام پر مختلف وفود کو وصول کرنے اور ملاقات کرنے کی غرض سے اس مقام پر جلوہ افروز ہوا کرتے تھے۔ بعدازاں آپ کے صحابہ بھی اسی جگہ تشریف فرماتے تھے۔

امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت بیان فرمائی ہے کہ صحابہ کرام نماز مغرب کے وقت ان ستونوں کی طرف جاتے تھے تاکہ وہاں نماز ادا کرسکیں۔

ابن الحجر لکھتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد شریف کے تمام ستون اہم ہیں اور اکثر صحابہ نے وہاں نماز ادا کرنے کی کوشش کی۔ اس لیے ہر زائر کو چاہیئے کہ وہ کوشش کرے کہ وہاں نماز ادا کرے۔

یہ سارے ستون مسجد نبوی کا حصہ ہیں۔ اور ہر ایک کی تاریخی اہمیت بھی ہے۔ یہ سارے ستون

آج بھی اپنی اصلی جگہ پر قائم ہیں۔ مسجد نبوی کی توسیع مختلف ادوار میں ہوئی۔ لیکن یہ ستون اپنی جگہ سے کسی نے ہلانے کی کوشش نہیں کی۔ ترکی کی حکومت کے دوران مسجد نبوی کی توسیع کے موقع پر ایک ترک انجینئر نے ان ستونوں کی جگہ تبدیل کرنے کی تجویز پیش کی، جو تمام علماء نے رد کر دی کیوں کہ ان ستونوں کے ساتھ نہایت اہم واقعات منسلک ہیں۔ اور ان کی بڑی اہمیت ہے جو احادیث میں بھی مذکور ہے۔

محراب النبی ﷺ :

باب جبرئیل سے مسجد نبوی میں داخل ہوں، تو پانچواں کالم وہ جگہ ہے جہاں نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تبدیلی قبلہ سے قبل نماز کے لیے قیام فرماتے تھے۔ جب سورۂ بقر کی آیت نازل ہوئی ﴿فَوَلِّ وَجُهَکَ شَطُرَ الُمَسُجِدِ الُحَرَامِ﴾ (اپنا رخ مسجد الحرام کی طرف پھیرو۔)

تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز کے دوران اپنا رخ کعبہ شریف کی طرف پھیر لیا، اور اس کے بعد چند روز تک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عائشہ کے ستون کے پاس کعبہ شریف کی طرف رخ فرما کر نماز ادا فرمائی، اور پھر موجودہ محراب والی جگہ منتخب فرمائی اور اس مقام پر نماز ادا فرماتے رہے۔ آپ کی زندگی میں اور خلفائے اربعہ کے دور میں یہاں کوئی باقاعدہ محراب نہیں بنایا گیا حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اسی مقام پر محراب بنوایا اور یہ محراب نبوی مشہور ہوا۔ بعد میں سلطان قیطبائی نے ۹؍ ہجری میں محراب کی تجدید اور آرائش کرائی اور عربی میں عبارت لکھوائی اور حالیہ توسیع و تجدید مسجد نبوی کے دوران شاہ فہد بن ملک عبدالعزیز نے محراب کی تجدید اور تزئین کرائی۔

محراب تہجد Tahajjud :

یہ وہ مقام ہے جہاں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر نماز تہجد ادا فرماتے تھے آج کل اس مقام پر ایک پلیٹ فارم بنا دیا گیا اگر آپ باب جبریل سے مسجد شریف میں داخل ہوں تو یہ بائیں ہاتھ پر واقع ہے۔ اس مقام کی فضیلت اس وجہ سے ہے کہ یہاں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز تہجد ادا فرمائی۔ عیسیٰ بن عبداللہ کے مطابق جب رات کے وقت مہمان نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رخصت ہو جاتے تو آپ اپنا سجادہ (مصلیٰ) اس مقام پر بچھا دیتے اور نفل نماز ادا فرماتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ کر جب رمضان شریف میں لوگوں نے بھی نفل نماز ادا کرنی شروع کر دی تو آپ نے اچانک اپنا مصلیٰ اس جگہ سے اٹھا کر حجرہ شریف میں تشریف لے گئے صبح جب لوگوں نے آپ سے اس کے متعلق عرض کی ، تو فرمایا مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں رمضان شریف میں رات کی نفل نماز آپ پر فرض نہ ہو جائے اور یہ آپ کے لیے مشکل ہو کہ آپ اس نماز کو ادا کر سکیں۔

سلطان ملک قیطبائی نے توسیع وتجدید کے دوران اس محراب کی بھی تزئین کرائی اور اس کے اوپر تہجد کی قرآنی آیت سونے کے رنگ میں کندہ کرادی۔

محراب عثمانی :

یہ مقام آج بھی اسی جگہ موجود ہے۔ جہاں حضرت عثمان تیسرے خلیفہ راشد نماز پڑھایا کرتے تھے اور حضرت عمر بن عبدالعزیز نے مسجد نبوی کی تجدید و توسیع کے دوران اس جگہ محراب بنوایا، اسی محراب

سے آج کل نماز پڑھائی جاتی ہے۔

محراب حنفی :

یہ محراب ممبر کے مغربی طرف محراب نبوی کی لائن میں واقع ہے۔ مصر کے بادشاہ کے زمانہ میں شافعی امام نماز پڑھانے کے لیے مقرر ہوئے، جو فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھاتے تھے اسی طرح باقی نمازیں پہلے مالکی امام پڑھاتے اور پھر شافعی امام۔ ان حالات میں احناف مدینہ نے یہ محراب تعمیر کرایا۔ اور حنفی امام مقرر کیا، جو اس محراب سے نماز پڑھاتے تھے۔ جب شافعی امام نماز ختم کر چکتے، تو پھر حنفی امام اس محراب سے نماز پڑھاتے، تاہم تراویح کی نماز سب مل کر پڑھتے تھے۔ فرض نمازوں میں سب سے بڑی جماعت حنفی امام کے پیچھے ہوتی تھی۔

جب آل سعود نے سعودی حکومت بنائی تو انھوں نے کچھ عرصہ بعد غیر مقلد اپنے امام مقرر کر لیے اور حنفی، شافعی اور مالکی اماموں کو ہٹا دیا، گو کہ سرکاری طور پر حنبلی فقہ اپنائی گئی، مگر حالیہ سالوں میں نجد کے علماء جو اپنے آپ کو سلفی کہتے ہیں ان کا تمام مساجد پر کنٹرول ہو گیا ہے، اور انہی کے لوگ نماز پڑھا سکتے ہیں۔ مذاہب اربعہ یعنی حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی شیوخ کو نماز کی امامت کا حق نہیں رہا۔

تاہم حنفی محراب کی پہلے تزئین ترکی بادشاہ سلیمان نے کرائی اور حال میں ملک فہد بن عبد العزیز نے اس کی نئی تزئین و آرائش کرائی۔

قارئین کی اطلاع کے لیے یہ عرض کر دوں کہ جب کچھ وقت کے لیے شافعی، مالکی اور حنفی امام

علیحدہ علیحدہ جماعتیں کراتے تھے تو وہ باہم ایک دوسرے کے خلاف نہیں تھے، بلکہ علمی اور فقہی اختلاف رائے رکھتے تھے اپنے اپنے اوقات میں ایک جماعت ہو جانے کے بعد ہی دوسری جماعت کراتے تھے علمی اختلاف ذاتی دشمنی کا باعث نہیں بنتا تھا بلکہ وہ سب باہم ملتے اور احترام سے ایک دوسرے کو پیش آتے تھے۔

آج بھی مسجد نبوی کی لائبریریوں میں فقہائے اربعہ کی کتب موجود ہیں۔ بلکہ ہر ایک کے لیے ایک سیکشن بنا کر تمام متعلقہ کتب رکھ دی گئی ہیں۔ جن سے روزانہ سینکڑوں طالبان علم استفادہ کرتے ہیں۔

لاعلمی کے باعث بعض لوگ فقہاء کے متعلق غلط فہمی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ تمام فقہائے دین اسلام کے مبادیات پر مکمل متفق ہیں انھوں نے قرآن وسنت اور صحابہ کرام کے عمل کو سامنے رکھ کر درپیش مسائل کے جواب اور حل ابتدائی زمانہ میں ہماری آسانی کے لیے مدون فرمائے اور وہ فروعی مسائل جن کے بارے میں کوئی قطعی نص قرآن وحدیث سے نہ مل سکی ان کو حل کی، جو بھی علمی وعقلی صورتیں ان کے فہم میں آئیں، ان کو نہایت اخلاص اور دلائل کے ساتھ پیش کر دیا، ان فروعی معاملات میں کسی ایک امام کے مسلک کو اختیار کرنے میں ہی بہتری ہے۔ اس لیے کہ وہ خیر القرون کے دور کے ہیں پھر ان کے علم تقویٰ اور تزکیہ وعمل کے معیار پر ان سے بڑھ کر آج تک کوئی نہیں گزرا اور نہ ہی ان کے فہم دین سے بہتر کا کوئی دعوی کر سکتا ہے ان کا اخلاص وتقویٰ کسی دنیاوی فائدے یا عہدے سے آزاد تھا ان کی زندگیاں مال ودولت اور شہرت کے لیے نہیں بلکہ صرف اللہ اور رسول اللہ کی اتباع کا عملی نمونہ تھیں یہی وجہ ہے کہ ائمہ اربعہ کی تعبیر وتشریح پر امت کا اجماع ہو گیا۔ ایسا اجماع امت بعد کے کسی عالم یا گروہ پر نہ ہو سکا۔

منبر شریف :

مسجد نبوی کی تعمیر کے کئی سال بعد تک مسجد شریف کے اوپر چھت موجود نہیں تھی، اسی طرح کوئی باقاعدہ محراب اور منبر بھی موجود نہیں تھا۔ ابتداء میں حنانہ نامی کھجور کے درخت کے ساتھ ٹیک لگا کر آپ خطبہ فرمایا کرتے تھے، اس درخت کے بارے میں تفصیل پہلے گزر چکی ہے یہ آپ کا پہلا منبر شریف تھا۔

صحابہ کرام نے دربار نبوی میں یہ تجویز پیش کی کہ اگر اجازت ہو تو وہ آپ کے لیے ایک منبر تعمیر کردیں۔ جس کی اجازت مل گئی اس طرح آپ کے لیے منبر بنایا گیا۔

آٹھویں ہجری میں تین زینوں والا لکڑی کا منبر بنایا گیا، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیسرے زینے پر بیٹھے تھے۔ اسی منبر پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ ابوبکر دوسرے زینے پر بیٹھتے تھے اور حضرت عمر پہلے زینے پر بیٹھتے تھے۔ حضرت عثمان بھی چھ سال تک اسی طرح تشریف فرما ہوتے اور بعد میں تیسرے زینے پر بیٹھنا شروع کیا۔

امیر معاویہ کے زمانے میں نو زینوں والا منبر بنوایا گیا اور امیر و امام ساتویں زینے پر بیٹھتے۔ اور آج تک یہ رواج جاری ہے۔

۶۵۴ھ ہجری میں مسجد نبوی میں آگ لگ جانے سے منبر شریف جل گیا تو عین کے حکمران المظاہر نے ایک منبر بنوا کر مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں رکھوایا۔ جو دس سال تک استعمال میں رہا، یہ منبر مصر کے حکمراں الظاہر بیبرس کے بھیجے ہوئے منبر سے سال ۶۶۶ھ ہجری میں تبدیل ہوا۔ اسی طرح

سال ۷۹۷ھ ہجری میں الظاہر برقوق نے منبر بھجوایا اور سال ۸۲۰ھ ہجری میں المؤید نے جو سال ۸۸۶ھ ہجری میں دوسری مرتبہ آگ لگ جانے سے جل گیا۔ تو مدینہ شریف کے لوگوں نے اینٹوں سے نیا منبر بنوایا اور اس پر سفید رنگ کر دیا۔

سال ۸۸۸ھ ہجری میں سلطان الاشرف قیطبائی نے ماربل کا منبر بنوا کر بھیجا جو اینٹوں کے منبر کی جگہ رکھا گیا۔

سال ۹۹۸ھ ہجری میں سلطان مراد ثالث نے ماربل کا نیا منبر بنوا کر بھیجوایا۔ اس طرح ماربل کا پہلا منبر جو قیطبائی نے رکھوایا تھا وہ مسجد قبا میں رکھوا دیا گیا اور اس کی جگہ سلطان مراد کا منبر مسجد نبوی میں رکھوا دیا گیا یہ دونوں منبر آج تک موجود ہیں۔ سلطان مراد کا منبر بہت ہی خوب صورت اور اعلیٰ ترین ماربل کا بنا ہوا ہے اس کے بارہ زینے رکھے گئے جن میں سے تین اس کے دروازے سے باہر اور نو اندر ہیں۔ سعودی حکومت نے اس منبر کی صفائی اور پالش کا خاص اہتمام کر رکھا ہے اس منبر کے دروازے کے اوپر ۶/ اشعار عربی زبان میں لکھے ہوئے ہیں جن کے معانی کا خلاصہ یہ ہے کہ سلطان مراد نے یہ منبر یوم حساب کے دن جزا پانے کے لیے اور روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (ریاض الجنہ) میں رکھنے کے لیے بھیجوایا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کو اور بلند فرمائے جن کے واسطے تمام انسانوں کو ہدایت ملی۔ یہ منبر بڑے اخلاص سے بنوایا گیا ہے خدا تعالیٰ اس سے ہدایت کے متلاشیوں کو فیض یاب فرمائے۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منبر مبارک کی بڑی فضیلت ہے۔ آپ نے فرمایا میرے گھر اور

میرے منبر کا درمیانی حصہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ اس حصہ کو ”ریاض الجنہ“ کہا جاتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حدیث اس مقام پر آج بھی کندہ کی ہوئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مزید فرمایا۔ میرا منبر حوض کوثر کے اوپر ہے۔ اور یہ یوم حساب میں اسی جگہ یعنی حوض کوثر ہوگا۔ ابن حجر کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منبر شریف اصلی حالت میں یوم حساب کو حوض کوثر پر رکھا جائے گا۔ اور یہ اسی طرح دوبارہ بن جائے گا جس طرح باقی مخلوق یوم حساب کو دوبارہ پیدا کی جائے گی۔ امام احمد نے حضرت سہل بن سعد کی روایت سے بیان کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرا منبر جنت کا دروازہ ہے۔ ایک دوسری روایت ام سلمہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے منبر کا زینہ قدمی جنت کی سیڑھی کا ایک زینہ ہوگا۔

ابن سعد نے طبقات میں لکھا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے منبر کے پاس حلف اٹھانا جائز ہے۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کوئی میرے منبر کے پاس جھوٹا حلف اٹھائے گا وہ جہنم میں جائے گا۔

اسلام میں حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد کی بڑی اہمیت ہے۔ اس لیے بعض معاملات میں تائید اور تاکید کی طرح حلف اٹھا کر عہد و پیمان کرنا جائز ہے۔ لیکن جھوٹا حلف یا قسم اٹھانا سخت گناہ کا کام ہے اگر مسجد نبوی یا آپ کے منبر شریف کے پاس جھوٹا حلف یا قسم اٹھائی جائے تو یہ زیادہ گناہ کا باعث اور عذاب جہنم اس کا صلہ ہے۔ ہر مسلمان کو چاہیئے کہ وہ جھوٹ بولنے یا جھوٹا وعدہ کرنے اور جھوٹی قسم یا حلف اٹھانے سے باز رہے۔ اور اللہ سے ڈرے اس طرح کے جھوٹے عہد اور حلف سے دوسروں کو

نقصان پہنچتا ہے۔ ان سے دھوکہ ہوتا ہے اور حقوق العباد و حقوق اللہ دونوں کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔ جس سے دنیا اور آخرت دونوں کی خرابی ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد نبوی شریف سے جس مسلمان سوسائٹی اور پھر اسلامی حکومت کا آغاز فرمایا اور دس سالہ مدنی زندگی میں جس طرح قرآنی تعلیمات کا عملی نمونہ ہمارے لیے چھوڑا، وہ ہی دنیا اور آخرت کی کامیابی کی مشعل راہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا کی زندگی کو احکام خداوندی کے تابع بنانے کی نہ صرف الہامی تعلیمات سے نسل انسانی کو آگاہ فرمایا بلکہ اپنی اور اپنے تربیت یافتہ صحابہ کرام کی زندگیوں کا عملی نمونہ ہماری ہدایت کے لیے پیش فرمایا یہی دنیا کی کامیابی کا راستہ اور آخرت کی نجات کا ذریعہ ہے۔ جس کی تصدیق خود قرآن پاک ان الفاظ میں فرماتا ہے۔

﴿وَلَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ.﴾

تمھارے لیے رسول اللہ کی زندگی بہترین نمونہ ہے۔

آپ نے فرمایا:

’’عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَ سُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ۔‘‘

تمھارے اوپر میری سنت (میرا طریقہ اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء کی سنت (طریقہ) ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آخری ایام میں فرمایا اللہ کی کتاب اور میری سنت کو تھامے رکھنا کیوں کہ یہی ہدایت کا معیار ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقہ کے سوا ہر طریقہ باطل اور گمراہی ہے اور ہماری نجات کا صرف اور صرف یہی راستہ اور طریقہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام

اصحاب نے آپ کی کامل اتباع فرمائی۔ اور تمام مروجہ راستوں اور طریقوں کو بے چون و چرا چھوڑ دیا اور پوری طرح آپ کے طریقہ یعنی سنت کو عملی طور پر اپنایا اور دین و دنیا کے تمام معاملات میں ملکی اور قومی رسم و رواج کو مکمل طور پر ترک کیا۔ اور آپ کے قول و عمل کو اپنایا۔ آپ نے دنیا میں اپنے آخری ایام اور آخری ساعتوں میں بھی نماز کی ادائیگی پر زور دیا جب سے نماز فرض ہوئی پوری زندگی اللہ کے پیارے حبیب اور آخری نبی و رسول ہونے کے باوجود نہایت اہتمام سے نماز ادا فرمائی۔ اور آپ کے تمام صحابہ کا بھی یہی عمل رہا۔ اس لیے ہمیں بھی نماز کا اہتمام اپنے اوپر لازم رکھنا چاہیئے آج کے فتنوں کے دور میں کئی فرقے اور گروہ اپنی ہوائے نفس کے تحت نئے نئے طریقے گھڑ کر امت کو گمراہ کرنے کے در پے ہیں۔ جن سے بچنا اور دوسروں کو بچانا نہایت ضروری ہے۔ حق اور باطل کی پہچان کا معیار صرف کتاب و سنت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب سمجھ کر پڑھنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اس کے سیکھنے کے لیے کم از اتنی کوشش تو ہونی چاہیئے جو ہم دنیا کے علوم سیکھنے کے لیے کرتے ہیں۔ اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت مطہرہ اور ان کے جاں نثار صحابہ کرام کی زندگیوں کا مطالعہ کرنا اپنے لیے واجب کر لینا چاہیئے۔ تاکہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقۂ حق پر اپنی زندگیوں کو ڈھال سکیں۔ ہمیں یہ نہ صرف سمجھ لینا بلکہ یقین کر لینا چاہیئے کہ اللہ پاک کی کتاب، اس کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عملی زندگی یعنی سنت اور عمل اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر نہ کوئی حق ہوسکتا ہے نہ کوئی راستہ یا طریقہ ہوسکتا ہے اور نہ کوئی نظریہ اور فلسفہ ہوسکتا ہے۔ الہامی علم قرآن سے بڑھ کر کوئی علم حقیقی نہیں ہوسکتا۔ اور اللہ کے نبی اور رسول کے عمل سے بڑھ کر عمل کا کوئی طریقہ نہیں ہوسکتا۔ جس کا عملی نمونہ آپ نے اپنی زندگی میں اپنے

اصحاب کی جماعت کی عملی تعلیم وتربیت تزکیۂ نفس ہمارے لیے چھوڑا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت اور جماعت صحابہ کے عمل پر قائم جماعت ہی اہل سنت والجماعت ہے۔ اور یہی جماعت ناجی ہے۔

راقم الحروف پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے کمال احسان ومہربانی سے جب حقیقت حق آشکارہ ہوئی اور ذہنی وقلبی بیداری نصیب ہوئی تو ایک ہی خیال نے احساس ندامت وزیاں کا شکار کر دیا کہ دنیاوی غیر یقینی زندگی کے اکثر ماہ وسال غیر حقیقی علم کی طلب اور تلاش دنیا میں ضائع کر دیے۔ دنیا کی تعلیم اور غیر ملکی اعلیٰ ڈگریوں کے حصول پر کئی برس اور خطیر دولت صرف کر دی۔ اور الہامی وحقیقی علم سے اس قدر بے توجہی برتی اور اس کی اہمیت کے احساس سے محروم رہا اسی کشمکش نے قرآن وحدیث اور مختلف مسالک کی دینی کتب کے مطالعہ پر لگا دیا عرب ممالک کی سیر اور اسلامی تاریخی مقامات کی زیارات کا شوق، عربی زبان سے دلچسپی اور تاریخ اسلام کی تحقیق وجستجو نے بے چین رکھا، مشہور صوفی سلسلوں سے واقفیت اور ان کے پیروکاروں سے ملاقاتیں قدیم ومشہور اولیاء کرام کی تعلیمات کے ذوق نے طرح طرح کی کتب خریدنے اور پڑھنے کا موقع فراہم کیا اس دور کے کئی مشہور مدعیان ولایت اور صوفیاء کے دروں پر جستجوئے حق کی پیاس بجھانے کے لیے دستک دی، مگر تسلی کی بجائے تشویش بڑھتی گئی جہاں بھی ظاہری وضع قطع لباس سے متاثر ہو کر ذرا قریب ہوا تو وہاں دین کی بجائے دنیا پرستی زیادہ پائی اور خاموشی اختیار کر لی مختصرا یہ کیفیت رہی:

جس کو سمجھا تھا بنفشہ و تمباکو نکلا

بہرحال کسی کی توہین یا تحقیر مقصود نہیں۔ صرف افسوس ہے کہ دین کے یہ تاجر خوف خدا سے

محروم اپنی اور دوسروں کی عاقبت کا ہی احساس کرلیں۔ ان بزرگوں کا ہی کچھ پاس کرلیں جن کے ناموں پر یہ اپنی دوکان کی شہرت کر رہے ہیں۔ کاش لوگ ان عظیم مشائخ کی تعلیمات کا براہ راست مطالعہ کرلیں۔ سرتاج اولیاء شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی غنیۃ الطالبین کا ہی مطالعہ کریں۔

مشائخ واولیاء کرام کا کوئی مخالف نہیں ان کے نام پر جو غیر اسلامی رسوم منعقد کی جاتی ہے اور ان کے ذریعہ شرک و بدعت کا جو ارتکاب کروایا جاتا ہے اس کی مخالفت کرنا دراصل ان سے حقیقی اظہار عقیدت ہے۔

لیکن ہمارے بعض نادان دوست اولیاء اللہ کے خلاف زبان درازی کرتے ہیں، جو کسی صورت مناسب نہیں۔ صوفیائے کرام کی تعلیمات اور خدمات کے باعث ہی اکثر غیر عرب ممالک کے لوگ مشرف بہ اسلام وایمان ہوئے۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی، خوجہ معین الدین چشتی، خواجہ بہاء الدین نقشبندی، خواجہ شہاب الدین سہروردی، سید علی ہجویری، داتا گنج لاہوری، شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی، سلطان باہو، فرید الدین شکر گنج کی خدمات اور کلام کو کیسے فراموش کیا جاسکتا ہے۔ حضرت جلال الدین رومی، حضرت جنید بغدادی، بایزید بسطامی، معروف کرخی، امام الرفاعی، حافظ شیرازی وغیرہ ان عظیم مقربین الہی اور علم ربانی کے وارثان میں سے ہیں، جن کی تعلیمات، کرامات اور خدمات کو کوئی صاحب علم وبصیرت رد نہیں کرسکتا۔ یہ اصل وارثان علم ودین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔

جیسا کہ اولیاء اللہ سے متعلق ارشاد ربانی ہے:

﴿أَلا إِنَّ أَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لاَ خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لاَ هُمْ يَحْزَنُوْنَ.﴾

سن لو! بے شک اللہ کے ولیوں کو نہ کچھ خوف ہے اور نہ ہی کوئی غم۔

نیز ڈاکٹر اقبال فرماتے ہیں:

نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
جو ہو ذوق یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

تقرب الٰہی کی منزل پانے کے لیے قرآن پاک نے خود ہی ایک نسخہ پیش کیا ہے جس کو قرآن پاک نے اس طرح سورۂ نوح میں بیان فرمایا ہے:

﴿فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ إِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا. يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا . وَ يُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَّ بَنِيْنَ وَ يَجْعَلْ لَكُمْ جَنّٰتٍ وَّ يَجْعَلْ لَكُمْ أَنْهَارًا .﴾

”پس میں نے کہا کہ اپنے رب سے مغفرت مانگو۔ بے شک وہ بہت مغفرت فرمانے والا۔ تم پر آسمان سے بارش نازل کرے گا اور مالوں اور بیٹوں سے تمھاری مدد فرمائے گا۔ تمھیں باغات اور نہریں عطا کرے گا۔“ کی تفسیر کے مطالعہ سے یہ سبق ملا کہ کثرت سے استغفار ذکر الٰہی اور تسبیحات کو معمول بنالیا جائے۔ اور اللہ پاک سے صراط مستقیم کے لیے دعا و التجا کا طریقہ اختیار کیا جائے۔ اسی طرح کوئی چار برس گزرے تو اللہ پاک قرآن و حدیث اور علم الدین کے حصول کا سبب پیدا فرمایا اور علمائے شام سے اکتساب علم کی توفیق ہوئی، تو معلوم ہوا کہ قرآن و سنت کے علم سے اعلیٰ کوئی علم نہیں اور ہو بھی کیسے سکتا ہے الہامی علم حقیقی ہے۔ باقی علوم انسانی عقل کی اختراعات ہیں جو ہر روز بدلتی ہیں۔ علوم

الدنیا کے عالموں نے وقتی مصلحتوں اور ضروتوں کے مطابق کتابیں لکھیں جو حالات کے بدلنے سے متروک ہوتی رہیں۔ بہر حال کوئی مسلمان جو علوم الدنیا میں دسترس رکھتا ہے اور پھر علم الدین میں رسائی حاصل کرتا ہے تو اس پر علم الدین کی حقانیت اور افضلیت اس طرح آشکارہ ہوتی ہے کہ وہ اسکو اپنا اوڑھنا بچھونا بنانا چاہتا ہے۔ اس کی ذہنی و عقلی تسلی کے ساتھ اس کی قلبی اور روحانی ایسی تسلی ہوتی ہے کہ وہ باقی علوم کو ہیچ اور کم اہم سمجھتا ہے اس کا مقصود دنیا کی بجائے عقبیٰ بن جاتا ہے۔ یہ ایسے ہی ہے کہ اندھیرے میں بھٹکنے والا اندھیری دنیا کو ہی حقیقت سمجھ بیٹھتا ہے۔ جب وہ کسی حادثے سے روشنی میں آجاتا ہے تو روشنی کی حقیقت جاننے کے بعد وہ اندھیری دنیا میں بھٹکنے کو جہالت اور جنون سمجھتا ہے۔ اسی طرح جن مومن مسلمانوں کو جہاد اور شہادت کی عظمت سمجھ آجاتی ہے تو پھر ان کے اندر خوف باقی نہیں رہتا اور وہ ابراہیمی انداز میں بے خطر کود پڑتے ہیں۔ بقول علامہ اقبال:

بے خطر کود پڑا آتش نمرد میں عشق
عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی

اور پھر:

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن
نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی

علم الدنیا کے عقلمند مالی اور مادی مفاد کے آگے کچھ نہیں دیکھ سکتے اس لیے کہ اللہ کے فرمان کے مطابق ان کے دلوں پر مہر لگ چکی ہے۔ وہ نہ سن سکتے ہیں اور نہ دیکھ سکتے ہیں ان کی عقلوں اور آنکھوں

پر پردے پڑ چکے ہیں کہ وہ اس فانی اور غیر حقیقی دنیا کو اپنا مستقل ٹھکانا سمجھ کر مال و دولت کو اپنا مقصود حیات بنا بیٹھے ہیں۔ مال ہی ان کا ایمان اور خدا ہے۔ اور یہ دولت کے بچاری ہیں یہ دنیا میں بھی بے چین اور پریشان ہیں اور خوف میں مبتلا ہیں اور آخرت تو ان کی مایوسیوں اور نامرادیوں کا ہمیشہ ٹھکانا۔ تاہم اس بات سے کوئی انکار نہیں کہ وہ علم دنیا جو علم نافع کہلاتا ہے اس کا حصول باعث برکت ہے۔ علم نافع کے ذریعہ سے اللہ کی مخلوق کی خدمت سرانجام دی جاتی ہے جو عبادت ہی عبادت ہے۔ دنیا کا وہ علم جو دنیا میں رہنے کے لیے ضروری ہے اور انسانوں اور حیوانوں کی خدمت کے کام آتا ہے اس کا حاصل کرنا بھی فرض ہے۔ تاہم وہ علم جو فتنہ وفساد پھیلائے اور طاقت و دولت کا ذریعہ بن کر انسانوں کو محکوم اور مظلوم بنائے اس سے بچنا چاہیئے۔ علم نافع کی حقیقت اور اہمیت سے ہرگز انکار ممکن نہیں۔

ذرا غور کریں اس دور کی سپر پاور چند مجاہدوں سے اس قدر خوف زدہ ہے کہ وہ طاقت اور دھمکی سے پوری دنیا کو اپنا ہم نوا بنا کر اور اپنی طاقت طاغوت کے بھرپور مظاہر کر کے نہتے اور فقیر ملک افغانستان پر سخت ترین بمباری اور ظلم کے پہاڑ توڑ کر بھی کسی ایک مجاہد حق کو بھی نہ جھکا سکا۔ اور اس تمام تر طاقت کے باوجود مٹھی بھر نہتے مجاہدین سے خوف زدہ ہے۔ اور دنیا کے چپے چپے میں انسانی حقوق، قومی، بین الاقوامی، جنگی اور تمام اخلاقی قوانین کی دھجیاں بکھیر کر مسلمان مجاہدوں اور حریت پسندوں کا تعاقب کر رہا ہے۔ دھمکی، دھونس، لالچ اور ظلم کا ہر حربہ استعمال کر رہا ہے مگر سچے مسلمان مجاہدوں پر کوئی اثر نہیں ہو رہا ہے۔ وہ جذبۂ جہاد وشہادت سے لیس صرف اطاعت الٰہی اور رضائے خداوندی کے لیے فکر مند ہیں۔ انھیں اللہ پاک کے خوف کے سوا کوئی خوف نہیں۔

کافر ہے تو شمشیر پر کرتا ہے بھروسہ
مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

اس لیے کہ اب امریکہ اپنے زیر اثر مسلم حکمرانوں سے جہاد اور قرآن کی تعلیم ختم کرانے کے مطالبے کر رہا ہے اور اسلامی مدارس میں قرآن و سنت کا نصاب تبدیل کر کے علوم الدنیا کا نصاب رائج کرنا چاہتا ہے۔ تاکہ وہ مسلمان مجاہد کی بجائے معاشی غلام پیدا ہو سکیں جن کا مقصود دنیا ہو۔ اس لیے جہاد کی ٹکر کا کوئی بم یا ایٹمی ہتھیار تیار نہیں ہو سکتا۔ ۵۴؍سال سے یہودی فلسطینیوں کا وطن امریکہ اور برطانیہ کی حدود سے زبردستی چھین کر مسلمانوں پر مظالم کی پہاڑ توڑ کر بھی مسلمانوں کے جذبہ ایمان و جہاد کو نہیں توڑ سکے۔ ہر روز یہودی فلسطینی مسلمان کو نہایت سفاکی سے شہید کر رہے ہیں۔ اور پھر بھی ان نہتے مجاہدوں سے خوف کھا رہے ہیں۔ امریکہ اور یورپ کو نہ ظلم نظر آتا ہے، نہ ہی بنیادی انسانی حقوق یاد آتے ہیں۔ اس لیے کہ اس ظلم اور بربریت کا شکار مسلمان ہیں۔ امریکہ اور یورپ کے اس دوغلے پن مسلمان و اسلام دشمنی کو ذرا اس واقعہ میں دیکھیں۔ جب شاتم رسول رشدی تمام انسانیت کے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں توہین اور گستاخی کی نیت سے خلاف تہذیب و ادب، جھوٹ کا پلندہ شائع کرتا ہے جس سے ساری دنیا کے مسلمان اور ان کی حکومتیں احتجاج کرتی ہیں تو امریکہ و یورپ انسانی حقوق کے نام پر رشدی کے حق میں اور تمام مسلمانوں کے خلاف محاذ بنا کر رشدی پر لاکھوں ڈالر خرچ کر کے تحفظ فراہم کرتے ہیں۔ اور ایران سے صرف اس بنا پر سفارتی تعلقات منقطع کر لیتے ہیں کہ آیت اللہ خمینی نے رشدی کے خلاف فتویٰ دیا۔ جب رشدی سارے مسلمانوں کے پیغمبر کے

PVL PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

خلاف فتوی دے تو وہ اس کے لیے اظہار کی آزادی ٹھہرے اور جب جواب میں آیت اللہ خمینی اپنی رائے یعنی فتوی دیں تو وہ جرم ٹھہرے۔ واہ رے مغرب کی منافقت۔

صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں

جیسے آج کل بش کہہ رہا ہے کہ وہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف نہیں بس تشدد پسندوں کے خلاف ہے راسخ العقیدہ اور پکے مسلمانوں کو بنیاد پرست کہا جاتا تھا امریکہ پر ضربات ستمبر کے بعد بغیر کسی ادنیٰ شہادت کے راسخ العقیدہ مسلمانوں پر الزام لگا ان کے لیے نئی اصطلاح متشدد Terrorist استعمال کی جا رہی ہے۔ اور انھیں ماورائے قانون ظلم وتشدد کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ افغانستان سے جن مجاہد مسلمانوں کو امریکہ گرفتار کر کے نتہائی غیر انسانی اور غیر قانونی طریقہ سے کیوبا کی جزیرہ گوئنٹا میں لے گیا اور جنیوا وامریکین کنونشن اور انسانی حقوق کے عالمی کنونشن کی جس طرح دھجیاں بکھریں گئیں اور مسلمان قیدیوں پر ظلم کے خلاف خود کچھ سلیم الفطرت امریکی چیخ اٹھے اور وہ معاملہ امریکی عدالت تک لے گئے۔

اس تمام تر ظلم اور تشدد کے باوجود وہ مسلمان مجاہد انتہائی غیر انسانی سلوک کے باوجود نہیں جھکے اور نہ ہی کسی سہولت کا مطالبہ یا تقاضا کیا۔ بلکہ جو پہلی بات گوئنٹا پہنچ کر کی وہ نماز کی ادائے گی کے لیے قبلے کی سمت سے متعلق تھی۔ اللہ اکبر

جب ایک مسلمان کا ایمان یقین کے درجہ میں آجائے تو پھر دنیا اور اس کی ساری دلکشیاں مومن کے لیے حقیر بن جاتی ہے اس لیے کہ اس کے پاس علم حقیقی ہے جس کی بنیاد وحیٔ ربانی ہے۔ اس

کے دل میں خوف کی بجائے سکینت آ جاتی ہے اس کی آنکھ سے دنیا کا پردہ ہٹ جاتا ہے حقیقت اور معرفت الٰہی سے اس کا سینہ منور ہو جاتا ہے اور اسے ایسی حقیقتیں اور صداقتیں نظر آتی ہے کہ اس کا دماغ کسی اور عقلی دلیل کا طالب نہیں رہتا۔ وہ ایک ایسا نفس مطمئنہ بن جاتا ہے کہ کہ اسے یہ دنیا اور اس کی چیزیں سب حقیر اور گھٹیا نظر آتی ہیں اور ان میں کھوئے انسان دیوانے لگتے ہیں۔ علم حقیقی اور معرفت الٰہی سے سرشار یہ مجاہد مومن دنیا اور اس کے دھوکے میں پڑے ہوئے ان نام نہاد مال داروں اور حکمرانوں پر ترس کھاتا ہے اور دنیا کے نام نہاد عالموں اور عقلمندوں کی محدود سوچ کا ماتم کرتا ہے اور انھیں حقیقت سے دور ایک دھوکے اور صحرائی سراب میں پڑا دیکھتا ہے۔

مومن مجاہد کی شان دیکھیں کہ اس سے دنیا کی حکومتیں اور اپنی تمام طاقتوں کے باوجود ڈرتے ہیں اور خوف کھاتے ہیں۔ حالانکہ اس کے پاس نہ کوئی ملک، نہ حکومت، نہ اسلحہ، نہ فوج، نہ جنگی طیارے، نہ بحری بیٹرے، لیکن وہ اللہ پر ایمان و یقین کے ساتھ توکل کے اسلحے اور شہادت کے جذبے سے لیس ہے جو ایک ہو کر ایک ہزار کے اوپر بھاری ہے۔

ایک روایت کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا آخری زمانے میں میری امت بہت کمزور ہو جائے گی۔ صحابہ نے دریافت فرمایا کیا مسلمان کم ہوں گے۔ فرمایا نہیں تعداد بہت بڑی ہوگی مگر ایمان کمزور ہو جائے گا۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ مسلمان کے لیے دین پر چلنا کانٹوں پر چلنا ہوگا۔ ایمان کو بچانے کے لیے جنگل یا صحراء میں چلے جانا بہتر ہوگا۔ آج یہ کیفیت ظاہر ہو چکی ہے کہ سچے مومن مجاہدوں

کو کفار اور ان کے ہم نوا نام نہاد مسلمان حکومتیں مل کر دنیا کے کونے کونے میں تلاش کر رہے ہیں اور پکے مسلمان اتنے بے بس ہو رہے ہے کہ انھیں کہیں پناہ نہیں مل رہی۔ مسلمان حکمران نا چاہتے ہوئے بھی اپنی حکومتیں بچانے کے لیے امریکی کاروائی مین مسلمان مجاہدوں کے خلاف امریکہ کا ساتھ دے کر اپنی عاقبت برباد کر رہے ہیں اور فلسطینی مسلمانوں کو اسرائیلی فوج کے درندوں کے ہاتھوں روزانہ ذبح ہوتے دیکھ کر خاموش تماشائی بنے ہوئے ہیں۔ آج مسلمان اتنے بے حس ہو چکے ہیں کہ دنیا بھر میں کافروں کے ہاتھوں مسلمان بھائیوں کے خون کو دیکھ کر جیسے ان کے ضمیر برف خانے میں داخل بے غیرتی سے منجمد ہو چکے ہیں۔ ایک وہ مسلمان لیڈر تھے جو قوت ایمان سے اور توکل علی اللہ سے لیس کافروں کے مقابلہ سے پہلے اپنی کشتیاں جلا دیتے تھے اس لیے مومن کافر کے مقابلہ میں شہادت یا فتح کے سوا کوئی بات ہی نہیں سوچتا۔ فتح یاب اور غالب آ کر غازی کے مرتبہ پر فائز ہونا یا پھر مرتبۂ شہادت پر فائز ہونا چاہتا ہے۔ بقول محمد اقبال:

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن

شیر شاہ سوری نے کہا تھا:

گیدڑ کی سو سالہ زندگی سے شیر کی ایک روزہ زندگی بہتر ہے۔

لیکن آج قومی غلامی کو معاشی ترقی کی امید پر ترجیح دی جاتی ہے جب کہ اسی قوم کے شاعر علامہ محمد اقبال نے کہا تھا:

اے طاہر لاہوتی اس رزق سے موت اچھی

جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک حدیث کے مطابق ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ جب مسلمان زندگی پر موت کو ترجیح دے گا۔ آج مسلمانوں کے ۵۷ر کے قریب کہنے کو آزاد اور خود مختار ملک ہیں اور آبادی دنیا کی کل آبادی کے ایک چوتھائی سے بھی زیادہ ہے اور دنیا کی کل دولت میں یہ بھی بڑے حصہ کی مالک ہے۔ ساری آسائش اور عیش وعشرت میں اپنا ثانی نہیں رکھتی۔ اس کے باوجود ذلت و بے بسی کی تصویر یہ مسلمان قوم اپنی اصل میراث قوت ایمان سے محروم ہے۔ اور یہی سبب اس کی ذلت اور بے بسی کا ہے۔ اس سے نکلنے کا ایک ہی راستہ توبہ واستغفار کر کے اپنے ایمان کو مضبوط بنا کر اللہ پاک پر توکل کرنا ہے۔ ماضی میں اس قوم کے عروج کا راز یہی قوت ایمانی تھا قرآن وحدیث کی روشنی مین مسلمانوں کی موجودہ پستی اور بے بسی کا تجزیہ کرنے سے یہ بات اظہر من الشّمس ہو جاتی ہے کہ مسلمان محض نام کے مسلمان ہیں۔ ان کا اللہ پر ایمان اور بھروسہ محض زبانی الفاظ تک محدود ہے وہ اسلامی تعلیمات چھوڑ کر دنیا کی ترقی اور طاغوتی قوتوں کی پیروی اور اطاعت میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ اور دنیا تعلیمات اور مغربی طرز زندگی کو کامیابی کا معیار سمجھ کر اسلام کی تعلیمات اور اقدار پر عمل کو فوقیت دیتے ہیں بلکہ اسلام کو ترقی میں روکاوٹ اور غیر ضروری سمجھ بیٹھے ہیں۔ اور یہود ونصاری کی دوستی کے لیے بے چین اور ان کی پیروی میں بے قرار ہیں۔ اپنے تمام اثاثے اور دولت اپنے دوست نما دشمن کی نذر کر چکے ہیں ان کی سوچوں اور عقلوں پر ایسے پردے پڑ چکے ہیں کہ یہ احساس اور بصیرت کی ادنی سی قوت سے بھی محروم ہو چکے ہیں۔ ان کی کیفیت قرآن کے الفاظ میں ایسی ہے ﴿صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُونَ﴾ ان

کے احساس کمتری، قوت ایمان سے دوری مغرب کی اندھی پیروی اور ماڈرن ازم کی خواہش ومحبت کی مرض کو امریکہ اور یورپ کے مشرکین اور کفار نے اچھی طرح بھانپ کر ماڈرن ازم اور معاشی ترقی کے ٹریپ میں جکڑ کر ان کے تمام مالی اور مادی اور قدرتی وسائل پر مکمل قبضہ کرلیا اور ان کے حصے میں نا قابل ادا قرضے ڈال کر انھیں نہ صرف معاشی شکنجے میں کس لیا بلکہ انھیں اپنا معاشی غلام بنالیا اس سنگین صورت حال کا جو شہری یا مسلمان انھیں احساس دلائے اس پر الزامات کی یلغار کر کے اسے بدنام کیا جاتا ہے اور اپنے دوست نما دشمنوں کو ہی مسیحا سمجھتے ہیں۔

میر کیا سادہ ہیں بیمار ہوئے جس کے سبب
اسی عطار کے لونڈے سے دوا لیتے ہیں

اس موضوع پر علیٰحدہ کتاب لکھی جا سکتی ہے۔ یہاں ضمناً مسلمانوں کی حالت زار اور فتنوں کے اس آخری دور کی یاد دلانا مقصود ہے۔

آج کی صورت حال کا فہم اور حق و باطل کے درمیان امتیاز اور پہچان کے لیے ہر مسلمان کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مکی اور مدنی زندگی خاص کر ہجرت اور غزوات کی تاریخ کا مطالعہ کرنا چاہیے اس طرح کو پہچاننا اور اپنے ایمان اور عاقبت کو بچانا آسان ہو جائے گا۔ اور اہل حق کے گروہ کے ساتھ رہنے کی اہمیت واضح ہو جائے گی۔

آج کی تمام دنیا تین گروہوں میں بٹ چکی ہے۔ ایک گروہ باطل طاغوت اور باطل قوتوں کا ہے۔ دوسرا گروہ اہل حق اور مجاہدوں کا ہے۔ تیسرا خطرناک گروہ منافقوں کا ہے جس میں اپنی سادہ لوحی،

شیطان کی عیاری اور سازش کے شکار حقائق اور سچائی سے نابلد مسلمان اور ان کے حکمراں ہیں۔ یہ بڑے خسارے والے لوگ ہیں، دنیا میں بھی ان کا کوئی مقام اور عزت و مرتبہ نہیں۔ اور آخرت میں دردناک عذاب ان کا مقدر ہے اس لیے کہ طاغوتی اور باطل شیطانی طاقتوں کے خوف نے انھیں ان کا ساتھی بنا دیا لیکن باطل قوتیں انھیں صرف استعمال کرتی ہیں، لیکن انھیں نہ اپنا سمجھتی ہیں نہ ان پر بھروسہ کرتی ہیں۔ اللہ پاک اپنی خاص رحمت سے امت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو منافقت سے بچائے اور طاغوت کے فتنہ اور سازش سے بچائے تاکہ یہ دجال کے گروہ میں داخل ہو کر دھوکے کی امان سے بچیں اور حضرت امام مہدی کے گروہ میں شامل ہو کر دین اور ایمان میں استقامت پیدا کر سکیں اور موجودہ دور کے فتنوں اور آزمائش میں بھٹکنے سے بچ جائیں۔

حج کی عبادت مجاہدہ نفس کی معراج ہے۔ مسلمان دنیا اور اس کی ہر چیز، اپنا گھر بار کاروبار، آرام و آسائش، اہل و عیال، نفسانی خواہشات، تکبر اور بڑائی کے تمام بت توڑ کر، اللہ پاک کی کامل اطاعت و رضا کے لیے چند روز کے لیے ترک کر دیتا ہے تاکہ آئندہ زندگی اس طریقہ پر گزار سکے اور عاقبت کی ابدی زندگی کو کامیاب بنا سکے۔ دنیا اور اس کے دھوکے اور طاغوت و باطل کی اطاعت سے انکار اور حق کا اقرار کر کے حقیقی فوز و فلاح کا مستحق ہو جائے۔

ایسا صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب مسلمان محمد مصطفیٰ نبی و رسول برحق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت و طریقہ کے مطابق قرآنی تعلیمات کو اپنی زندگی کا اوڑھنا بچھونا بنا لے۔ جس طرح آپ کے صحابہ کرام کا عمل تھا اور فقہائے امت نے خیر القرون میں قرآن پاک، سنت مطہرہ اور عمل صحابہ کو

معیار مان کر احکام شرعی کی تشریح وتعبیر ہماری آسانی کے لیے کردی۔ اس طریق واصول واساس سے ہٹ کر ہوائے نفس کے تحت دنیاوی و مادی مقاصد اور مناسب کی خاطر کی گئی ہر تشریح وتعبیر شیطانی اور طاغوتی عمل کے زمرے میں آئے گی۔

فتنوں کے اس دور میں مسلمانوں کو گمراہ کرنے اور ان کے اصل ہتھیار جہاد سے انھیں غیر مسلح کرنے کی عالمی اور صیہونی سازش بڑے زور سے جاری ہے۔ اس طرح کی کوشش ماضی میں بھی ناکام ہوئیں۔ اور اب بھی ناکام ہوں گی اور بالآخر حق غالب ہو کر رہے گا ایسی صورت ہمارے ایمان کے امتحان کے لیے پیدا ہوئی ہے۔ ہمیں اللہ کی طاقت اور نصرت پر کامل یقین اور توکل کے ساتھ ذاتی اخلاق واعمال کو تعلیمات نبوی کے مطابق درست کرنے کی جستجو اور فکر کرنی چاہیئے۔ اور صبح وشام تسبیحات واستغفار اور ذکر الٰہی کرتے رہنا چاہیئے۔ نماز باجماعت کو معمول حیات بنانا چاہیئے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر انفرادی اور اجتماعی توجہ وعمل کو بھی شعار بنانا، زکاۃ کی ادائیگی کا اہتمام اور کبائر سے اجتناب کرنا اپنے اوپر واجب کر لینا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کی ضرور دستگیری فرماتا ہیں، بس صبر و استقامت کا دامن کسی حالت میں چھوڑنا نہیں چاہیئے اور اس ضمن میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے اصحاب کی سیرت طیبہ کو مثال پکڑنا چاہیئے۔ اللہ پاک اور رسول اللہ کی اطاعت سے روگردانی ہرگز نہیں کرنی چاہیئے۔

''لَبَّیْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَ النِّعْمَةَ لَكَ وَ الْمُلْكُ لَا شَرِیْكَ لَكَ'' حج وعمرہ کی ان الفاظ میں تلبیہ اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان اور اس کی خدائی وطاقت کا غیر

مشروط اعلان کرنا، اسی سے ڈرنا اور اسی سے ہر توقع رکھنا یہ ایمان اور اعلان مسلمان کو تمام انسانوں کی خدائی اور غلبے سے رہائی عطا کر کے ایک خدائے واحد لاشریک لہ کی اطاعت اور بندگی پر قائم کرتا ہے اور حقیقی مساوات اور شرف انسانی کے اعلیٰ مرتبے پر فائز کرتا ہے۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ پاک ہر مسلمان کو خدائے واحد و لاشریک پر غیر متزلزل ایمان اور آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت اور آخری پیغام حق پر ایمان و عمل کی توفیق دے۔ اور اس آخری پیغام حق کو ساری انسانیت کی ہدایت کا ذریعہ بنائے۔ امت مسلمہ کو باہم متحد کر دے اور اسے شرک و بدعات اور تحریفات فی الدین سے بچائے۔

یہاں مناسب اور ضروری ہے کہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس دعا کا ذکر کریں جو آپ نے تعمیر کعبہ کے وقت فرمائی۔ اور قرآن پاک میں سورۂ بقرہ کی ۱۲۹ میں وہ دعا ان الفاظ میں موجود ہے۔

﴿رَبَّنَا وَ ابۡعَثۡ فِیۡهِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ یَتۡلُوۡ عَلَیۡهِمۡ آیٰتِکَ وَ یُعَلِّمُهُمُ الۡکِتٰبَ وَ الۡحِکۡمَةَ وَ یُزَکِّیۡهِمۡ إِنَّکَ أَنۡتَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ. ﴾

”اے ہمارے رب اور تو اس میں ان ہی میں سے ایک رسول بھیج جو ان پر تیری آیتیں تلاوت کرے اور انھیں کتاب وحکمت کی تعلیم دے اور انھیں صاف وستھرا کرے، بے شک تو ہی عزت والا اور حکمت والا ہے۔“

اللہ پاک نے یہ دعا قبول فرمائی اور حضرت ابراہیم کے نہایت سعادت اور صالح بیٹے اور

حضرت اسماعیل ذبیح اللہ کی اولاد سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم الانبیاء والمرسلین بنا کر مبعوث فرمایا۔ اور اس طرح آپ کے رسالت و نبوت کے آفتاب ہدایت سے دنیا کو جگمگایا۔ اور کعبۃ اللہ کو شرک و بدعات سے پاک فرما کر اسے پھر سے دین حنیف یعنی توحید الٰہی کا مرکز بنایا۔

آخری دور کی چند اہم علامات

فتنوں کے اس دور سے متعلق احادیث کی روشنی میں چند علامات کا ذکر قارئین کو دعوت فکر دینے اور فوری اصلاح احوال کے لیے ضروری ہے۔ یوں تو اس موضوع پر کافی لٹریچر اور احادیث کا ذخیرہ موجود ہے۔ اور وقتاً فوقتاً علمائے کرام ان کا تذکرہ اپنے وعظ و خطاب میں اور کچھ اخبارات میں لکھ کر کرتے رہتے ہیں، تاہم یہاں درج باتیں احقر کی دوران حج و قیام مدینہ النبی نئ تحقیق اور تعبیر کے لحاظ سے اکثر قارئین کے لیے معلومات افزا اور مفید ہوں گی یہ معلومات چونکہ دوران حج حرمین شریفین کے جید علماء سے تبالۂ خیال اور خاص کر مدینہ شریف اور مکہ شریف میں قیام کے دوران تحقیق و جستجو کا نتیجہ ہیں اور آج کے وقت سے متعلق ہیں اس لیے ان کو بھی اس کتاب میں شامل کر دیا ہے۔

مختصراً ظہور امام مہدی سے قبل کی کچھ علامات احادیث میں اس طرح بیان کی گئیں۔ گناہ اور فواحش عام ہو جائیں گے، حتی کہ گناہ کو برا بھی نہ سمجھا جائے گا۔ زنا عام ہوگا، شراب کثرت سے پی جائے گی، سود عام ہو جائے گا اور اس سے بچنے کی کوئی سبیل نہ ہوگی، فتنہ و فساد اس قدر بڑھے گا کہ قاتل و مقتول میں کوئی فرق نہیں رہ جائے گا نہ تو قاتل کو علم ہوگا کہ وہ کیوں قتل کر رہا ہے اور نہ ہی مقتول کو کہ اسے

کیوں قتل کیا گیا ہے۔ اور عرب کے صحراء میں بلند و بالا بلڈنگیں بنائی جائیں گی، علمائے حق نا پید ہو جائیں گے اور علمائے سوء کا دور دورہ ہوگا، جو قرآن زبان سے بڑی سریلی آواز سے پڑھیں گے مگر وہ ان کی حلق سے نیچے نہیں اترے گا، مسلمانوں کی حالت بہت کمزور ہو جائے گی اور دنیا کی قومیں ان پر غالب آئیں گی۔ مسلمانوں کی بے بسی اور مظلومیت کا یہ عالم ہوگا کہ وہ ظہور امام مہدی سے بھی مایوس ہو جائیں گے اس مایوسی کے عالم میں اچانک مسلمانوں کی قیادت کے لیے حکم ربانی سے امام مہدی کا ظہور ہوگا۔ اور آپ کی قیادت میں مسلمانوں کے تمام فرقے باہم متحد ہو جائیں گے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنی خاص رحمت وقوت سے مسلمانوں کو فتح نصیب فرمائے گا۔ یہاں یہ ذکر کرنا مناسب ہوگا کہ اسلام کے تمام ہی فرقے اور خاص کر شیعہ اور سنی امام مہدی کے ظہور پر متفق ہیں، تاہم ان کی شخصیت مقام ظہور کے متعلق ان کے جزوی اختلافات ہیں۔ امام مہدی کے ظہور کے بعد گو کہ مسلمانوں کی کمزوری کافی حد تک دور ہوگی اور وہ ایک نئ قوت کے ساتھ سامنے آئیں گے تاہم اسی دوران فتنۂ دجال کا ظہور ہوگا۔ احادیث کے مطالعہ سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ امام مہدی کے تقریباً دو سال بعد دجال کا خروج ہوگا۔ اور دجال کے خروج کے چالیسویں دن سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کا نزول مبارک ہوگا۔ اور آپ کا مہدی علیہ السلام استقبال کریں گے اور پھر دونوں باہم متحد ہو کر دجال کا مقابلہ کریں گے۔ اور اس کا اس کے گروہ سمیت صفایا کر دیں گے۔ اس موضوع پر تفصیلی تحقیق و مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان و عیسائی اور باقی تمام اللہ کو ماننے والے سیدنا عیسیٰ اور امام مہدی کی قیادت میں باہم متحد ہو جائیں گے اور دنیا میں دو گروہ ہوں گے ایک اہل ایمان کا اور ایک منکرین خدا کا۔

احادیث میں تین بڑے فتنوں یا جنگوں کا خاص ذکر امام مہدی کے ظہور سے پہلے ملتا ہے۔

فتنۃ الاحلاس :

اس موضوع پر تحقیق و جستجو کرنے والے اہل علم کا خیال ہے کہ یہ فتنہ خلیجی جنگ کی صورت میں ظاہر ہوا اور اس کے مطابق عراق کے ۱۲/ سال تک محاصرے کا ذکر ہے۔ اور پیشین گوئی کے مطابق اس کو اب جلد ختم ہو جانا چاہیئے۔

فتنۃ الدھیماء :

یہ فتنہ حالیہ افغانستان سے شروع کی گئی جنگ ہے۔ حدیث نبوی کے مطابق دنیا کے تقریبا سارے ملک مل کر ایک مسلمان ملک پر چڑھ آئیں گے اور مسلمانوں کا عرصۂ حیات تنگ کر دیا جائے گا۔ اور یہ فتنہ مسلمانوں کو مومنین اور منافقین کے دو گروہوں میں تقسیم کر دے گا اور یہ کیفیت ہوگی کہ صبح ایمان سے اٹھنے والا مومن شام تک منافق ہو جانے پر مجبور ہوگا۔ اور بڑے بڑے شیخ اور علماء بھی اس فتنہ سے نہ بچ سکیں گے اور غلط فتوے دے کر حکمرانوں کو خوش کر کے طاغوتی قوتوں کے قریب ہونے کی کوشش کریں گے۔

فتنۃ السراء :

یہ فتنہ غالباً اب ظاہر ہونے والا ہے۔ اور اس ے مراد وہ جنگ ہے جو دریائے فرات سے سونے کا پہاڑ نکلنے پر تین ملکوں سے شروع ہو کر پھیل جائے گی اور مسلمان بڑی تعداد میں مارے جائیں

گے۔ جدید تحقیق کے مطابق اس کے اثار بالکل واضح ہے۔ ترکی نے دریائے فرات کے اوپر ۱۵/ڈیم اور دجلہ کے اوپر تین ڈیم تعمیر کر لیے۔ بظاہر اس کا مقصد فرات اور دجلہ کا پانی کم کرنا ہے لیکن آئندہ اس کا اثر یہ ہوگا کہ فرات کا پانی تقریبا خشک ہو جائے اور سونے کا پہاڑ دریا باہر پھینکے گا۔ آج کل جو عراقی اس دریا میں فشنگ کرتے ہیں وہ بتاتے ہیں ان کہ جھالوں میں سونے کے ٹکڑے باہر آتے ہیں۔ سونے کے اس پہاڑ کے ظاہر ہونے پر غالباً عراق اردن اور شام میں لڑائی ہوگی۔ اسی اثناء میں حجاز میں جانشینی کا جھگڑا ہوگا جس پر مدینہ شریف میں موجود امام مہدی پر پہلی مرتبہ یہ منکشف ہوگا کہ وہ امام مہدی ہیں، چنانچہ وہ مدینہ شریف سے مکہ شریف چلے جائیں گے اور وہاں مسلمان ان کو پہچانیں گے اور ان کے ہاتھ پر بیعت کرنے پر مصر ہوں گے کہ اچانک یہ خبر پوری دنیا میں پھیل جائے گی اور ایک شخص السفیانی نامی اعماق حلب میں ظاہر ہوگا اور وہ وہاں سے ایک فوجی دستہ امام مہدی کو گرفتار یا قتل کرنے کے لیے روانہ کرے گا۔ اسی دوران مشرق کی طرف سے سفیانی آرمی ان پر حملہ کرنے آئے گی مگر مقام بیداء میں دھنس جائے گی اور اس خبر پر مسلمان اسے امام مہدی کی کرامت سمجھ کر ایک عجیب جوش و ولولے میں ان کی نصرت کے لیے کونے کونے سے کھڑے ہوں گے۔ احادیث کے مطابق شام کے ابدال اور عراق کے نیک لوگ گروہ درگرہ امام مہدی کی بیعت اور نصرت کے لیے ان کی طرف چل پڑیں گے اسی طرح اس وقت خراسان کے علاقہ سے کالے جھنڈے اٹھائے ایک گروہ امام مہدی کی مدد کے لیے آئے گا امام مہدی مسلمانوں کے خلیفہ بن جائیں گے اور دنیا بھر سے مسلمان ان کے پیچھے جمع ہو جائیں گے ۔ سفیانی دوبارہ ان کے مقابلہ کے لیے الکلب نامی ایک آرمی لے کر نکلے گا جن کو امام مہدی کے پیروکار

شکست دیں گے، پھر تمام عرب ممالک امام مہدی کی قیادت میں متحد ہو جائیں گے اور شام میں داخل ہو کر دمشق کو اپنا دار الحکومت بنائیں گے ۔ اس دوران مختلف ملکوں کے عیسائی بھی آپ کے ساتھ ہو جائیں گے ۔ اور وہ ۶ / ماہ بعد دنیا کی ایک اور بڑی جنگ بپا ہوگی، عیسائی اس جنگ میں مسلمانوں کے ساتھ ہوں گے اور مسلمان اس جنگ میں فتح یاب ہوں گے، کہ اچانک ایک عیسائی صلیب اٹھا کر کہے گا کہ اس کے باعث فتح ہوئی جس پر مسلمانوں اور عیسائیوں کا جھگڑا ہوگا ۔ کیوں کہ مسلمان صلیب کو توڑ دیں گے ۔ مسلمان عیسائیوں پر فتح حاصل کر کے یورپ میں داخل ہو جائیں گے اور پھر ویٹیکان پر قبضہ کر لیں گے اس وقت دجال ظاہر ہوگا اور دنیا بھر میں جائے گا، مکہ شریف اور مدینہ شریف میں داخل نہیں ہو سکے گا اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت اپنے فرشتوں سے کرائے گا ۔ دجال کو بڑی طاقت اور قوت حاصل ہوگی اور تمام مشرکین، منافقین اور کافرین اس کے رعب اور لالچ کے اثر میں اس کے ساتھ ہو جائیں گے ۔ تھوڑی تعداد میں مومن مجاہد امام مہدی کے ساتھ ہوں گے دجال معجزات دکھائے گا ۔ اور بہت لوگ حتیٰ کہ مسلمان منافق بھی اس کے ساتھ ہو جائیں گے ۔ اس کا بدترین دور چالیس دن کا ہوگا اور بالآخر شام کے قریب اس کا آمنا سامنا امام مہدی اور ان کی فوج سے ہونے کو ہوگا کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم آسمان سے دمشق کی جامع مسجد کے سفید مینارہ پر فرشتوں کی مدد سے فجر کے وقت اتریں گے ۔ اور امام مہدی اور مسلمانوں کو ہمراہ لیکر دجال کے مقابلہ کے لیے نکلیں گے اور بالآخر دجال کو حضرت عیسیٰ لُد کے مقام پر قتل کر دیں گے ۔ لد آج کل اسرائیل کا ائرفورس کا ائیر پورٹ ہے ۔ اور دجال کے ہمراہ یہودیوں کو بھی اس دن مکمل صفایا ہو جائے گا ۔ یہ دن یہودیوں پر بڑا بھاری اور آخری ہوگا ۔

اس لیے کہ درختوں کی جھاڑیاں بھی ان کے خلاف بولیں گی کہ یہودی یہاں چھپا ہے ماسوائے غرقد نامی درخت کے جو یہودیوں کا درخت ہے۔ یہودیوں نے کثیر تعداد میں یہ درخت لگا دئے ہیں۔ اب دنیا میں صرف ایک ہی دین یعنی دین حنیف اسلام ہوگا۔ حضرت عیسیٰ شریعت محمدی کے مطابق حکومت فرمائیں گے۔ اس اثناء میں امام مہدی وفات پا جائیں گے۔ حضرت عیسیٰ کے دور میں ان کے ماتحت ۱۲؍مسلمان حکمران دنیا بھر میں ہوں گے۔ اللہ پاک کے حکم سے آپ پوری سرزمین میں اللہ کے قانون کی حکمرانی یعنی حکومت الٰہی قائم کر دیں گے۔ اور ہر طرف سکون ہوگا، انصاف ہوگا اور پیداوار میں بڑی برکت ہوگی۔ یہ آخری اور سنہری دور کہلائے گا۔ اور ۴۰؍سال رہے گا اس کے بعد علامات کبریٰ ظاہر ہوں گی، یاجوج ماجوج ظاہر ہوں گے۔ اور سورج مغرب کی طرف سے نکلے گا۔ احادیث کی روشنی میں دنیا کا خاتمہ آئندہ ۵۰ سے ۶۰ سال میں ہوسکتا ہے۔ یہ تخمینی اور قیاسی حساب ہے۔ حتمی وقت اللہ پاک کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس وقت کی علامات بتائی ہیں جن سے اندازہ کر کے یہ حساب نکالا گیا تاہم آپ کی بتائی ہوئی تمام علامات صغریٰ سوائے ایک یا دو کے پوری ہوچکی ہیں اور علامات کبریٰ کے ظاہر ہونے کا وقت ہے۔ اور مسلم علماء و محققین جو اسی موضوع پر اپنی توجہ کیے ہوئے ہیں ان کے مطابق کسی وقت بھی آخری علامات میں سے دریائے فرات سے سونے کے پہاڑ کے ظاہر ہونے سے ہوگی۔ اور پھر تیزی سے باقی علامات ظاہر ہونی شروع ہوجائیں گی۔ تمام حالات و واقعات اور حدیث کے مطالعہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ظہور امام مہدی اور خروج دجال کا وقت بہت قریب آن لگا ہے۔ دجال کا ظہور فتنہ کبریٰ ہوگا۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

فرمایا دجال کی پیشانی پر ک۔ ف۔ ر یعنی ''کافر'' لکھا ہوگا۔ جو مومن کو نظر آئے گا۔ آپ نے دجال کے فتنۂ عظیم سے بچنے کے لیے فرمایا جب اسے دیکھو تو مکہ اور مدینہ چلے جاؤ کیوں کہ اللہ کے حکم سے وہ وہاں داخل نہیں ہو سکے گا۔ ایک تحقیق کے مطابق دجال اللہ پاک کے حکم سے اس وقت روس اور ایران کے بارڈر کے پاس قید میں ہے۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ سورۂ کہف کی پہلی یا آخری آیات یاد کر لو اور جب دجال کو دیکھو تو اس پر پھونک دو۔ ان آیات کی برکت سے اس کے فتنہ سے محفوظ رہو گے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فتنہ دجال سے پناہ مانگی اور ہمیں یہ دعا سکھائی: اَللّٰھُمَّ إِنِّیٓ أَعُوذُ بِكَ مِنۡ فِتۡنَةِ الۡمَسِيۡحِ الدَّجَّالِ۔

آنحضرت ﷺ کی مدینہ آمد

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ عَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ وَ بَارِكْ وَسَلِّمْ۔

اللہ پاک کے حکم سے مکہ شریف سے کفار کے مظالم کی انتہاء اور آپ کی جان کے درپے ہونے پر حضرت ابوبکر صدیق کی رفاقت میں ہجرت فرمائی۔ پہلے تین دن غار ثور میں قیام پذیر ہوئے۔ اور اللہ پاک نے آپ کی ہر طرح حفاظت فرمائی اور حضرت ابوبکر صدیق نے بھی رفاقت کا حق ادا کیا۔ اور ہر طرح آپ کی خدمت و حفاظت کی جس پر آپ نے دعا فرمائی الٰہی! ابوبکر کو میرے ساتھ جنت میں داخل فرمانا، آپ کو وحی سے خبر ہوئی کہ آپ کی دعا اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی کفار نے آپ کے تعاقب کے لیے کئی متلاشی بھیجے اور بھرپور کوشش کے باوجود ناکام و نامراد ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے معجزات کے

ذریعہ کفار کو ناکام فرمایا، تو کفار نے آپ کو پکڑنے والے کے لیے سو اونٹ انعام مقرر کیا۔ مگر کامیابی نہ ہوسکی آپ غار ثور سے حضرت ابو بکر کی رفاقت اور راستہ کی رہنمائی کرنے والے ایک شخص عامر بن فہیرہ کے ساتھ مدینہ شریف کا سفر سمندر کے ساحلی راستہ سے کیا، آپ کی تلاشی اور تعاقب میں آنے والوں میں سے ایک شخص سراقہ بن مالک مدلجی آپ سے تھوڑے فاصلہ پر اپنے گھوڑے پر آتا دیکھ کر حضرت ابو بکر متفکر ہوئے۔ آپ نے فرمایا فکر نہ کرو اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ پھر آپ نے سراقہ کے لیے بددعا فرمائی تو سراقہ کا گھوڑا قریب آکر زمین میں دھنس گیا، سراقہ سمجھ گیا کہ یہ سب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بددعا سے ہوا اس نے دعا کی درخواست کی اور وعدہ کیا کہ وہ باقی متلاشی اور تعاقب کرنے والوں کو ورغلا کر واپس لے جائے گا۔ آپ نے دعا فرمائی تو سراقہ کا گھوڑا نکل آیا اور وہ واپس ہوگیا اور باقی متلاشیوں کو ورغلا کر حسب وعدہ واپس لے گیا۔

راستہ میں ام معبد کے خیمے سے آپ کا گزر ہوا۔ اس کے پاس کوئی چیز کھانے پینے کی نہ تھی، آپ نے ایک لاغر بکری بندھی دیکھی اور پوچھا وہ دودھ دیتی ہے؟ ام معبد نے جواب دیا یہ کہاں دودھ دے گی آپ نے فرمایا اگر اجازت دو تو میں اسے دوھ کر دیکھوں، آپ نے بسم اللہ پڑھ کر بکری کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا۔ اور فرمایا الٰہی اس بکری میں برکت فرما، فوراً دعا قبول ہوئی اور بکری کے تھن دودھ سے بھر گئے آپ نے بڑے برتن میں دودھ دوہا، پہلے ام معبد کو دودھ دیا، پھر آپ نے اپنے ساتھیوں کو پیٹ بھر دودھ پلایا اور پھر خود نوش فرمایا، اس طرح سب نے دوسری مرتبہ بھی پیا، دوسری بار پھر دودھ دوھ کر بھرا ہوا برتن ام معبد کے پاس چھوڑ کر سفر پر روانہ ہوگئے۔ ام معبد کے خاوند نے جب یہ دیکھا تو

بولا خدا کی قسم یہ برکت والا وہی ہے جس کو قریش تلاش کر رہے ہیں۔ بعد میں بھی یہ لاغر بکری اسی طرح دودھ دیتی رہی اور ام معبد مشرف بہ اسلام ہوگئی اور ہجرت کر کے مدینہ شریف آ گئی۔ یہ بھی معجزات نبوی میں سے ایک معجزہ ہے۔

مدینے والوں کو خبر مل چکی تھی کہ آپ مکہ شریف سے نکل کر مدینہ شریف آ رہے ہیں۔ اہل مدینہ کے کئی لوگ روزانہ صبح سویرے آپ کے استقبال کے لیے نکلتے اور دوپہر کو واپس مایوس لوٹتے۔ حتی کہ ایک دن ایک یہودی نے اتفاق سے اپنے مکان کی چھت پر تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں کو دیکھ کر بلند آواز سے پکار اٹھا، اے مسلمانو! تم جس کا انتظار کر رہے تھے وہ آ رہا ہے سب مسلمان بصد خوشی آپ کے استقبال کے لیے میدان حرہ میں آپ کو آ ملے اور قبا کی بستی میں آپ کو بنو عمر بن عوف کے گھر لے گئے، جہاں آپ تشریف فرما ہوئے۔ اور آپ کو خوش آمدید کہنے والوں کا تانتا بندھ گیا، پوری بستی نعرۂ تکبیر سے گونج اٹھی اور طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَیْنَا کے نغمے سے آپ کا استقبال کیا گیا۔ تمام چھوٹے، بڑے، بوڑھے، سب مرد، عورت آپ کی آمد پر خوشی کا اظہار اور آپ کی زیارت کے لیے بے تاب تھے۔

مسجد قبا کی تعمیر

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ۱۴؍ دن بستی قبا میں تشریف فرما رہے اور ''مسجد قبا'' کی تعمیر فرمائی، آپ کی نبوت کے بعد یہ پہلی مسجد تعمیر ہوئی جس کی بنیاد قرآن کے مطابق تقویٰ پر رکھی گئی۔ مسجد قبا

کی بڑی فضیلت ہے، آپ کے فرمان کے مطابق جو مسلمان گھر سے وضو کر کے مسجد قبا میں نماز کی ادائیگی کے لیے نکلے گا اور دو رکعت اس مسجد میں ادا کرے گا اسے عمرے کا ثواب ملے گا۔ مدینہ قیام کے بعد بھی آپ پیدل، کبھی سوار مسجد قبا میں اکثر تشریف لے جاتے۔ بستی قبا سے آپ جمعہ کے روز مدینہ شریف کی راستہ میں بنوسالم بن عوف کی بستی میں پہنچے تو نماز جمعہ وہاں ادا فرمائی، اسی جگہ بعد میں ایک مسجد تعمیر ہوئی جو آج بھی ''مسجد جمعہ'' کے نام سے مشہور ہے۔ نماز جمعہ کے بعد آپ نے مدینہ شریف کا رخ فرمایا اور اونٹنی کی مہار ڈھیلی چھوڑ دی، اونٹنی انصار کے محلے سے گزر کر اس جگہ پہنچی جہاں بعد میں ''مسجد نبوی'' تعمیر ہوئی۔ اونٹنی خود اس جگہ بیٹھ گئی مگر آپ نیچے نہ اترے، اونٹنی اٹھ کر چل پڑی اور پھر اسی جگہ آ کر بیٹھ گئی یہ جگہ آپ کے ننھیال بنو نجار کا محلّہ تھا اور اس کے سامنے میزبان رسول حضرت ابوایوب انصاری کا مکان تھا۔ سارے قبیلے آپ کی میزبانی کے لیے بے چین تھے، ابوایوب انصاری کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغمبر رسول اور آپ کے یار غار حضرت ابوبکر صدیق کی میزبانی کا شرف حاصل ہوا۔

مدینے کے یہودی عبداللہ بن سلام آپ کے پاس حاضر ہوئے اور اپ سے تین سوال پوچھے، قیامت کے قیام سے پہلے کونسی نشانی ظاہر ہوگی، اہل جنت کا پہلا کھانا کون سا ہوگا اور لڑکا ماں یا باپ کی شکل پر کیوں ہوتا ہے؟ یہ سوالات آپ کے امتحان کے لیے پوچھے گئے آپ کو جبرئیل امین نے جوابات بتائے کہ قیام قیامت سے پہلے آگ نکلے گی جو لوگوں کو مشرق سے مغرب لے جائے گی اہل جنت کا پہلا کھانا مچھلی کے جگر کا زائد حصہ ہے۔ اور بچہ باپ کی شکل پر تب ہوگا جب مرد کا انزال رحم عورت میں پہلے ہو ورنہ بچہ عورت کی صورت پر ہوگا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبداللہ بن سلام کو یہ جواب بتائے، تو وہ فوراً مسلمان ہو گئے اور تجویز پیش کی کہ میں یہودیوں کا سردار اور عالم ہوں، لہٰذا آپ مجھے پردے کی اوٹ میں رکھیں اور میرے اسلام لانے کی خبر یہودیوں کو نہ دیں اور سب کو بلوا کر میرے متعلق پوچھیں، جب سب میری تعریفیں کر چکیں تو پھر میرے اسلام لانے کی خبر ان کو دیں چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا ہی کیا اور پھر آپ نے عبداللہ بن سلام کو باہر بلایا اور اعلان کیا کہ وہ مسلمان ہو گئے ہیں یہ سن کر سب یہودی عبداللہ بن سلام کے خلاف ہو گئے۔

مسجد نبوی کی تعمیر

جس جگہ آپ کی اونٹنی بیٹھی تھی، اسی جگہ آپ نے مسجد نبوی کی تعمیر کا ارادہ فرمایا۔ یہ جگہ دو یتیم بچوں کی تھی نام سہل اور سہیل تھے اور یہ دونوں اسعد بن زرارہ کی زیر کفالت تھے۔ دونون بچوں نے یہ جگہ مسجد نبوی کے لیے ہبہ کرنا چاہی مگر آپ نے قیمتاً خرید کر اس جگہ مسجد شریف تعمیر فرمائی، اسی جگہ سے ملحقہ قبلہ کی طرف بنونجار کے باغ بھی لے کر مسجد شریف میں شامل کر دیا گیا۔ مسجد سے ملحقہ حجرے بھی تعمیر کیے گئے جن میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رہائش پذیر ہوئے۔ مسجد شریف کے مشرقی جانب حضرت عائشہ کا حجرہ مبارک تھا جس کا دروازہ مسجد شریف میں کھلتا تھا اور اسی حجرہ شریف میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد وصال تشریف فرما ہیں۔ اور ان کے ہمراہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر فاروق بھی آرام فرما ہیں۔ بعض کے نزدیک ایک قبر کی جگہ باقی اور محفوظ ہے جو حضرت عیسیٰ کے نزول اور قیام دنیا کے بعد وصال پر

دفن کی جگہ ہے۔ واللہ اعلم۔

بہر حال مسجد نبوی کی ابتدائی دور میں چھت بھی نہیں تھی پھر کھجور کی شاخوں سے ڈالی گئی، دیواریں کچی اینٹوں کی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری مسجد بھی حضرت موسیٰ کے چھپر کی طرح ہی مناسب ہے۔ مسجد شریف کا طول شمالاً جنوباً ایک سو ہاتھ تھا اور اتنا ہی عرض شرقاً وغرباً تھا۔

جیسا کہ پچھلے صفحات میں اس مسجد شریف کی فضیلت بیان کی گئی، یہ مسجد کعبہ شریف اور مسجد اقصیٰ کے بعد بڑی برکت اور حرمت والی ہے اور یہی مسجد ایک اسلامی حکومت اور دارالسلطنت کی حیثیت رکھتی تھی، اسی میں نمازیں، تعلیم و تربیت، وفود کی آمد، احکام شرعی کا نفاذ عدالت کے فیصلے غرضیکہ آپ کی حیات طیبہ کے دوران اسی مرکز سے سب کچھ ہوتا تھا اور عملاً اسلام اسی مرکز سے چار سوئے عالم پھیلا۔ ایک حدیث کے مطابق آخری دور میں پھر دنیا سے سمٹ سمٹا کر اسلام مدینے شریف میں ہی رہ جائے گا۔ غالباً یہی وجہ ہوگی کہ ایک دوسری حدیث کے مطابق مسلمانوں کو ترغیب دی گئی کہ جب دجال کا ظہور ہو تو مسلمان مدینے اور مکے شریف میں چلے جائیں کہ دجال وہاں داخل نہیں ہو سکے گا۔ یہ حدیث آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد کے ریاض الجنۃ میں داخلی دروازے پر کندہ ہے۔

عرب قوم

یوں تو تمام انسانوں کے لیے اشرف المخلوقات ہونے کا شرف عام ہے اور عظمت واکرام کی بنیاد تقویٰ ہے۔ قرآن پاک کے فرمان کے مطابق ﴿ وَ جَعَلۡنٰکُمۡ شُعُوۡبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوۡا وَ اِنَّ

أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقَاكُمْ﴾ ''اور ہم نے تم کو قبیلوں اور گروہوں میں بنایا تا کہ ایک دوسروں کو پہچانو اور بے شک اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ تقویٰ والا ہے'' اللہ پاک نے نسل انسانی کو مختلف شعوب اور قبائل میں اس لیے تقسیم کر دیا تا کہ وہ ایک دسرے کو پہچان سکیں۔ اسی اعتبار سے عرب قوم کی چند اہم صفات کا تذکرۂ تعارف ضروری ہے۔ اس قوم کی سخاوت، مہمان نوازی اور شجاعت کے قصے عام ہیں۔

راقم نے جو اس قوم کا ذاتی مطالعہ کیا ہے وہ یہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت ابراہیم کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہما السلام کی نسل سے محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آخری نبی ورسول تمام انسانیت کے لیے بنا کر اسی قوم میں مبعوث فرمایا۔ یہ شرف اس قوم کا اعلیٰ ترین شرف ہے پھر کعبۃ اللہ کی خدمت بھی اسی قوم کے حصہ میں آئی۔ آج کے عرب مسلمان اسلام کے اصل مزاج اور کلچر میں اسی طرح موجود ہیں جو شروع سے ان کے مزاج کا حصہ رہا ہے۔ نماز کے وقت مسجد، دفتر، گھر راستہ میں جماعت کا اہتمام سب کی زندگی کا معمول ہے۔ مہمان نوازی اور سخاوت میں آج بھی اقوام عالم میں ان کا کوئی ثانی نہیں۔ دولت کی ریل پیل اور جدید تعیّشات ان کے نماز باجماعت کے معمول میں رکاوٹ نہیں بن سکی، اسی طرح طہارت اور وضو کا خاص اہتمام بھی انہیں کے لیے خاص ہے۔ اور اسلامی عبادات آج بھی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کی کامل پیروی میں مزین ہیں۔ اور شرک و بدعت سے مکمل محفوظ ہیں۔ راقم نے نوجوان بچوں کو بھی قرآن وسنت اور عمل صحابہ کی جستجو میں مصروف ومشغول پایا، مساجد کی صفائی، قرآن پاک کی تعلیم اور نماز باجماعت کا خاص اہتمام عام ہے۔ مساجد کی کثرت اور نمازیوں کی کثرت

بھی جزیرۃ العرب کا خاص امتیاز ہے۔ قرآن پاک بھی عربی زبان میں نازل ہوا، آپ کی زبان بھی عربی تھی۔

ہندوستان ، پاکستان بنگلہ دیش اور دیگر مسلمان ممالک سے جو لوگ روزگار کے سلسلہ میں جزیرۃ العرب کے ممالک میں جاتے ہیں اکثر وہ وہاں نمازی بن جاتے ہیں۔ اور نماز کی ادائیگی بھی اچھی طرح سیکھ لیتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک حدیث اس مفہوم میں موجود ہے کہ نسل انسانی میں عرب اور عربوں میں قریش کو شرف حاصل ہے۔

بہرحال اصل معیار تقویٰ ہے اور جو مسلمان عرب اس پر فائز ہوں اس کا مقام یقیناً باعث شرف ہے۔ قرآن پاک بھی عربی زبان میں نازل ہوا اس طرح قرآن پاک کے معانی اور مطالب کا جو فہم عرب علماء کو حاصل ہوا اور جس طرح دینی کتابوں کے جو عظیم دفاتر مسلم عرب علماء نے قلمبند فرمائے وہ تمام امت مسلمہ کا عظیم علمی ورثہ ہے اسی طرف علامہ محمد اقبال نے اشارہ کرتے ہوئے کہا:

کتابیں اپنے آباء کی جو دیکھیں ان کو یورپ میں
تو دل ہوتا ہے سہ پارا

راقم کو جزیرۃ العرب یعنی متحدہ عرب امارات ، بحرین ، بغداد، قطر، کویت اور سعودی عرب و یمن کے بیشتر مسلمانوں سے واسطہ پڑا اور کئی ایک سے سالوں کی دوستی چل رہی ہے ان میں فیاضی ، مہمان نوازی، اکرام اور نماز باجماعت کی پابندی اور علمی ذوق جیسی اہم صفات پائیں اور بارہا کے سفر اور قیام میں کبھی کوئی شکایت پیدا نہیں ہوئی بلکہ اپنائیت محسوس ہوئی تاہم اپنے کئی ہموطنوں سے جو وہاں

کام یا تلاش روزگار کے لیے گئے اکثر شا کی پایا، اکثر کا یہ بیان ہوتا ہے کہ عرب ہمیں مسلمان بھائی نہیں بلکہ رفیق کہتے ہیں جو حقارت آمیز لفظ ہے۔ راقم نے اس کی تہہ تک پہنچنے کی کوشش کی تو معلوم ہوا کہ عرب زبان کے مطابق گہرے دوست کو صدیق ، عام واقف کو رفیق کہتے ہیں۔ اسی طرح أخی اپنے قریب ترین عزیزوں اور دوستوں کے لیے استعمال کیا جاتا ہے ہم عربی زبان اور کلچر سے ناواقفیت کے باعث غلط فہمی کا شکار ہیں۔ ہمارے کلچر میں جس کا کوئی بھی ذرا واقف ہوا سے دوست کہہ دیتے ہیں حالاں کہ وہ دوست کے مفہوم میں نہیں آتا اس کے علاوہ ہمارے جو بھائی عرب یا بیرون ملک میں جاتے ہیں وہ ناسمجھی اور غلط مشوروں پر ایسی حرکات کرتے ہیں، مثلاً جعلی دستاویزات، بغیر تجربہ وتعلیم کے ایجنٹ حضرات کو پیسے دیکر باہر چلے جاتے ہیں اور پھر مطلوبہ کام کی تعلیم و تجربہ سے عاری ہونے کے باعث اپنے کفیل کے سامنے عزت اور وقار کھو بیٹھتے ہیں۔ ایسی حرکات کے باعث بدقسمتی سے ہماری ہر چیز کو دو نمبر ہی سمجھا جاتا ہے۔ کچھ یہی حال ہماری بیرون ملک بھیجی گئی اشیاء اور مال تجارت کا بھی ہے، لہذا بحیثیت مجموعی ہم اپنی ساکھ کھو بیٹھے ہیں۔

حکومت کو چاہیئے کہ وہ اس طرف توجہ دے، جب کوئی پاکستانی باہر جائے اسے ائیر پورٹ پر ہی ایسی ہدایات اور معلومات پر مختصر لیٹریچر پڑھنے کے لیے دیا جائے۔ ٹیلیویژن کے ذریعہ باہر جانے والوں کے لیے خصوصی پروگرام عموما نشر ہوتے رہیں۔ جن میں تاکید ہو کہ بیرون ملک کوئی ایسی حرکت نہ کریں جس سے ہمارا قومی امیج خراب ہو۔ جھوٹ بول کر یا جعلی دستاویزات پیش کر کے کام حاصل کرنے کی کوشش، یا غلط مال تجارت باہر بھیجنے سے باز رہیں یا اسی طرح کی مناسب تعلیم اور معلومات

فراہم کی جائیں۔ ہمیں اپنے قومی وقار اور ساکھ کا ہر لحاظ میں بطور محبّ وطن پاس رکھنا چاہیئے۔

ہمیں چاہیئے کہ عربی زبان کو انگریزی کی طرح اہمیت دے کر سیکھیں۔ اس سے ہمیں دوہرا فائدہ ہوگا ایک تو قرآن پاک کی زبان آجائے گی اور دین کا فہم و عمل بہتر ہو جائے گا۔ پھر عرب ممالک میں تلاش روزگار کے لیے جانے والوں کو عربوں سے عربی میں بات کر کے انھیں سمجھنے اور کام کی ادائیگی میں آسانی ہوگی، اس سے ہماری بہت شکایتیں دور ہو جائیں گی۔ ہم بطور مسلمان جب عرب ممالک میں جا کر عربی زبان میں عرب مسلمانوں سے بات کریں تو وہ اچھا سمجھیں گے اور باہمی تعارف اور افہام و تفہیم آسان ہو کر فاصلے کم ہو جائیں گے اور قربتیں بڑھیں گی، شکایتیں اور غلط فہمیاں ختم ہو کر کام اور قیام آسان اور خوش گوار ہو جائے گا۔ راقم کے ذاتی تجربے کے مطابق جزیرۃ العرب اور دیگر عرب ممالک پاکستان کو اپنا ملک سمجھتے ہیں، وہ چاہتے ہیں کہ پاکستانی تعلیم و تجربہ اور اخلاق و صبر سے لیس ہوں اور عرب ممالک کی تجارت اور ملازمتیں وہی سنبھالیں۔ مجھے اپنے کچھ پاکستانی عزیزوں نے بتایا جو شروع شروع سعودی عرب اور لیبیا گئے تھے کہ اس وقت ان کی بڑی عزت تھی، اکثر ڈاکٹر اور انجینئر ہی اس وقت باہر گئے تھے، تو عرب ہر پاکستانی کو ڈاکٹر اور انجینئر سمجھتے تھے۔ لیکن جب ہمارے محنت کش طبقے کو تھوک کے حساب سے ایجنٹ حضرات نے عرب ممالک میں ایکسپورٹ کیا، تو ہمارا امیج خراب ہو گیا اس لیے نہیں کہ ہمارے مزدور باہر گئے، بلکہ اس لیے کہ جس کام کے لیے انہیں جعلی تجربہ ظاہر کر کے بھیجا گیا وہ اس کام کی ابجد سے بھی ناواقف تھے، پھر ہمارے یہ بھائی دور افتادہ علاقوں سے نکل کر جو کبھی شہر بھی نہیں آئے تھے سیدھے جہازوں پر بیٹھا دیے گئے، وہ سفر ویزا اور امیگریشن کسٹم وغیرہ کی

رسوم و نظام سے نا آشنا تھے۔ قطار بنا کر اپنی باری پر جانے کا انھیں کوئی ادراک ہی نہیں تھا اور عربی یا انگریزی سے قطعاً نابلند تھے، جہاز رکتے ہی فوراً اور سب سے پہلے باہر نکلنے کی دوڑ لگا دیتے، لباس کا کوئی خیال نہیں، بس ایک ہی بات سمجھ تھی کہ جلدی باہر جائیں۔ ان باتوں سے وہاں کے سرکاری ملازموں اور لوگوں پر ہمارا بڑا برا تاثر قائم ہوا۔ راقم نے خود بھی ایسے واقعات اپنے سفر کے دوران بچشم خود مشاہدہ کیے ۔ اپنے کئی بھائیوں کو بیرون ملک دیوار کے پاس کھڑے ہو کر پیشاب کرتے، چلتے چلتے سڑک پر تھوکتے جانا اور سگریٹ کے ٹکڑے پھینکتے دیکھا۔ ہمارے ان بھائیوں کا تو قصور نہیں اس لیے کہ ان کا یہ طریقۂ زندگی اپنے علاقہ یا گاؤں بستی میں تھا اور وہ اسی طرز اور انداز بود و باش سے مانوس اور عادی تھے۔ قصور ان لالچی ایجنٹوں اور حکومت کا تھا جنھوں ان لوگوں کو بغیر سوچے سمجھے اور بغیر کسی بنیادی تربیت کے یوں ہی پردیس بھیج دیا۔

راقم نے مشاہدہ کیا کہ پاکستانیوں کے متعلق ان مسلم ممالک میں جہاں روزگار نہیں اور ہمارے لوگوں کو اس سلسلہ میں جانا نہیں ہوا، تاثر بڑا اچھا ہے۔ مثلاً، ترکی، شام، اردن، لبنان، مراکش اور الجزائر ان ممالک میں محدود اور چند ہی پاکستانی گئے، وہ یا تو ایمبسی کے سفارت کار اور عملے کے لوگ، یا پاکستانی آرمی اور ائرفورس کے آفسر یا چند با ذوق سیاح۔ راقم کو اردن، ترکی، لبنان، شام اور مراکش جانے کا اتفاق ہوا، بطور پاکستانی بڑا اکرام ملا، اردنی سمجھتے ہیں سارے پاکستانی آرمی اور ائیر فورس کے افسر ہیں۔ شام والے سمجھتے ہیں کہ ہمارے پائیلٹ اچھے ہیں، اس لیے انھیں ہمارے لوگوں نے کبھی ٹریننگ دی۔ مراکش اور ترکی والے سمجھتے ہیں کہ ہم خوشحال مسلمان ہیں۔

گزشتہ چند سالوں میں پاکستان کے ایٹمی طاقت بننے پر عرب اور مسلمان ملکوں کو بے حد خوشی ہوئی۔ پاکستان اور پاکستانیوں کے متعلق ان کی سوچ میں کافی تبدیلی آئی اور پاکستانیوں کو اچھی نظر سے اور عزت سے دیکھنا شروع کیا۔

راقم کو اس اثناء میں جب کہ پاکستان نے انڈیا کے جواب میں ایٹمی ٹیسٹ دھماکہ کیا لندن میں موریطانیہ کے ایک ٹیکسی ڈرائیور نے ضرورت سے زیادہ عزت صرف اس وجہ سے دی کہ اس کے رائے میں پاکستان اسلام کا قلعہ اور مسلمانوں کی طاقت کا مرکز بن کر ابھرنے والا ہے۔

اللہ کرے ایسا ہی ہو اور ہم ایک باوقار قوم کے طور پر اپنا سر دنیا کے سامنے بلند کر کے اور اپنے مالک اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سامنے خم کر کے چل سکیں۔

الٰہی متحد کرے مسلمانان عالم کو
روایات سلف ہوں پھر سے تازہ پورے عالم میں

بیت اللہ شریف کی تعمیر کی مختصر تاریخ

تاریخی روایت کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام کے وقت بیت اللہ شریف کی جگہ پر سرخ رنگ کا یاقوت رکھا ہوا تھا جس کا حضرت آدم علیہ السلام کو علم تھا کیوں کہ یہ یاقوت جنت سے حضرت آدم علیہ السلام کے لیے اسی جگہ پر اتارا گیا تھا۔ اور حضرت آدم اس جگہ یعنی بیت اللہ شریف کے مقام پر آ کر اس کے گرد طواف فرماتے تھے۔

ایک روایت کے مطابق حضرت آدم زمین پر گردش کے ایام میں ہندوستان سے اس مقام پر پہنچے اور حج ادا فرمایا۔ بہرحال اس بات پر کوئی اختلاف نہیں کہ حضرت آدم کے بیٹے حضرت شیث نے پہلی مرتبہ کعبہ شریف کی تعمیر فرمائی تاہم یہ بھی کہا جاتا ہے کہ پہلی مرتبہ حضرت آدم علیہ السلام نے کعبہ شریف کی تعمیر کی تھی اور پھر حج ادا کیا تھا۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

طوفان نوح کے بعد یعرب بن قحطان نے حضرت ہود علیہ السلام کو تجویز تعمیر کعبہ شریف دی، تو حضرت ہود نے فرمایا کہ میرے بعد ایک بڑا معزز نبی آنے والا ہے جو اللہ تعالیٰ کا خلیل ہونے کا شرف پائے گا، وہ اللہ کے گھر یعنی بیت اللہ شریف کی تعمیر کرے گا۔

تاریخی روایات کے مطابق طوفان نوح سے بیت اللہ شریف کے اندر پانی داخل نہیں ہوا تھا اور جب اردگرد سے پانی خشک ہوا، تو بیت اللہ شریف چکنی مٹی کے ایک تودے کی مانند رہ گیا تھا۔ حضرت ہود علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے امتی بیت اللہ شریف کی اسی حالت میں طواف اور حج

کرتے رہے۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضرت اسماعیل علیہ السلام کے نوجوان ہو جانے پر اللہ نے تعمیر کعبہ شریف کا حکم فرمایا، تو آپ نے اس جگہ کو پہچان لیا اور اللہ کے حکم سے دونوں باپ بیٹے نے اس کی تعمیر کا کام شروع کیا اور جب دیواریں حجر اسود کے مقام تک پہنچیں، تو حضرت جبریل امین نے حجر اسود لا کر اس کی جگہ پر نصب کر دیا۔

ایک روایت کے مطابق حضرت جبریل امین ابوقبیس نامی پہاڑ کھود کر حجر اسود نکال کر لائے تھے، حضرت ابن عباس کی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حجر اسود جنت سے نازل ہوا تو اس کا رنگ دودھ سے زیادہ سفید تھا اور بنی آدم کے گناہوں نے اسے سیاہ کر دیا۔

عبداللہ بن عمر سے مروی ہے حجر اسود اور رکن یمانی جنت کے دو یاقوت ہیں اگر ان کی روشنی مٹائی نہ جاتی تو یہ مشرق سے مغرب تک پھیلتی۔

حضرت ابراہیم کی تعمیر مکہ کے بعد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے ۵ر سال قبل قریش مکہ نے انہیں بنیادوں پر کعبہ شریف کی تعمیر کی، اس کے بعد حضرت عبداللہ زبیر کے دور میں کعبہ شریف کے پردوں کو آگ کی چنگاری سے آگ لگ گئی۔ ایک روایت کے مطابق آگ کی چنگاری ابو قبیس پہاڑ سے آ کر پردوں میں لگی، لیکن ایک دوسری روایت ہے کہ ایک عورت آگ کی انگیٹھی پر بخور جلا رہی تھی کہ ایک چنگاری پردوں پر پڑی اور آگ لگ گئی۔ حضرت عبداللہ بن زبیر نے حاضرین مجلس سے مشورہ کیا تو سب نے مرمت کا مشورہ دیا۔ مگر حضرت عبداللہ بن زبیر نے کعبہ شریف کی عمارت گرا کر اس کی اصل بنیادوں پر دوبارہ تعمیر کا فیصلہ کیا جب دیواریں گرا دی گئیں جب اصل دیواروں تک

پہنچے۔ تو مزدوروں سے کہا کہ ذرا بنیادوں کو بھی تھوڑا سا کھودیں، ابھی بنیادوں کا ایک ہی پتھر اکھاڑا تھا کہ نیچے سے آگ اور سخت دہشت ناک منظر نظر آیا اور سب خوف زدہ ہو گئے اور فوری بنیادوں کا پتھر واپس رکھ کر بند کر دیا اور عارضی ستون کھڑے کر کے پردے ڈال دیے گئے تا کہ لوگ طواف کر سکیں اور طواف نہ رکے۔

حضرت عبداللہ بن زبیر نے اپنی خالہ حضرت عائشہ سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حدیث سن رکھی تھی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تمھیں معلوم ہے کہ تمھاری قوم یعنی قریش نے بیت اللہ شریف کی دوبارہ تعمیر کے وقت خرچ کی کمی کی وجہ سے بیت اللہ شریف کو حضرت ابراہیم کی بنیادوں سے کم کر دیا تھا، اگر یہ مشکل نہ ہوتی کہ تمھاری قوم ابھی جاہلیت کو چھوڑ کر اسلام لاتی ہے، تو میں بیت اللہ شریف کی پچھلی جانب ایک دروازہ کھول دیتا اور موجودہ دروازہ زمین کے برابر کر دیتا اور حطیم کو بیت اللہ شریف میں شامل کر دیتا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن زبیر کی شہادت کے بعد جب عبدالملک بن مروان کا اقتدار قائم ہوا، تو اس نے حضرت عبداللہ بن زبیر کی تبدیلیاں گرا کر کعبہ شریف کو پچھلی حالت پر لے آیا۔ جس حالت میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں تھا۔ جب بعد میں اسے مذکور بالا حدیث کا علم تو سخت نادم ہوا بعد میں جب عباسی خلیفہ ابو جعفر منصور کعبہ شریف کو گرا کر حضرت عبداللہ بن زبیر کی طرز پر کرنے کا ارادہ کیا تو امام مالک کے مشورہ پر کہ اس طرح ہر آئندہ آنے والا تبدیلیاں کرنا شروع کر دے گا، اپنا ارادہ ترک کر دیا۔

حضرت عمر بن خطاب نے کعبہ شریف کے ارد گرد مسجد بنوا دی، تا کہ نمازیوں کی بڑھتی ہوئی

تعداد کو تکلیف نہ ہو اس طرح حضرت عثمان کے دور میں مزید توسیع ہوئی۔ بعد کے حکمران اس کی تزئین و آرائش کرتے رہے۔ خاص کر خلافت عثمانیہ کے دوران حرم مکی و حرم مدنی اور حرم اقصیٰ کی تعمیر و تجدید اور آرائش کمال مہارت اور فن سے کی گئی، جو آج تک نمایاں ہے۔ پھر ترکی خلافت کے دور میں توسیع اور تزئین ہوئی اور حالیہ دور میں سعودی حکومت خاص کر شاہ فہد نے بڑی توسیع اور آرائش کے علاوہ جدید سہولتیں فراہم کر دیں۔ تاہم بیت اللہ شریف آج تک کروڑوں مسلمانوں کا مرکز اور ہدایت کا سرچشمہ ہے۔ اور قرآن پاک کے مطابق ہی اللہ کا زمین پر اس کی عبادت کا پہلا گھر ہے۔

﴿إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِىْ بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَّهُدًى لِّلْعَالَمِيْنَ.﴾ (آل عمران:۹۶)۔ ”بے شک سب سے پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کے لیے مقرر ہوا وہ ہے جو مکہ میں ہے، برکت والا اور سارے جہان کا راہنما۔“

دعا حضرت ابراہیم علیہ السلام:

﴿وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا آمِنًا وَ ارْزُقْ أَهْلَهُ مِنَ الثَّمَرَاتِ مَنْ آمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الآخِرِ﴾ ” اور جب دعا کی ابراہیم نے کہ اے میرے رب اس شہر کو امان والا بنا دے اور اس کے رہنے والوں کو طرح طرح کے پھلوں سے روزی دے جو ان میں سے اللہ اور آخرت پر ایمان لائے۔

فرض نماز کے علاوہ سنتوں کی ادائے گی کے متعلق احادیث:

(۱) حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ظہر (کے فرضوں) سے پہلے چار

رکعات اور بعد میں دو رکعات، مغرب (کے فرضوں) کے بعد دو رکعت اور عشاء (کے فرضوں) کے بعد اور فجر سے پہلے دو رکعات پڑھتے تھے۔ (مسلم، ابوداؤد و مسند احمد بن حنبل)

(۲) ام حبیبہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان بندہ اللہ تعالیٰ کے لیے بارہ رکعتیں فرض نماز کے علاوہ ہر روز متواتر ادا کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا۔ چار رکعات ظہر کے فرضوں سے پہلے اور دو رکعات بعد اور دو رکعتیں مغرب اور عشاء کے فرضوں کے بعد اور دو رکعات فجر کے فرضوں سے پہلے (ترمذی، ونسائی)

جمعے کی سنتیں :

(۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے مطابق نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعے کی فرض سے قبل چار رکعات اکٹھی پڑھتے تھے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے مطابق نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جو کوئی جمعے کے فرضوں کے بعد چاہے تو وہ چار رکعات پڑھے اور اگر جلدی میں ہو تو دو رکعات مسجد میں اور دو رکعات گھر میں پڑھے۔ (مسلم)

مدینہ منورۃ کے مختصر فضائل

مدینہ منورہ کے فضائل پر بڑی ضخیم کتابیں لکھی گئیں، یہاں ہم صرف چند فضائل کا ذکر کریں گے، جن کے تذکرے سے ایمان کی حلاوت میں اضافہ اور سرور محسوس ہوتا ہے۔

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا باقی شہر تلوار سے فتح ہوئے جبکہ مدینہ منورہ قرآن سے فتح ہوا۔

مدینہ منورہ کا نام یثرب تھا، ہجرت کے بعد یہ دارالہجرہ مشہور ہوا اور پھر مدینۃ الرسول کے نام سے۔ ایک اور حدیث کے بروایت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مدینہ اسلام کا گھر ہے۔ ایمان کا وطن اور ہجرت کی جگہ ہے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں حلال اور حرام کی حدود طے ہوئیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عدل وانصاف، اخوت ومساوات پر مبنی ایک مثالی اور پہلی ریاست وحکومت کی بناء مدینہ منورہ میں ڈالی۔ آپ اللہ تعالیٰ کے حکم پر مکہ المکرّمہ سے ہجرت فرما کر حضرت ابوبکر کے ہمراہ مدینہ شریف پہنچے اور قبا کے مقام پر جو مسجد قبا کے نام سے موسوم ہوئی، جس کا ذکر قرآن پاک کی سورہ توبہ آیت میں نمبر ۱۰۸ میں ہے۔ اور وہاں پر پہلی مسجد تعمیر فرمائی پھر اہل مدینہ کے بہت بڑے جلوس کے ساتھ مدینہ شریف پہنچے۔ جہاں ایک عید کا سماں تھا اور ہر مرد عورت، بوڑھا بچہ آپ کی ایک جھلک کے لیے بے تاب تھا، مدینہ کی بچیاں مسلسل یہ اشعار گا رہی تھیں۔

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَیْنَا

ہر کوئی آپ کی میزبانی کے لیے بے تاب تھا، مگر آپ کی ناقہ - اونٹنی نے جہاں بیٹھنا تھا، وہی مقام آپ کے قیام مبارک کا مقام تھا۔ چنانچہ یہ سعادت حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حصہ میں آئی۔ اور آپ نے ان کے مکان کے بالائی منزل پر عرصہ تک قیام فرمایا۔

آپ نے مسجد نبوی کی بنا ڈالی اور پھر یہ مسجد اور اس کے اردگرد کا علاقہ بھی حرم نبوی بن گیا۔

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت جسے بخاری اور مسلم نے نقل کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حضرت ابراہیم نے مکہ معظّمہ کو حرم قرار دیا اور اس کے لیے دعا مانگی، اور میں مدینہ کو حرم قرار دیتا ہوں اور مدینہ کے صاع اور مد کے لیے دعا کی۔ جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کے لیے دعا فرمائی تھی۔ (بخاری و مسلم)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ مکہ میں جو تو نے برکت رکھی ہے، مدینہ میں اس سے دوگنی برکت عطا فرما۔ (بخاری)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتح مکہ کے بعد بھی مدینہ شریف کو ہی اپنا مسکن بنائے رکھا اور یہاں پر اپنی مسجد کے ساتھ حجرۂ سیدہ عائشہ الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں ہی آپ مالک حقیقی سے جا ملے، اور آپ کی قبر مبارک اسی مکان میں موجود ہے۔ جس کی زیارت اور آپ پر سلام کے لیے دنیا بھر سے مسلمان لاکھوں کی تعداد میں حاضری کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جوار میں ہی آپ کے یار غار سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا عمر بن خطاب نے اپنی تمنا کے ساتھ دفن ہونے کو ترجیح دی اور اس طرح آپ دونوں صاحبان آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قریب ہی مدفون ہیں۔

بعض اقوال کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی حکومت الٰہی قائم کرنے کے بعد جب انتقال فرمائیں گے تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پہلو میں ہی دفن ہوں گے۔ آج بھی ایک قبر کی جگہ آپ کے حجرۂ مبارک میں موجود ہے۔

حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ کی روایت کے مطابق آپ نے فرمایا اگر لوگوں کو علم ہو تو مدینہ ان کے لیے بہتر ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا کہ موت کی تمنا نہ کرو، مگر شہادت یا مدینہ میں موت کی۔

حضرت ابن عمر کی روایت کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس کی استطاعت ہو کہ اس کی جان مدینہ میں نکلے اسے چاہیئے وہ ایسا کرے، کیوں کہ میں مدینہ میں وفات پانے والوں کے لیے شفاعت کروں گا۔

اس کے علاوہ مدینہ شریف کے جنت البقیع میں مدفون لوگ سب سے پہلے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ حشر کے دن اٹھیں گے اور آپ کے ہمراہ ہوں گے اور پھر مکے کے لوگ آپ سے آملیں گے۔

یہ اشعار بے ساختہ زبان پر آ گئے۔

دل تڑپتا ہے میرا سینے میں
ہائے پہنچوں گا کب مدینے میں

قلب جس کا نہ ہو مدینے میں
اس کا جینا ہے کوئی جینے میں

زہے نصیب ، صلہ یہ ملا مدینے میں
کہیں رہوں میں، رہے دل مرا مدینے میں
نوازشوں کی نہیں انتہاء مدینے میں
سجی ہے محفل صل علی مدینے میں

ہزار دل بھی اگر بند ہوں تو کیا غم ہے
دل قبول رہے گا کھلا مدینے میں

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت بمطابق بخاری، آپ جب سفر سے واپس تشریف لاتے، تو مدینہ کی دیواروں کو دیکھتے ہی سواری کو تیز چلاتے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت بمطابق مسلم، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مدینہ کا نام طابہ رکھا ہے۔ (صحیح مسلم، کتاب الحج، باب المدینہ، حدیث نمبر ۲۵۴۵)

ابن زبالہ کی روایت کے بمطابق آپ مکۃ المکرّمہ سے واپس تشریف فرمائے تو مقام طابہ پر پہنچتے ہی کاندھوں سے چادر اتار دی اور فرمایا یہ طیبہ کی ہوائیں ہیں۔

مدینہ شریف کے فضائل کی وجہ سے دجال اور طاعون کا داخلہ مدینہ شریف میں اللہ تعالیٰ نے حرام فرما دیا۔

مدینہ شریف کی تمام فضیلتیں اور برکتیں آپ کی نسبت مبارکہ کے سبب ہیں۔ آپ اور آپ کے

مسکن اور شہر مدینہ منورہ سے محبت صرف مومن کا حصہ ہے، کسی کافر کو اس میں کوئی حصہ نہیں ہوسکتا ۔ آخری زمانے میں جب دجال مدینہ شریف کے قریب ایک پہاڑی پر پہنچے گا تو مدینہ شریف میں زلزلے کے تین جھٹکے ہوں گے اور اس وقت مدینہ شریف منافقوں سے پاک ہوجائے گا، مدینہ شریف سے تمام منافق خوف سے نکل کر کے دجال کے ساتھ جاملیں گے۔

فیوض و برکات کے لیے چند اہم صلاۃ وسلام قارئین کی آسانی کے لیے پیش خدمت ہیں:

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰى آلِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى سَيِّدِنَا إِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰى آلِ سَيِّدِنَا إِبْرَاهِيْمَ إِنَّکَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ.

اللّٰهُمَّ بَارِکْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰى آلِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى سَيِّدِنَا إِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰى آلِ سَيِّدِنَا إِبْرَاهِيْمَ إِنَّکَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ.

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَ رَسُوْلِکَ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَ عَلٰى آلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَ بَارِکْ وَسَلِّمْ.

صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَ مَلَائِكَتِهٖ وَ أَنْبِيَائِهٖ وَ جَمِيْعِ خَلْقِهٖ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلَيْهِ وَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ. (درود سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا ذَكَرَهُ الذَّاكِرُوْنَ وَ عَدَدَ مَا غَفَلَ عَنْ ذِكْرِهِ الْغَافِلُوْنَ. (امام شافعی سے منقول)

اللّٰهُمَّ صَلِّ وَ سَلِّمْ وَ بَارِکْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ طِبِّ الْقُلُوْبِ وَ دَوَائِهَا وَ عَافِيَةِ

الْاَبْـدَانِ وَ شِـفَـائِهَا وَ نُوْرِ الْاَبْصَارِ وَ ضِيَائِهَا وَ رُوْحِ الْاَرْوَاحِ وَ سِرِّ بَقَائِهَا. (شیخ سلیمان عبدربہ القلیوبی سے منقول)

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى أَفْضَلِ عِبَادِکَ مِنْ خَلْقِکَ وَ صَفْوَتِکَ مِنْ أَنْبِيَائِکَ الذَّاتِ الْمُکَمَّلَةِ وَ الرَّحْمَةِ الْمُرْسَلَةِ الْمُفَضَّلَةِ سَيِّدِنَا وَ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰى آلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَ وَارِثِهٖ وَ حِزْبِهٖ أَجْمَعِيْنَ. مِلْءَ السَّمٰوَاتِ وَ مِلْءَ الْاَرْضِيْنَ کُلَّمَا ذَکَرَکَ الذَّاکِرُوْنَ وَ کُلَّمَا غَفَلَ عَنْ ذِکْرِکَ الْغَافِلُوْنَ. (غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی سے منقول)

اردو دوست لائبریری

اردو دوست ڈاٹ کوم

www.urdudost.com

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY

یہ کتاب اپنے کسی دوست یا رشتے دار کو

ای میل کیجئے